1134

بہارِ ادب

حصۂ چہارم

برائے جماعت ہشتم

مرتبہ

سید عابد علی ایم - اے، ایم - او - ایل
سابق ایڈیٹر ہزار داستان
پروفیسر دیال سنگھ کالج لاہور

منظور شدہ ڈائرکٹر صاحب بہادر سررشتۂ تعلیم پنجاب
بطور ٹیکسٹ بک
بموجب سرکلر نمبر سی - ایم 2396 بی - مورخہ ۱۲ فروری سنہ ۱۹۳۲ء

لاہور
رائے صاحب منشی گلاب سنگھ اینڈ سنز
ایجوکیشنل پبلشرز

سنہ ۱۹۴۰ء

جملہ حقوق محفوظ ہیں

12
12 IV
92/98
IV

قیمت ۱۱/۲ پائی ۱۵۰۰ ...سویں بار

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

पुस्तकालय
गुरुकुल कांगड़ी

بہارِ ادب

حصّۂ چہارم

برائے جماعت ہشتم

१५०९२ B
२८.३.

१२/१२ IV

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

पुस्तकालय
गुरुकुल कांगड़ी

بہارِ ادب حصۂ چہارم

فہرست مطالب

صفحہ	مضمون نگار	مضمون	نمبر شمار
۱	منشی تلوک چند صاحب محروم بی - اے	خدا کے جلوے (نظم)	۱
۳	ترجمہ از ایڈیسن	مرزا کا سپنا (نثر)	۲
۱۱	شمس العلماء خواجہ الطاف حسین حالی	بے ثباتئ دُنیا (نظم)	۳
۱۳	ڈاکٹر سر سید احمد خاں	سویلزیشن یا تہذیب (نثر)	۴
۲۱	نواب جعفر علی خاں اثر بی - اے ڈپٹی کمشنر اناؤ	کوہ منصوری (نظم)	۵
۲۵	مسٹر جے دیال سکسینہ	حُبِ وطن (نثر)	۶
۳۲	جناب حبیب کنتوری	گمنام (نظم)	۷
۳۶	منشی پریم چند بی - اے	سرپُر غرور (نثر)	۸
۴۴	شمس العلما مولوی محمد حسین آزاد	طالب علم کی امید (نظم)	۹

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

نمبر شمار	مضمون	مضمون نگار	صفحہ
۱۰	ریڈیم اور رانجن شعاعیں (نثر)	پروفیسر شیخ فیروز الدین مراد ایم-ایس-سی	۴۶
۱۱	بیر بہوٹی (نظم)	منشی درگا سہائے سرور جہان آبادی	۵۱
۱۲	میاں آزاد اور لکھنؤ کے بانکے (نثر)	پنڈت رتن ناتھ سرشار	۵۴
۱۳	بلبل شیدا (نظم)	خان احمد حسین خانصاحب بی-اے، ایم-آر-ایس-اے چیف ایڈیٹر شباب اُردو	۶۴
۱۴	قانون ساز مجالس (نثر)	سید اصغر علی صاحب بی-اے، بی-ٹی،	۶۹
۱۵	گور غریباں (نظم)	سید دلدار حسین صاحب اختر	۷۸
۱۶	خاقانئے ہند (نثر)	شمس العلما مولوی محمد حسین آزاد	۸۱
۱۷	کنار راوی (نظم)	ڈاکٹر سر شیخ محمد اقبال ایم-اے	۸۶
۱۸	کلیم اور مرزا ظاہر دار بیگ (نثر)	شمس العلما ڈاکٹر نذیر احمد مرحوم	۸۸
۱۹	گل سُرخ (نظم)	مولوی محمد حسین صاحب محوی صدیقی	۱۰۵

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

نمبر شمار	مضمون	مضمون نگار	صفحہ
۲۰	مصر کے اہرام (نثر)	مولانا شبلی نعمانی	۱۰۷
۲۱	کلام امیر (نظم)	امیر الشعرا امیر احمد امیر مینائی	۱۱۱
۲۲	نان سین	شیام سندر لال صاحب نجم لکھنوی	۱۱۳
۲۳	کونج کی جدائی (نظم)	عبد المجید خاں صاحب بی-اے-ایل-ایل-بی	۱۱۸
۲۴	اردوے معلّے (نثر)	نجم الدولہ دبیر الملک اسد اللہ خاں غالب	۱۲۴
۲۵	ایام طفلی (نظم)	منشی اقبال ورما سحر	۱۳۱
۲۶	براڈ کاسٹنگ (نثر)	جی-پی بھٹناگر صاحب بی اے-ایل ایل بی لکھنوی	۱۳۴
۲۷	باغ دل (نظم)	پنڈت برجموہن صاحب دتاتریہ کیفی	۱۴۳
۲۸	نفس کی قوتیں (نثر)	پروفیسر پیارام ایم اے دہلوی	۱۴۵
۲۹	سب جج (نثر)	خان احمد حسین خاں صاحب بی اے-ایم-آر-ایس-اے چیف اڈیٹر شباب اردو	۱۴۹
۳۰	شہاب ثاقب (نثر)	جناب شبیر مارہروی	۱۶۱
۳۱	عرض حال (نثر)	شمس العلما خواجہ الطاف حسین حالی	۱۶۶

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

نمبرشمار	مضمون	مضمون نگار	صفحہ
۳۲	تلوار (نظم) ۔ ۔	میر ببر علی انیس مرحوم ۔ ۔ ۔	۱۷۲
۳۳	سرفیروزشاہ مہتہ (نثر)	منشی دیا نرائن نگم بی اے اڈیٹر زمانہ ۔ ۔ ۔	۱۷۶
۳۴	تلوار (نظم)	مرزا سلامت علی دبیر مرحوم ۔ ۔ ۔ ۔	۱۸۲
۳۵	صبح اور شام (نثر)	خان بہادر منشی غلام غوث بے خبر ۔ ۔ ۔	۱۸۴
۳۶	خطِ تقدیر (نثر) ۔	۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۱۸۸
۳۷	نمودِ شام (نظم) ۔	خان احمد حسین خاں صاحب بی ۔ اے ۔ ایم ۔ آر ۔ ایس ۔ اے چیف اڈیٹر شباب اُردو	۱۹۷
۳۸	مشاہدہ (نثر)	نارائن پرشاد صاحب ورما ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۲۰۰
۳۹	شراب خانہ خراب (نظم)	میر عبدالرؤف صاحب شوق جعفری ۔ ۔ ۔	۲۰۵
۴۰	مینڈل کیمرہ (نثر)	ڈاکٹر محمد احمد ۔ ایم ۔ اے ۔ پی ۔ ایچ ۔ ڈی بیرسٹرایٹ لا ۔ ۔ ۔	۲۰۸

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

نمبر شمار	مضمون	مضمون نگار	صفحہ
۴۱	بسترِ بیمار (نظم) ..	مسٹر جگت موہن لعل رواں - ایم - اے	۲۱۶
۴۲	انوکھی ستی (نثر) ..	خان بہادر سر شیخ عبد القادر	۲۱۸
۴۳	پان (نظم)	.. مولانا شفق عماد پوری	۲۲۴
۴۴	قطب نما (نثر) ..	سید شہاب الدین صاحب مہدوی	۲۲۶
۴۵	تصویرِ درد (نظم) ..	ڈاکٹر سر شیخ محمد اقبال ایم - اے	۲۳۳
۴۶	عقلِ حیوانی (نثر) ..	سید راحت حسین صاحب بی - اے	۲۳۵
۴۷	جوگی (نظم)	خان بہادر چودھری خوشی محمد صاحب - بی - اے ناظر	۲۴۰
۴۸	امیر زادوں کو نوکری کی تلاش (نثر)	پنڈت رتن ناتھ سرشار	۲۴۴
۴۹	زندگی (نظم) ..	علی الدین صاحب عجز بدایونی	۲۵۲
۵۰	کلیسیم اور روما کے تماشے (نثر)	سید نذیر حسین صاحب	۲۵۵
۵۱	افلاطون (نثر) ..	مولوی محمد حسین صاحب محوی	۲۶۴

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

نمبر شمار	مضمون	مضمون نگار	صفحہ
۵۲	فرعون (نثر) -	میر کرامت اللہ صاحب تیر امرت سری	۲۷۳
۵۳	فلسفہ (نظم) - -	جناب عزیز لکھنوی	۲۷۸
۵۴	ایران (نثر) -	ترجمہ - جان میلکم صاحب - - - -	۲۸۱
۵۵	اخلاقی جرأت (نثر)	ڈپٹی لال بنگم صاحب بی - اے - - -	۲۸۷
۵۶	مرزا محمد رفیع سودا (نثر)	شمس العلما مولوی محمد حسین صاحب آزاد مرحوم - - -	۲۹۷
۵۷	علامہ فیضی (نثر) -	جناب محمد شفیع الدین خاں صاحب - -	۳۰۶
۵۸	نینی تال (نثر) - -	مسٹر علی محمود صاحب	۳۱۲
۵۹	لکھنؤ کا چہلم (نثر)	پنڈت رتن ناتھ سرشار	۳۲۰

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

خُدا کے جلوے

بتاؤ مہرِ منوّر میں نور کس کا ہے ؟
میانِ انجمِ تاباں ظہور کس کا ہے ؟
یہ تجھ میں اے دلِ شاعر سُرور کس کا ہے ؟
دماغِ فلسفی تجھ میں شعور کس کا ہے ؟

یہ سارے جلوے ہیں کس کے ؟ خدا کے جلوے ہیں!

وہی ہے رعد میں بجلی میں اور بادل میں
اُسی کے دم سے ہے منگل ہر ایک جنگل میں
اُسی کی بُو ہے گُلوں میں اُسی کا رس پھل میں
اُسی کی نکہتِ تر ہے صبا کے آنچل میں

یہ سارے جلوے ہیں کس کے ؟ خدا کے جلوے ہیں!

ہر ایک برگِ چمن اُس کا ہے پتا دیتا
جو گُل سے پُوچھو تو وہ بھی ہے مُسکرا دیتا
ہر ایک سرو جو اُنگلی ہے یُوں اُٹھا دیتا
نشان اُس کا ہمیں ہے یہ برملا دیتا

یہ سارے جلوے ہیں کس کے ؟ خُدا کے جلوے ہیں!

چمن میں دشت میں وادی میں کوہ و صحرا میں
گُہر میں اولے میں شبنم میں ابر و دریا میں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

شرر میں شعلے میں آتش میں برق سینا میں
شمیمِ گل میں نسیمِ مسرت افزا میں

یہ سارے جلوے ہیں کس کے؟ خدا کے جلوے ہیں!

اسی کے جلوے ہیں سارے جو چشمِ بینا ہو
تمام ذرّے ہیں تارے جو چشمِ بینا ہو
وہ روبرو ہے ہمارے جو چشمِ بینا ہو
بشر زباں سے پکارے جو چشمِ بینا ہو

یہ سارے جلوے ہیں کس کے؟ خدا کے جلوے ہیں!

تلوک چند محروم بی۔ اے

سوالات

(۱) ذیل کے الفاظ استعمال کر کے اپنے فقرے بناؤ:-
دماغ - ظہور - چمن - انگلی - گہر - شعلے۔

(۲) چوتھے بند کو نثر میں لکھو۔

(۳) ذیل کے مصرعوں کا مطلب بیان کرو:-
(الف) اسی کے دم سے ہے منگل ہر ایک جنگل میں
(ب) شرر میں شعلے میں آتش میں برق سینا میں
(ج) ہر ایک سرو ہے انگلی جو یوں اٹھا دیتا

(۴) ترکیب نحوی کرد ے
تمام ذرّے ہیں تارے جو چشمِ بینا ہو

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

مرزا کا سپنا (خواب)

چاند کی پانچویں تاریخ تھی - میں حسبِ معمول صبح سویرے اُٹھا - غسل کیا - نماز پڑھی - اور ضروریات سے فارغ ہو کر بغداد کے پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا - تنہائی کا عالم تھا اور میں قلۂ کوہ پر بیٹھا تھا - نسیمِ سحر کے خوشگوار جھونکے مجھے پنکھے جھل رہے تھے اور مجھ پر ایک عجیب بیہوشی طاری تھی - بار بار مجھے ہستئ ناپائیدار کا خیال آتا تھا - جہاں تک غور کرتا تھا یہ ہی معلوم ہوتا تھا کہ انسان کچھ بھی نہیں - ایک سایہ ہے - خواب ہے - سراب ہے - نقش بر آب ہے - یکایک جو سر اُٹھا کر دیکھتا ہُوں تو سامنے والی چٹان پر ایک آدمی گڈریہ کے لباس میں خاموش کھڑا ہے اور ہاتھ میں سُنہری بانسری ہے - آنکھوں کا چار ہونا تھا کہ وہ بانسری بجانے لگا - کیا عرض کروں بانسری کی آواز کیا تھی ؟ ایک جادُو تھا کہ جس نے مجھے بیتاب کر دیا - میں نے ایسی رُوح پرور اور جاں فزا آواز کبھی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

نہیں سُنی تھی - بہشت کے نغمے میرے کانوں میں گونجنے لگے - میں نے سُنا ہوُا تھا کہ سامنے والی چٹان پر ایک جن رہتا ہے - اور اکثر بانسری بجایا کرتا ہے - لیکن آج تک کسی نے اُس کی صورت نہیں دیکھی تھی - میں نے سمجھ لیا کہ ہو نہ ہو خود بدولت گڈریے کے لباس میں موجود ہیں - مجھے حیرت زدہ دیکھ کر نے نواز نے اشارے سے اپنے قریب بُلایا - اُس وقت میرے دل کی عجیب حالت تھی - میں نے اُس کے قدموں پر سر رکھ دیا اور زار زار رونے لگا - جن مُسکرانے لگا - مجھے زمین سے اٹھایا اور ہاتھ پکڑ کے کہا "مرزا تیرے دل کی باتیں مجھے معلوم ہیں - آ میرے ساتھ چل" میں اُس کے ساتھ ہو لیا - وہ مجھے پہاڑ کی چوٹی پر جو بہت بلند تھی - لے گیا - اور بولا کہ مشرق کی جانب دیکھ اور بتا - تجھے کیا دکھائی دیتا ہے "؟ میں نے کہا" ایک عظیم الشان وادی ہے - جس میں ایک دریائے ذخّار موجزن ہے" اُس نے کہا" یہ وادی جو تجھے نظر آتی ہے - وادیٔ مصائب ہے - اور یہ دریائے ذخّار ابدی قُلزم اعظم کا ایک جزو ہے" میں نے پوچھا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

"یہ کیا بات ہے کہ وہ دریا جو میں دیکھ رہا ہوں۔ وادی کے ایک کنارے پر ایک گہری کُہر سے شروع ہوتا اور پھر ایک گہری کُہر میں دُوسرے کنارے پر گُم ہو جاتا ہے"۔ اُس نے کہا کہ "جو کچھ تجھے نظر آ رہا ہے یہ ابد کا حصّہ ہے جسے وقت کہتے ہیں۔ اور اُس کا اندازہ آفتاب سے ہوتا ہے اور یہ روزِ قیامت تک ایسا ہی رہیگا۔ لے اب تو غور سے دیکھ۔ اِس دریا میں جو تاریکی سے محدُود ہے تجھے کیا دکھائی دیتا ہے؟" میں نے کہا "اس کے وسط میں ایک پُل نمودار ہے"۔ جنّ نے کہا "یہ پُل عرصۂ حیاتِ انسانی ہے۔ اسے خوب غور سے دیکھ"۔ میں نے نظر جما کر جو دیکھا تو تریسٹھ سالم محرابیں دکھائی دیں اور چند محرابیں شکستہ بھی تھیں۔ اُن کو شامل کرکے جو شمار کیا تو پُوری سو ہو گئیں۔ میں ابھی انہیں گن رہا تھا کہ جنّ بولا "پہلے اِس پُل میں پوری ایک ہزار محرابیں تھیں۔ ایک طوفانِ عظیم بہت بڑے حصّہ کو بہا لے گیا۔ اور پُل کو اِس خستہ حالت میں چھوڑ گیا جو بالفعل نظر آتی ہے"۔ پھر

جن نے کہا "کچھ اور بھی نظر آتا ہے؟"
میں نے کہا "ہاں پُل کے دونو سروں پر
سیاہ بادل محیط ہے۔ اور انسان گروہ در گروہ
پُل پر سے گذر رہے ہیں" پھر میں نے
دیکھا کہ مُسافر پُل پر سے دریا میں گر رہے
ہیں۔ پُل میں کئی چور دریچے ہیں۔ جونہی
اُس پر کسی کا قدم آیا۔ سر کے بل دریا
میں گرا اور گرتے ہی غائب۔ میں نے دیکھا
کہ یہ مخفی دریچے پُل کے پھاٹک پر پاس
پاس اور بکثرت صرف اس لئے بنے ہوئے ہیں
کہ انسان سیاہ بادل سے گذرتے ہی ان میں
سے نیچے گریں اور فنا ہو جائیں۔ پُل کے
درمیانی حصّہ میں یہ دریچے چھدرے ہیں۔
اور پُل کے آخری حصّہ میں جہاں سالم محرابیں
ختم ہوئیں یہ دریچے گنجان ہوتے چلے گئے
ہیں۔ میں نے دیکھا کہ بعض آدمی جو تعداد
میں بہت ہی کم تھے۔ اُفتاں و خیزاں ٹوٹی
ہوئی محرابوں پر دھکا پیل کرتے ہوئے لپکے
چلے جا رہے ہیں۔ لیکن آخر تھک کر اور
تکان سے چور ہو کر وہ بھی یکے بعد دیگرے
گر رہے ہیں۔ بعض مسافر عین عالم شباب و

شادمانی میں غرقِ سیلِ فنا ہو رہے تھے۔ بے تحاشا دوڑ رہے تھے۔ اِدھر اُدھر ہاتھ پاؤں پھیلاتے تھے کہ کسی چیز کو پکڑ کر اپنی جان بچا لیں۔ لیکن تنکے تک کا سہارا نہ تھا۔ بعض مسافر ٹکٹکی باندھے آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے۔ مگر وہ بھی ٹھوکر کھا کر گرتے اور نظر سے اوجھل ہو جاتے تھے۔ بے شمار مسافر پانی کے بلبلوں کی حسرت اور تمنّا میں سراسیمہ تھے۔ بلبلے چمکتے دیکھتے اور رقص کرتے ہیں اُن کے قریب آ جاتے تھے۔ اور یہ چاہتے تھے کہ ہاتھ بڑھا کر اُنہیں قابو میں لائیں کہ ناگاہ پاؤں پھسل جاتا تھا اور یہ گر کر طعمۂ نہنگِ اجل ہو جاتے تھے۔ کئی مسافر ایسے بھی تھے کہ اُن کے ہاتھوں میں برہنہ تلواریں تھیں۔ وہ پُل پر تیزی سے دوڑ رہے اور اکثر آدمیوں کو زبردستی چور دریچوں سے دریا میں دھکیل رہے تھے۔ مجھے اِس منظر نے پریشان کر دیا۔ اتنے میں رجن بولا "بس مرزا رہنے دو۔ بہت دیکھ چکے۔ بھلا یہ تو بتاؤ تمہیں کوئی ایسی چیز تو نظر نہیں آتی جو تم نہیں سمجھ سکتے؟" میں نے پوچھا کہ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

"جناب! یہ جو میں دیکھ رہا ہوں کہ بہت سے پرند پُل پر منڈلا رہے ہیں اور کبھی کبھی اُس پر آ بھی بیٹھتے ہیں۔ اِس کا کیا مطلب ہے؟ مقامِ حیرت ہے کہ اِن میں چیل کوّے۔ عقاب اور کئی قسم کے جانور تو ہیں لیکن اِن میں لڑکے بھی ہیں جن کے جانوروں کے سے پر اور بازو ہیں اور درمیانی محرابوں پر یہ اِس طرح بکثرت بیٹھے ہیں جیسے بعض جانور اڈوں پر بیٹھے ہیں"۔ جِن نے مجھے بتایا کہ یہ حسد۔ حرص۔ اوہام پرستی۔ مایوسی۔ عشق اور اسی قسم کے تفکرات اور جذبات ہیں جو پنجے جھاڑ کر انسان کی زندگی کے پیچھے پڑے ہیں اور موت سے پہلے اُسے فنا کرتے رہتے ہیں"۔ میں نے آہ بھری۔ جنّ کو رحم آ گیا اور کہنے لگا کہ "مرزا اب تم اِس گہری کُہر پر نظر ڈالو۔ جہاں دریا میں انسان فانی کی بہت سی نسلیں غرق ہیں"۔ جنّ کے سحر کی تاثیر سے مجھے صاف نظر آنے لگا اور میں نے دیکھا کہ کُہر کے دُوسرے سرے پر وادی ایک بحرِ ذخّار میں کشادہ اور وسیع ہوتی چلی گئی ہے۔ جس میں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہیرے کا ایک عظیم الشان پہاڑ ہے جو اُسے
دو برابر حصّوں میں تقسیم کر رہا ہے۔ سمندر
کے نصف حصّہ میں ابر سیاہ محیط ہے جہاں
نظر خیرہ ہے۔ البتّہ دوسرے حصّہ میں مطلع
صاف ہے اور وہاں زرخیز جزیرے آباد ہیں۔
جن میں طرح طرح کے خوشرنگ پھول اور
بار آور درخت طلسمات کا نقشہ دکھا رہے
ہیں۔ جزیروں میں قصر ہیں اور اُن کے نیچے
شفّاف نہریں بہ رہی ہیں۔ وہاں کے آدمی
دُولہا بنے پھرتے ہیں۔ اُن کے لباس زرق
برق ہیں۔ سر پر جواہر نگار تاج ہیں۔ ہاتھوں
میں یاقوتی کنگن اور چہرے پر پھولوں کے
سہرے۔ کوئی چمن میں گلگشت کر رہا ہے۔ کوئی
فرش مخملی پر محو خواب ناز ہے۔ اور کوئی
پھولوں کی سیج پر شرخاب کے پروں کا تکیہ
لگائے آرام کر رہا ہے۔ پانی گر رہا ہے۔
مغنّی گا رہے ہیں۔ باجے بج رہے ہیں۔ مرغانِ
خوش الحان چہچہا رہے ہیں میرا دل باغ
باغ ہوگیا۔ میں نے بے اختیار ہو کر وہاں
جانے کا ارادہ کیا۔ رجنی نے میرا ہاتھ پکڑ
لیا۔ اور کہا کہ وہاں جانے کا کوئی راستہ نہیں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہے۔ وہاں صرف موت کے دروازوں سے
جا سکتے ہیں۔ جو تم نے پُل پر دیکھے تھے۔
یہ سرسبز جزیرے تعداد میں سمندر کی ریت
کے ذرّوں سے کہیں زیادہ ہیں۔ اور اُن
نیک بندوں کے مسکن ہیں جو نیکیاں کرتے
ہیں۔ ہر جزیرہ ایک بہشت ہے اور نیکیوں
کے درجہ کے مطابق بنایا گیا ہے۔ مرزا! کیا
اِن جزیروں کے حاصل کرنے کی کوشش نہ ہونی
چاہیئے؟ کیا تم موت کو مُصیبت سمجھتے ہو جس
میں ایسے انعامات حاصل کرنے کا موقع دیا گیا
ہے؟ کیا موت سے خوف کرنا چاہیئے جو ایسی
لازوال خوشی کی طرف تمہاری راہ نمائی کرتی
ہے؟

میں نے حسرت بھری نگاہ سے اِن جزیروں
کی طرف دیکھا اور منّت و سماجت سے درخواست
کی کہ اُس رازِ سربستہ سے آگاہ فرمائیے۔ جو
ہیرے کے پہاڑ کے اس طرف غلیظ ابرِ سیاہ
کی تاریکی میں پوشیدہ ہے۔ جِنّ نے کچھ جواب
نہ دیا۔ میں اُس کی طرف مُڑا تو جِنّ غائب
تھا اور ساتھ ہی وہ پُل اور محراب اور دریا
اور بہشتی جزیرے بھی نابود تھے۔ میں کہسارِ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بغداد میں کھڑا تھا اور چند بیل - بھیڑیں اور اونٹ کھڑے چر رہے تھے *

سوالات

(۱) مرزا کا خواب اپنی عبارت میں لکھو *
(۲) خواب پر ایک جواب مضمون لکھو *
(۳) ذیل کے الفاظ کے معنی بتاؤ :-
لازوال - مغنّی - گلگشت - اوہام - مطلع - نہنگ - سراسیمہ - ذخّار - قلزم - نے نواز *

بے ثباتئِ دُنیا

(۱)

کیا کہوں حالِ دردِ پنہانی	وقت کوتاہ قصہ طولانی
عیشِ دُنیا سے ہوگیا دل سرد	دیکھ کر رنگِ عالمِ فانی
کچھ نہیں جُز طلسمِ خواب وخیال	گوشۂ فقر و بزمِ سُلطانی
ہے سراسر فریب و وہم و گمان	تاجِ فغفور و تختِ خاقانی
بے حقیقت ہے شکلِ موجِ سراب	جامِ جمشید و راحِ ریحانی
لفظ مہمل ہے نُطقِ اعرابی	حرفِ باطل ہے عقلِ یونانی
ایک دھوکا ہے لحنِ داؤدی	اِک تماشا ہے حُسنِ کنعانی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

نہ کروں تشنگی سے تر لبِ خشک | چشمۂ خضر کا ہو گر پانی
یوں نہ اِک مُشتِ خاک کے بدلے | گر ملے خاتمِ سُلیمانی

بحرِ ہستی بجز سراب نہیں
چشمۂ زندگی میں آب نہیں

(۲)

جس سے دُنیا نے آشنائی کی | اُس سے آخر کو کج ادائی کی
تجھ پہ بھولے کوئی عبث اے عمر | تُونے کی جس سے بیوفائی کی
ہے زمانہ وفا سے بیگانہ | ہاں قسم ہم کو آشنائی کی
یہ وہ بے مہر ہے کہ ہے اس کی | صلح میں چاشنی لڑائی کی
ہے یہاں حظِ وصل سے محروم | جس کو طاقت نہیں جدائی کی
خندۂ گُل سے بے بہا تر ہے | شان ہو جس میں دلربائی کی
جنسِ کاسد سے ناروا تر ہے | خوبیاں جس میں ہوں خدائی کی
بات کھوئی۔ رہی سہی افسوس | آج خاقانی و سنائی کی

رشکِ عرفی و فخرِ طالب مُرد
اسد اللہ خان غالب مُرد

شمس العلما خواجہ الطاف حسین حالی

سوالات

(۱) ذیل کے مرکّب الفاظ کی تشریح کرو :۔
خندۂ گُل - دردِ پنہانی - عالمِ فانی - خوابِ و خیال ۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

(۲) اِن پر نوٹ لکھو :-
تاجِ مغفور - تختِ خاقانی - جامِ جمشید - لحنِ داؤدی
حُسنِ کنعانی +
(۳) چشمۂ خضر اور خاتمِ سُلیمانی سے کیا مراد ہے ؟
(۴) خاقانی اور سنائیؔ کون تھے ؟

سولیزیشن یا تہذیب

ہم دریافت کیا چاہتے ہیں کہ سولیزیشن کیا چیز ہے اور کِن کِن چیزوں سے علاقہ رکھتی ہے ؟ کیا یہ کوئی بنائی ہوئی چیز ہے یا قدرت نے انسان کی فطرت میں اِس کو پیدا کیا ہے ؟ اس کے معنے کیا ہیں ؟ کیا یہ کوئی اصطلاح ہے ؟ جس کو لوگوں نے یا فیلسوفوں نے مقرّر کیا ہے یا ایسی چیز ہے کہ اس کا مفہوم اور جن جن چیزوں سے اس کا تعلّق ہے وہ قانونِ قدرت میں پایا جاتا ہے - اس امر کے تصفیہ کے لئے ہم کو انسانی حالات پر نظر ڈالنی چاہیئے - اگر تہذیب انسان میں ایک فطری چیز ہے تو وحشیوں میں - شہریوں میں سب میں اُس کا نشان ملیگا -

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

گو اُس کی صورتیں مختلف دکھائی دیتی ہوں - اِلّا سب کی جڑ ایک ہی ہوگی ؂

انسان میں یہ ایک فطری بات ہے - کہ وہ اپنے خیال کے موافق کسی چیز کو پسند کرتا ہے اور کسی کو ناپسند - یا یوں کہو کہ کسی چیز کو اچھا ٹھیراتا ہے اور کسی کو بُرا - اور اُس کی طبیعت اِس طرف مائل ہے کہ اُس بُری چیز کی حالت کو ایسی حالت میں تبدیل کرلے جس کو وہ اچھا سمجھتا ہے - یہ ہی چیز سولیزیشن کی جڑ ہے - جو انسان کے ہر گروہ میں اور ہرایک فرد میں پائی جاتی ہے - اسی تبادلہ کا نام سولیزیشن یا تہذیب ہے - اور کچھ شبہ نہیں کہ یہ میلان یا یہ خواہشِ تبادلہ انسان میں قدرتی ہے ؂

تہذیب کی طرف انسان کی طبیعت کے مائل ہونے کے دو اصول ٹھیرے - اچھا اور بُرا - اور بُرے کو اچھّا کرنا تہذیب ٹھیری - مگر اچھّا اور بُرا قرار دینے کے مختلف اسباب خِلقی اور خُلقی - ملکی اور تمدّنی ایسے ہوتے ہیں - جن کے سبب اچھّا اور بُرا ٹھیراتے ہیں - یا یوں کہو کہ قوموں کی تہذیب میں اختلاف پڑ جاتا ہے -

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ایک قوم جس بات کو اچھا سمجھتی ہے۔اور داخل تہذیب جانتی ہے۔دوسری قوم اسی بات کو بہت بُرا اور وحشیانہ حرکت قرار دیتی ہے۔ یہ تہذیب کا اختلاف قوموں میں ہوتا ہے۔ اشخاص میں نہیں ہوتا۔یا بہت کم ہوتا ہے۔

جب کہ ایک گروہ انسانوں کا کسی جگہ اکٹھّا ہو کر بستا ہے۔تو اکثر اُن کی ضرورتیں اور اُن کی حاجتیں۔ان کی غذائیں اور ان کی پوشاکیں۔ اُن کی معلومات اور ان کے خیالات ۔ ان کی مسرّت کی باتیں اور ان کی نفرت کی چیزیں ۔سب یکساں ہوتی ہیں ۔ اور اسی لئے برائی اور اچھائی کے خیالات بھی سب میں یکساں پیدا ہوتے ہیں ۔ اور برائی کو اچھائی سے تبدیل کرنے کی خواہش سب میں ایک سی ہوتی ہے۔ اور یہ ہی مجموعی خواہش تبادلہ اس قوم یا گروہ کی تہذیب ہے ۔ مگر جبکہ مختلف گروہ مختلف مقامات میں بستے ہیں ۔تو ان کی حاجتیں اور خواہشیں بھی مختلف ہوتی ہیں ۔ اور اس سبب سے تہذیب کے خیالات بھی مختلف ہوتے ہیں۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

مگر ضرور کوئی ایسی چیز بھی ہوگی ۔ کہ تہذیب کی ان مختلف حالتوں کا تصفیہ کر سکے ❖

اُنکی حالتیں جہاں تک کہ وہ بُود و باش سے تعلق رکھتی ہیں ۔ نہ فکر و خیال اور دماغ سے ۔ ان کو تہذیب سے چنداں تعلق نہیں بلکہ صرف انسان کے خیال کو اس سے تعلق ہے ۔ جس کے سبب سے وہ اچھا اور بُرا ٹھیراتا ہے ۔ اور جس کے باعث خواہش تبادلہ تحریک میں آتی ہے اور وہ تبادلہ واقعہ ہوتا ہے ۔ جو تہذیب کہلاتا ہے ۔ پس تہذیب کی مختلف حالتوں کا فیصلہ وہ اسباب کر سکتے ہیں جن کے سبب سے اچھے اور بُرے کا خیال دل میں بیٹھتا ہے ❖

خیال کی درستی اور پسندیدگی کثرتِ معلومات اور علم طبقات سے بخوبی ماہر ہونے پر منحصر ہے ۔ انسان کی معلومات کو روز بروز ترقی ہوتی جاتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ سویلیزیشن بھی بڑھتی ہے ۔ کیا عجب ہے کہ آئندہ کوئی ایسا زمانہ آئے کہ انسان کی تہذیب میں ایسی ترقی ہو کر اس زمانہ کی تہذیب کو بھی لوگ ایسے ہی ٹھنڈے دل سے دیکھیں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

جیسے کہ ہم اپنوں سے اگلوں کی تہذیب کو ایک ٹھنڈے مگر مؤدّب دل سے دیکھتے ہیں ‌‌+

تہذیب یا یوں کہو کہ بُری حالت سے اچھی حالت میں لانا دُنیا کی تمام چیزوں سے اخلاقی ہوں یا مادی یکساں تعلّق رکھتا ہے۔ اور تمام انسانوں میں پایا جاتا ہے۔ تکلیف سے بچنے اور آسائش حاصل کرنے کا سب کو یکساں خیال ہے۔ ہُنر اور اُس کو ترقی دینا تمام دُنیا کی قوموں میں موجود ہے۔ ایک تربیت یافتہ قوم زر و جواہر۔ یاقوت و الماس سے نہایت نفیس نفیس خوبصورت زیور بناتی ہے۔ نا تربیت یافتہ قوم بھی کوڑیوں۔ پوتھوں سے اپنی آرائش کا سامان بہم پہنچاتی ہے۔ تربیت یافتہ قومیں اپنی آرائش میں سونے۔ چاندی۔ مونگے اور موتیوں کو کام میں لاتی ہیں۔ نا تربیت یافتہ قومیں جانوروں کے خوبصورت اور رنگین پروں کو تیلیوں پر سے چھیلے ہوئے سنہری پوست اور زمرّد کے سے رنگ کی باریک اور خوشنما گھاس میں گوندھ کر اپنے تئیں آراستہ کرتی ہیں۔ تربیت یافتہ قوموں کو بھی اپنے لباس کی درستی کا خیال ہے۔ نا تربیت یافتہ بھی اِس

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کی درستی پر مصروف ہیں۔ شاہی مکانات نہایت
عمدہ اور عالی شان بنتے ہیں اور نفیس چیزوں
سے آراستہ ہوتے ہیں۔ ناتربیت یافتہ قوموں
کے جھونپڑے اور اُن کے رہنے کے گھونپے۔
درختوں پر باندھے ہوئے ٹانڈ۔ زمین میں کھودی
ہوئی کھوئیں بھی تہذیب سے خالی نہیں۔ معاشرت
کی چیزیں۔ تمدّن کے قاعدے۔ عیش و عشرت
کی مجلسیں۔ خاطر و مدارات کے کام۔ اخلاق و
محبت کی علامتیں دونوں میں پائی جاتی ہیں +

علمی خیالات سے بھی ناتربیت یافتہ قومیں
خالی نہیں۔ بلکہ بعض چیزیں اِن میں زیادہ اصلی
اور قدرتی طور سے دکھائی دیتی ہیں۔ مثلاً
شاعری جو ایک نہایت عمدہ فن تربیت یافتہ
قوموں میں ہے۔ ناتربیت یافتہ قوموں میں عجیب
عمدگی اور خوبی سے پائی جاتی ہے۔ یہاں خیالی
باتوں کو ادا کیا جاتا ہے۔ وہاں دلی جوشوں
اور اندرونی جذبوں کا اظہار ہوتا ہے۔ موسیقی
نے تربیت یافتہ قوموں میں نہایت ترقّی پائی
ہے مگر ناتربیت یافتہ قوموں میں بھی عجیب
کیفیت دکھائی ہے۔ ان کی ادا اور آواز کی
بھرت۔ اس کا گھٹاؤ اور اس کا بڑھاؤ۔ اس

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کا ٹھیراؤ اور اس کی اُٹھان - ہاتھوں کا بہاؤ اور
پاؤں کی دھمک زیادہ تر مصنوعی قواعد کی پابند
ہے - مگر نا تربیت یافتہ قوموں میں یہ سب
چیزیں دلی جوش کی موجیں ہیں - وہ لَے اور
تال اور راگنی کو نہیں جانتے - مگر دل کی لہر
اُن کی لَے اور دل کی بھڑک اُن کی تال
ہے - اُن کا غول باندھ کر کھڑا ہونا - طبعی
حرکت کے ساتھ اُچھلنا - دل کی بے تابی سے
جُھکنا اور پھر جوش میں آ کر سیدھا ہو جانا -
گو نزاکت اور فنِ مُغنیا گری سے خالی ہو -
مگر قدرتی جذبوں کی ضرور تصویر ہے - دلی
جذبوں کا روکنا اور اُن کو عمدہ حالت میں رکھنا
تمام قوموں کے خیالات میں شامل ہے - پس
جس طرح ہم تہذیب کا قدرتی لگاؤ تمام انسانوں
میں پاتے ہیں - اسی طرح اس کا تعلق عقلی
اور مادی سب چیزوں میں دیکھتے ہیں - جس چیز
میں ترقی یعنے بُرائی سے اچھائی کی طرف رجوع
یا ادنےٰ سے اعلےٰ درجہ کی طرف تحریک ہو سکتی
ہے - اسی سے تہذیب بھی متعلّق ہے ؏

پس تہذیب کیا ہے ؟ انسان کے افعالِ
ارادی اور جذباتِ نفسانی کو اعتدال پر رکھنا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

وقت کو عزیز سمجھنا - واقعات کے اسباب ڈھونڈنا - اور اُن کو ایک سلسلہ میں لانا - اخلاق - معاملات - معاشرت - طریق تمدّن اور علوم و فنون کو بقدر امکان قدرتی خوبی اور فطری عمدگی پر پہنچانا - اور ان سب کو خوش اسلوبی سے برتنا - اِس کا نتیجہ کیا ہے؟ روحانی خوشی - جسمانی خوبی - اصلی تمکین - حقیقی وقار اور خود اپنی عزّت کا پاس - اور درحقیقت یہ ہی پچھلی ایک بات ہے جس سے وحشیانہ پن اور انسانیت میں تمیز ہوتی ہے ﴿ (تہذیب اخلاق)

سر سیّد احمد خاں

سوالات

(۱) تہذیب کیا ہے؟ اپنے الفاظ میں اُس کی تعریف کرو ﴿
(۲) تہذیب کا نتیجہ کیا ہے؟
(۳) ناتربیت یافتہ قوموں میں کونسی چیزیں زیادہ اصلی اور قدرتی پائی جاتی ہیں؟
(۴) اخلاقی اور مادی اشیا میں تمیز کرو ﴿
(۵) "ہُنر اور اُس کو ترقی دینا تمام دُنیا کی قوموں میں موجود ہے" اِس پر بحث کرو ﴿

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

12/12 IV
पुस्तकालय
गुरुकुल कांगड़ी

کوہِ منصوری

۱- بارک اللہ کوہِ منصوری تری رعنائیاں
تیرے پرتو سے رُخِ مہتاب پر ہیں جھائیاں
صبحدم برقِ تبسم کی قیامت زائیاں
یاد آتے ہی نہ کیوں آنے لگیں انگڑائیاں
جس نے دیکھا تجھ کو پھر وہ اور کا گاہک نہیں
تُو پہاڑوں کی ہے ملکہ اس میں کوئی شک نہیں

۲- میرے احساسات کو بیدار تو نے کر دیا
عقلِ ہرزہ کار کو وجدان سا رہبر دیا
عرش پیما فکر دی اور نطق کا جوہر دیا
روح جس سے چھلک گئی لبریز وہ ساغر دیا
عشق کی سرمستیاں ہیں حُسن کا افسانہ ہے
دل مئے توحید کا چھلکا ہوُا پیمانہ ہے

۳- تیری رفعت نے مٹایا دل سے رنجِ بیش و کم
تیرے استقلال نے ہمت بڑھائی دمبدم
قطرہ زن اُس راہ میں ہوتے ہیں اربابِ ہمم
ڈگمگاتے تھے جہاں پہلے تعقل کے قدم

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

موم سے بھی نرم حلقے ہو گئے زنجیر کے
اک اشارے میں ترے عقدے کھُلے تقدیر کے

۴- یہ ترا حسن و جمال اور یہ ترا اوجِ کمال
آسماں جُھک جُھک پڑا رفعت کا جب آیا سوال
کر سکے توصیف تیری یہ بشر کی کیا مجال
ناطقہ سر در گریباں ہے زبانِ خامہ لال
سردِ بستانِ حقیقت کیا ہے تیری ماہیت
ایک خاموشی تری اور لاکھ درسِ معرفت[له]

۵- سازِ فطرت کا عجب تو نغمۂ خاموش ہے
دیدہ و دل کے لئے جامِ مئے سرجوش ہے
میکدہ معمور ہے اور شورِ نا و نوش ہے
جس کو جتنا ہوش ہے اُتنا ہی وہ مدہوش ہے
گلشنِ فردوس کی تجھ سے ہوائیں مست ہیں
تیرے جلوے مست ہیں تیری ادائیں مست ہیں

[له] اُس رباعی کی طرف اشارہ ہے جو منصوری کے زیرِ اثر نظم ہوئی۔ ۵
ہے شام کا وقت دم بخود ہے ساحل کہسار پہ چھایا ہے سکوتِ کامل
فطرت کی خموشیوں میں گویائی ہے محفل کو ہے انتظارِ میرِ محفل
اثر

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

۶ - قدرتِ صانع کی تو بیشک مجسّم شان ہے
شاعروں کی جان ہے عشاق کا ایمان ہے
سینۂ عارف میں اک ہیجان ہے طوفان ہے
روح کی بالیدگی کا ہر گھڑی سامان ہے
گر یہی عالم ہے پردے ضبط کے اُٹھ جائیں گے
بیخودی میں رازِ سربستہ زباں پر آئیں گے

---

۷ - اللہ اللہ وہ ترے دلکش مناظر کی بہار
گہری گہری گھاٹیوں میں گنگناتے آبشار
شام کو رنگِ شفق سے ہر طرف گلگونہ زار
اور سحرگہ قطرۂ شبنم کا پھولوں پر نکھار
چار سو گلہائے خود رو کی ہیں مینا کاریاں
چپہ چپہ بن گیا ہے گل فروشوں کی دُکاں

---

۸ - وہ سُنہری چوٹیاں اُن پر گھٹا چھائی ہوئی
پیچ و خم راہوں کے جیسے زلف بل کھائی ہوئی
آسماں پر کہکشاں تکتی ہے شرمائی ہوئی
لو فرشتوں کی نظر پڑتی ہے للچائی ہوئی
ہر طرف پھیلا ہوا ہے ایک عالم نور کا
تیرے سینے میں نہاں شاید ہے شعلہ طور کا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

۹۔ جو گُل تر ہے ترا وہ حور کا رخسارہ ہے
جلوۂ سرشار تیرا خُلد کا نظارہ ہے
تو سراپا حسن ہے اور حسن کا گہوارہ ہے
دیدۂ انجم میں تجھ سے نور لے مہ پارہ ہے
"ہر ادا مستانہ سر سے پاؤں تک چھائی ہوئی
اُف تری کافر جوانی جوش پر آئی ہوئی"
(داغ)

وہ ترا بے مثل موسم معتدل آب و ہوا
کیسا ہی بیمار آیا آتے ہی پائی شفا
دُکھ گیا اور سُکھ ملا اے کافرِ معجز نما
اک اثر لیکن تڑپتا تھا تڑپتا ہی رہا
دردمندانِ محبت کا بھی چارہ ہے کوئی؟
اے مسیحا میرے غم کا بھی مداوا ہے کوئی؟
نواب جعفر علی خاں اثر لکھنوی بی۔ اے ڈپٹی کمشنر اناؤ

سوالات

(۱) کوہ منصوری کہاں ہے؟
(۲) ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ:۔
نا و نوش۔ سینۂ عارف۔ ہیجان۔ آبشار۔ کہکشاں ؛
(۳) نغمۂ خاموش سے کیا مراد ہے؟ روح کی بالیدگی کی تشریح کرو ؛

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

(۴) اِس شعر کو حل کرو :- ؎

ہر طرف پھیلا ہوُا ہے ایک عالم نور کا
تیرے سینے میں نہاں شاید ہے شعلہ طور کا

حُبِّ وطن

اِن دنوں اپنے مُلک کی محبّت اور خدمت کے متعلّق کچھ ایسے لغو خیالات مُلک میں پھیلے ہوئے ہیں - جن سے ہمیں سراسر نقصان پہنچ رہا ہے - اور آئندہ اس سے زاید نقصان پہنچنے کا احتمال ہے - حُبّ الوطنی اور مُحبّتِ وطن ان دو الفاظ کا اطلاق فی زمانہ ہند میں عجب طرح سے ہوُا ہے - عموماً آج کل وہ لوگ مُحبّانِ وطن میں شمار کئے جاتے ہیں جو پلیٹ فارم پر کھڑے ہوکر تقریریں کرتے ہیں - یا پریس میں جاکر ایڈیٹری کے اہم فرائض کو انجام دینے لگتے ہیں - خواہ وہ نو عمر اور ناتجربہ کار ہی کیوں نہ ہوں - کسی آدمی نے ایک مغویانہ مضمون لکھا اور وہ قید کر لیا گیا تو اُس کا نام فنا فی القوم افراد میں لکھ لیا جاتا ہے اور ایک جماعت کی جماعت اندھی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہو کر اُس کی تحریر کو وردِ زباں کرتی ہے۔
اور اُس کے لفظ لفظ پر فدا ہوتی ہے۔ یہاں
کے نوجوان اپنے اپنے خیال سے اٹلی کے
میزینی بنے ہوئے ہیں اور انہیں بھروسہ ہے کہ
ملک کو ایسی ہی باتوں سے آزاد کر لینگے اور
خود اپنے حاکم ہو جائیں گے۔ مگر ؎

ایں خیال ست و محال ست و جنوں

جو قوم آشوب زمانہ سے کئی صدیاں ہوئیں
پست ہو چکی ہے۔ اُس کی ہمت ٹوٹ چکی ہے
جس میں ہزار ہا کمزوریاں موجود ہیں۔ وہ کیونکر
جلد ہوشیار ہو سکتی ہے۔ محبِّ وطن بن جانا
آسان کام نہیں۔ ایک فاضل مصنّف کا خیال
ہے کہ صرف وہی سچّا شیدائے وطن یا خادمِ قوم
ہے جو سب سے پہلے اپنے حاکم کی نہایت
فرمانبردار اور وفا کیش رعایا ہونے کی ذاتی مثال
عوام کے روبرو پیش کر سکے۔ قوانینِ رائجُ الوقت
کا پابند اور اُن پر پُورا پُورا کاربند ہو۔ اپنے
وطن کے رسم و رواج کی مودّبانہ اطاعت کے
ساتھ قدر کرے۔ اُن بدنیّت اشخاص کی مخالفت
کو اپنا عین فرض سمجھے جو غیر تعلیم یافتہ جماعت
میں ناراضی۔ ناموافقت۔ ہلچل اور شورش کا بیج

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہوتے ہیں - جو ایسے کاموں کا جن سے سلطنت
کی پالیسی کو نقصان پہنچے انسداد کرے - خلقت
میں امن و صلاح قائم رکھنے اور اُس کے ساتھ
انصاف کئے جانے میں مدد کرے - اپنے ملک کی
معلومات کے وسائل و ذرائع کو وسیع کرے -
ان کی اخلاقی اور تمدنی برائیوں کے مٹانے میں
ہمہ تن کوشاں ہو - صرف ایک ایسی ذات اس
متبرک اور معزز نام سے موسوم کئے جانے کا
حق رکھتی ہے - اور یہ تمام باتیں انہیں میں موجود
ہونگی جو وطن کے سچے بھی خواہ ہونگے - پس
اس روش پر چلتے ہوئے جو بندگانِ خدا اپنے
ملک کی خدمت میں مصروف ہیں - وہ سب محبانِ
وطن ہیں - اس میں نہ فصیح البیان کی تخصیص ہے
نہ ایڈیٹر کا تفوق - ایک مذہبی مصلح بھی
محبِ وطن کا کام کر رہا ہے - ایک شاعر یا مصنف
ملک کی ادبی خدمت انجام دے رہا ہے - تاجر
ملک کو اس شعبہ میں بلند پایہ بنا رہا ہے اور
اُس کے سرمایہ کی فزونی اور فراوانی کی دُھن
میں لگا ہوا ہے - کسی ماہرِ فن کی خدمت جداگانہ
ملک کو مشہور کر رہی ہے - مصور خاموشی کے
ساتھ چار دیواری میں رہ کر بھی حیرت انگیز اور

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اچھوتی صناعیوں سے اپنے وطن کے نام کو شہرۂ آفاق کر رہا ہے - اسی طرح ہر بشر جو ملک کے لئے خاص خاص باتوں کے لحاظ سے مایۂ ناز ہے، خادم وطن کہلائے جانے کے قابل ہے +

سمائلز صاحب نے کئی سال بیشتر حب الوطن پر ایک مضمون لکھ کر اس کے نیک و بد دونو پہلو ظاہر کئے تھے - وہ لکھتے ہیں کہ" آج کل جس چیز کا نام حب الوطن ہے وہ صرف قومی تعصب اور بدظنی ہے جو آپس کے حسد - نفاق - غرور اور تنفّر سے پیدا ہوتی ہے - اس کا اظہار کسی کام کے کرنے سے نہیں کیا جاتا بلکہ صرف مشیخت سے - شور و شغب سے - ہاتھ پاؤں پیٹنے سے - مدد کے لئے چلّانے پکارنے سے - جھنڈے ہلانے سے - گیت گانے سے - زمانۂ ماضیہ کی صعوبتوں پر اور اس ظلم و تعدّی پر جس کا ایک عرصہ ہوا مداوا کرایا گیا - زبان شکایت کھولنے سے حُبِّ وطن کا راگ الاپا جاتا ہے - ایسی حب الوطنی کے لئے دق ہونا اور دردِ سر مول لینا ایک بدترین عذاب ہے جو کسی ملک پر نازل ہو سکتا ہے - مگر ایسی حقیر حب الوطنی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کے ساتھ ایک نیک حبّ الوطنی بھی ہے جو اس
ملک کو نیک کاموں سے تقویت دیتی اور بلند
کرتی ہے۔ جو قوم اپنے فرائض کو خلوص اور
مردانگی سے پورا کرتی ہے۔ جو راست بازی۔
فراست اور دیانتداری سے بسر اوقات کرتی ہے
اور اپنی ترقی کے لئے ان وسائل اور مواقع سے
مستفیض ہونے میں کوشش بلیغ کرتی ہے جو وقتاً
فوقتاً ہر چہار طرف سے مہیا ہوتے ہیں۔ اور وہ
حب الوطنی زمانۂ سلف کے ان بزرگانِ قوم
کی یاد دلاتی ہے اور اُن کی مثال پیش نظر
کرتی ہے جنہوں نے مذہب اور آزادی کے
معاملے میں سختی سہہ کر اور تکلیف اُٹھا کر
اپنے لئے شہرتِ لایزال اور اپنی قوموں کے
لئے وہ حقوق اور مراسمِ زندگانی، جن پر وہ
عقب سے قابض ہوئیں۔ حاصل کئے۔ کسی قوم
کی بزرگی اُس کے افراد کے قد و قامت اور
اس کے مقبوضات کی وسعت پر موقوف نہیں
ہے۔ ایک قوم اپنی آبادی اور ملک کے لحاظ
سے ممتاز ہونے پر بھی اصلی عظمت سے عاری
رہتی ہے۔ قومی ترقّی شخصی محنت۔ قوّت اور
راست بازی کا مجموعہ ہے۔ جس طرح سے کہ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

قومی زوال شخصی کاہلی - خود غرضی - گنہگاری کے
یکجا ہونے کا نتیجہ ہے - جن باتوں کو ہم سوسائٹی
کی بڑی بڑی بُرائیاں شمار کرتے ہیں - وہ اکثر
پتہ لگانے پر کسی نہ کسی واحد شخص کی گمراہ
زندگی کا ثمرہ ثابت ہوتی ہے - اور اُس وقت
ان کی بیخ کنی گو از روے قانون کر دی جاتی
ہے مگر وہ بُرائیاں کسی نہ کسی وقت دوسری
صورتوں میں نمودار ہوئے بغیر نہیں رہتیں -
تا وقتیکہ ہر بشر اپنے طرزِ زیست اور چال چلن
کی پوری پوری اصلاح نہ کرے - اگر یہ خیال
درست ہے تو حب الوطنی اور ہمدردی سے صرف
یہی مراد نہیں ہے کہ قوانین میں تغیّر و تبدّل
اور مراسم میں ترمیم و تنسیخ کی جائے - بلکہ ہر
انسان کو ذاتی ترقی کے لئے اکسانے اور مدد
دینے کا نام حب الوطنی اور ہمدردی ہے - انسان
پر بیرونی حکومت کا اثر بالمقابل اتنا زیادہ
نہیں پڑتا جتنا کہ اس کی حکومت کا اثر خود
اس پر پڑتا ہے - وہ آدمی غلام نہیں ہے -
جس پر ایک خود مختار بادشاہ حکمراں ہو - بلکہ
غلام وہ ہے جو اخلاقی جہالت - خود غرضی اور
دیگر بے شمار عیوب سے خوار و ذلیل ہے -

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

وہ قومیں جو دل کی غلام ہیں - اپنے حاکم یا اپنے قوانین کے بدل جانے سے آزاد نہیں ہو سکتیں - اور تاوقتیکہ یہ خیالِ خام کہ قوم کی تربیت قطعاً گورنمنٹ پر منحصر ہے - رفع نہ ہو جائے کسی ملک کی جماعت پر حکّام یا وہاں کے قوانین کی تبدیلی کا اثر اتنا ہی کم دیر پا ہوگا - جتنا میجک لینٹرن کے تماشے میں تصاویر کا اِدھر اُدھر ہٹا دینا - آزادی کی محکم بُنیاد شخصی چالچلن پر دار و مدار رکھتی ہے - اور شخصی چالچلن ہی معاشرتی حفاظت اور قومی ترقی کا یقینی ضامن ہے - جان سٹوارٹ مل کا قول ہے اور سچّا قول ہے کہ جبر و تشدّد کی حکومت کا کوئی اثر اُس وقت تک نہیں پڑ سکتا - جب تک شخصیت اُس کی محکوم ہے - اور وہ حکومت جو شخصیت کو کچل دے - اُسے حکومت خود اختیاری کہہ سکتے ہو یا کسی اور نام سے موسوم کر لو ؎

تمام قوموں کی موجودہ صورت انسان کی پُشتہا پشت کے افعال اور غور و خوض کا نتیجہ ہے - مستقل مزاج اور جفاکش متقدّمین نے اِس کارِ عظیم کو انجام دینے میں ایک دُوسرے کا ہاتھ بٹایا ہے - اور ہر ایک نسل میں نسلوں کی مشقّت

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سے تعمیر کی ہوئی عمارت کو درجہ بدرجہ اونچا
اُٹھاتی چلی گئی ہے۔ ایسے نیک کام کرنے والوں
کے لگاتار سلسلے نے صنعت و حرفت اور علم
و ہنر کے نا مکمل ڈھیر میں ایک قسم کی ترتیب
اور باقاعدگی پیدا کر دی ہے۔ یونہی رفتار زمانہ
کے ساتھ ساتھ حال کی نسلوں کو اپنے بزرگوں
کی محنتِ شاقہ اور دانشمندی سے کمائی ہوئی
بیش بہا جاگیر بحق ورثہ سپرد ہوئی ہے کہ اُسے
اور آراستہ کریں اور آئندہ نسل کو نہ صرف
جیسی کی تیسی سونپیں بلکہ پہلے کی نسبت
ایک بہتر صورت میں اسے حوالہ کریں۔ موجودہ
حُب الوطنی کا خاکہ ہندیوں کے دماغ میں بجنسہٖ
اسی صورت میں موجود ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ
اپنے اعمال اور افعال کو درست کریں۔ فرداً
فرداً اخلاقی ترقی کریں۔ اکتسابِ علوم و فنون
میں مصروف ہوں۔ اور جن باتوں میں ہم
دیگر اقوام سے پیچھے ہیں اُن میں اپنی سعی
وافر اور قوتِ بازو سے برابر آ جائیں۔ وطن
کی سچی خدمت کے لئے آمادہ ہو جائیں۔ اور
استیصالِ "انارکزم" میں کوشش کریں ۔ ایسا
کرنے پر ہمیں یقینِ واثق ہے کہ زمانہ ہماری

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

مدد کریگا اور ہم آستانۂ مرام تک خود بخود پہنچ جائیں گے۔ قومی تعصب اور آپس کے تنفّر سے ہم خود اپنے عیوب و اسقام کے دیکھنے سے محروم ہو جاتے ہیں +

جے دیال سکسینہ

سوالات

(۱) سچا محبِ وطن کون ہو سکتا ہے ؟
(۲) ذیل کے الفاظ کے معنے بتاؤ اور تشریح کرو :۔
میجک لیٹرن - پیٹریٹ - انارکزم - استیصال - جبر و تشدد +
(۳) حقیقی معنوں میں غلام کون ہے ؟
(۴) حبّ وطن کے متعلق سمائلز کے خیالات اسی عبارت میں لکھو +
(۵) جان سٹوارٹ مل کیوں مشہور ہے ؟

گُمنام

نظر کر ذرا حالتِ بحر و بر پر
محل ہے یہ عبرت کا اے دل سراسر
ہزاروں ہیں لولوئے شہوار ایسے
سمجھتے جنہیں لوگ پتھر سے بدتر

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہے آب اُن کی پر آبِ دریا میں پنہاں
تۂ سطح تاریک قعرِ سمندر
عجائب ہیں نیرنگِ گلزارِ ہستی
زمیں نے کھلائے ہیں پھول ایسے اکثر
ہر اک گُل سے اچھے ہیں جو رنگ و بو میں
لطافت ہے ان کی کہ قدرت کا منظر
مگر ہیں وہ لوگوں کی نظروں سے پنہاں
کھلے اور وہیں گر پڑے خشک ہو کر
پڑے ہار بن کر گلے میں کسی کے
نہ لہرایا طرّہ ہے اُن کا سروں پر
شمیم اُن کی محدود جنگل میں بھٹکی
یہاں تک کہ غالب ہوئی بادِ صرصر
عنادل تھے ایسے بہت اس چمن میں
نوا سنجیوں میں نہیں جن کا ہمسر
جہانِ ادب جانِ اخلاق و حکمت
وہ خوش گو فصاحت کو ہو ناز جن پر
ہو فردوسی اُن کے گلستاں کا گُل چیں
پھڑکنے لگے اشعری شعر سُن کر
خیالات روشن لئے ساتھ اپنے
چھپے جا کے تاریک قبروں کے اندر
نہیں جانتا نام بھی کوئی اُن کے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

لحد ہو گئی ہے زمیں کے برابر
کسی وقت جا کر کرو غور ان میں
مقابر ہیں جو اگلے قرنوں کے باہر
تو پاؤ گے اُڑتے ہوئے ایسے ذرّے
ہیں جن میں نہاں فخرِ تیمور و بابر
اولوالعزم - خوش فکر - ہمدردِ ملّت
رئیسوں کے سرتاج شاہوں کے افسر
ملیں ہستیاں اُن کی یوں نیستی میں
سراب کو جیسے مٹاتی ہے صرصر

حبیب کنتوری

سوالات

(۱) بحر و بر - لولوے شہوار - قواعد کے رُو سے کیا ہیں؟
(۲) ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ :-
قعرِ سمندر - اشعری - اولوالعزم - شمیم - بادِ صرصر ٭
(۳) یہ نظم کس شاعر کی انگریزی نظم کا ترجمہ ہے ؟
(۴) ذیل کے شعر کا مطلب بیان کرو ؎
تو پاؤ گے اڑتے ہوئے ایسے ذرّے
ہیں جن میں نہاں فخرِ تیمور و بابر

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سرِ پُرغرور

شام ہو گئی تھی۔ میں سرجو ندی کے کنارے اپنے کیمپ میں بیٹھا ہوُا دریا کا لطف دیکھ رہا تھا کہ میرے فٹ بال نے دبے پاؤں قریب آکر مجھے سلام کیا۔ گویا وہ مجھ سے کچھ کہنا چاہتا ہے۔

"فٹ بال" کے نام سے جس مخلوق کا ذکر کیا گیا وہ میرا اردلی تھا۔ اسے صرف ایک نظر دیکھنے سے یقین ہو جاتا تھا کہ یہ نام اُس کے لئے کامل طور پر موزوں تھا۔ وہ سرتاپا ایک انسانی اور لحمی جرم تھا۔ عرض و طول مساوی اس کا مدوّر شکم جس نے اس دائرہ کے بنانے میں خاص حصّہ لیا تھا۔ ایک لمبے کمربند میں لپٹا رہتا تھا۔ شاید اس لئے کہ وہ انتہا سے آگے نہ بڑھ جائے۔ جس وقت وہ تیزی سے چلتا تھا۔ نہیں بلکہ لڑھکتا تھا تو صاف معلوم ہوتا تھا کہ کوئی فٹ بال ٹھوکر کھا کر لڑھکتا چلا آتا ہے۔ میں نے اس کی طرف دیکھ کر پوچھا "کیا کہتے ہو؟" اس پر فٹ بال نے ایسی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

رونی صورت بنائی گویا کہیں سے پٹ کر آیا ہے
اور بولا حضور ابھی تک یہاں رسد کا کوئی
انتظام نہیں ہوا۔ زمیندار صاحب کہتے ہیں کہ میں
کسی کا نوکر نہیں ہوں......

میں نے اس نگاہ سے دیکھا گویا میں اور
زیادہ نہیں سننا چاہتا۔ یہ غیر ممکن تھا۔کہ
ایک مجسٹریٹ کی شان میں زمیندار سے ایسی
گستاخی سرزد ہوتی۔ یہ میرے حاکمانہ غصّہ کو
مشتعل کرنے کی ایک بد تمیزانہ کوشش تھی۔

میں نے پوچھا "زمیندار کون ہے؟"

فٹ بال کی باچھیں کھل گئیں۔ بولا "کنور
سجن سنگھ حضور۔ بڑا سرکش آدمی ہے۔ رات
ہونے آئی ہے اور ابھی تک حضور کے سلام کو
بھی نہیں آیا۔ گھوڑوں کے سامنے نہ گھاس ہے
نہ دانہ۔ لشکر کے سب آدمی بھوکے بیٹھے ہوئے
ہیں۔ مٹی کا ایک برتن بھی نہیں بھیجا۔

مجھے زمینداروں سے رات دن سابقہ رہتا
تھا۔ مگر یہ شکایت کبھی سننے میں نہیں آئی تھی۔
اس کے برعکس وہ میری خاطر تواضع میں ایسی
جانفشانی سے کام لیتے تھے۔ جو خودداری کے
شایاں نہ تھی۔ اس میں فیّاضانہ مہمان نوازی کا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

شائبہ بھی نہ تھا۔ نہ اس میں تکلّف تھا نہ نمودِ ثروت جو عیب ہے مگر سفلہ پن سے خالی۔ اس کے بجائے وہاں رسوخ بیجا کی فکر اور خود مطلبی کی ہوس صاف نظر آتی تھی۔ اور اس رسوخ طلبی کی قیمت شاعرانہ مبالغہ کے ساتھ ان بے نواؤں سے وصول کی جاتی تھی جن کا ٹیکس کے سوا اور کوئی دستگیر نہیں۔ اُن کے طرزِ کلام اور آداب میں وہ ملائمت اور عاجزی برتی جاتی تھی جس کا اعتبار اور حسنِ ظن کے ساتھ بیر ہے۔ اور اکثر ایسے موقع آتے تھے جب میں ان خاطر داریوں سے تنگ ہوکر دل سے چاہتا تھا کہ کاش ان حریص اور خوشامدی آدمیوں کی صورت نہ دیکھنا پڑتی ۔

مگر آج اپنے فٹ بال کی زبان سے یہ کیفیّت سُن کر میری جو حالت ہوئی۔ اس نے ثابت کر دیا کہ روزانہ خاطر داریاں اور شیریں کلامیاں مجھ پر بے اثر نہیں ہوئی تھیں۔ میں یہ حکم دینے والا ہی تھا کہ کنور سجن سنگھ کو حاضر کرو۔ کہ دفعتہً مجھے خیال آیا ان مطلب خورے چپراسیوں کے کہنے پر ایک معزّز آدمی کو مطعون کرنا قرینِ انصاف نہیں۔ اردلی سے کہا "بنیوں کے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

پاس جاؤ۔ نقد دام دے کر چیزیں لاؤ۔ اور یاد رکھو کہ میرے پاس کوئی شکایت نہ آئے"۔

اردلی دل میں مجھے نفرین کرتا ہوا چلا گیا۔

مگر میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ جب وہاں ایک ہفتہ تک مقیم رہنے پر بھی مجھے کنور صاحب سے نیاز نہ حاصل ہؤا۔ اپنے عملہ اور لشکر والوں کی زبان سے کنور صاحب کی سرکشی اور غرور اور ہیکڑی کی داستانیں روز سُنا کرتا اور میرے جہاں دیدہ پیشکار نے ایسے نا مہماں نواز گاؤں میں پڑاؤ ڈالنے کے لئے مجھے کئی بار کنایتاً فہمائش کی۔ غالباً میں پہلا شخص تھا جس سے یہ خطا سرزد ہوئی تھی۔ اگر میں نے ضلع کے نقشے کی بجائے لشکر والوں سے اپنے دورے کا پروگرام بنانے میں مدد لی ہوتی تو شاید اِس ناگوار تجربہ کی نوبت نہ آتی۔ لیکن کچھ عجب بات تھی کہ کنور صاحب کی مذمت مجھ پر اُلٹا اثر ڈالتی تھی۔ یہاں تک کہ مجھے اس شخص سے ملاقات کرنے کا اشتیاق ہؤا جو ہمہ گیر اور ہمہ کُن افسروں سے اِس قدر بے نیاز رہ سکتا ہے۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صبح کا وقت تھا۔میں گڑھی میں گیا۔ نیچے سرجو ندی لہریں مار رہی تھی۔ اُس پار ساکھ کا جنگل تھا۔ میلوں تک بادامی ریت۔ اُس پر خربوزہ اور تربوز کی کیاریاں زرد پھولوں سے لہراتی ہوئی۔ بگلوں اور مُرغابیوں کے غول بیٹھے ہوئے تھے۔ سُورج دیوتا نے جنگلوں سے سر نکالا۔ لہریں جگمگائیں۔ پانی میں تارے نکلے۔ سہانا روح افزا منظر تھا ؛

میں نے اطلاع کی اور کنور صاحب کے دیوان خانہ میں داخل ہوا۔ وسیع کمرہ تھا۔ فرش سے آراستہ سامنے مسند پر ایک نہایت قوی ہیکل شخص بیٹھا ہوا تھا۔ سر کے بال منڈے ہوئے۔ گلے میں رود راکش کی ایک مالا۔ سُرخ آنکھیں۔ اونچی پیشانی۔ مردانہ غرور کی اس سے بہتر تصویر نہیں ہو سکتی۔ چہرہ سے ہیبت اور رُعب برستا تھا ؛

کنور صاحب نے میرے سلام کو اس انداز سے لیا۔ گویا وہ اس کے عادی ہیں۔ مسند سے اُٹھ کر اُنہوں نے نہایت مربیّانہ انداز سے مصافحہ کیا۔ خیریت پوچھی اور اس تکلیف کے لئے میرا شکریہ ادا کرنے کے بعد عطر پان کی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

تواضع کی۔ تب وہ مجھے گڑھی کی سیر کرانے چلے جس نے کسی زمانہ میں ضرور آصف الدّولہ کو زچ کیا ہوگا۔ مگر اِس وقت شکستہ حال تھی۔ یہاں کے ایک ایک روڑے پر کنور صاحب کو ناز تھا۔ اُن کی خاندانی عظمت اور اقتدار کا تذکرہ اُن کی زبان سے سُن کر باور نہ کرنا غیر ممکن تھا۔ اُن کا طرزِ بیان یقین کو مجبور کرتا تھا۔ اور وہ اِن روایات کے محض پاسباں نہ تھے۔ یہ اُن کے ایمان کا جُزو تھیں۔ اور جس قدر اُن کے امکان میں تھا۔ اُنہوں نے اپنی آن نبھانے میں کبھی فروگزاشت نہیں کی ۔

کنور سجن سنگھ خاندانی رئیس تھے۔ اُن کا سلسلہ جا بجا ٹوٹتا ہؤا کسی مہاتما رشی سے مل جاتا تھا۔ اُن سے میری مُلاقات بہت مختصر تھی۔ لیکن اِس دلچسپ انسان نے مجھے ہمیشہ کے لئے اپنا گرویدہ بنا لیا۔ نہایت ذکی۔ نکتہ سنج۔ دُور رس آدمی تھا۔ جس سے ملتا۔ اُس کا بندۂ بے درم ہوتا تھا ۔

برسات میں سرجو ندی اِس زور شور سے چڑھی کہ ہزاروں گاؤں غارت ہو گئے۔ بڑے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بڑے تناور درخت تنکوں کی طرح بہتے چلے جاتے تھے۔ چار پائیوں پر سوتے ہوئے بچے اور عورتیں۔ کھونٹے پر بندھے ہوئے گائے اور بیل اُس کی گرجتی ہوئی لہروں میں سما گئے۔ کھیتوں میں ناؤ چلتی تھی ۔

شہر میں اُڑتی ہوئی خبریں پہنچیں ۔ امداد کے رزولیوشن پاس ہوئے ۔ سکرٹریوں نے ہمدردی اور رنج کے فوری تار ضلع کے بڑے صاحب کی خدمت میں روانہ کئے ۔ ٹاؤن ہال میں قومی ہمدردی کی پُر جوش صدائیں بلند ہوئیں اور اِس ہنگامے میں ستم رسیدوں کے پُر درد نالے دب گئے ۔

سرکار کے کانوں میں فریاد پہنچی ۔ ایک تحقیقاتی کمیشن تعینات کی گئی ۔ زمینداروں کو حکم ہوا ۔ کہ وہ کمیشن کے روبرو اپنے نقصانات کی تفصیل بیان کریں اور اُس کے ثبوت دیں ۔ شیو رام پور کے مہاراجہ صاحب کو اس کمیشن کی صدارت کا منصب عطا ہوا ۔ زمینداروں میں ریل پیل شروع ہوئی ۔ نصیب جاگے ۔ نقصانات کے تخمینہ کے تصفیہ میں شاعرانہ سخن شناسی سے کام لینا پڑا ۔ صبح سے شام تک کمیشن کے روبرو ایک جمگھٹ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

رہتا تھا - مہاراجہ صاحب کو سانس لینے کی فرصت نہ تھی - دلیل اور شہادت کا کام سخن سازی اور خوشامد سے لیا جاتا تھا - مہینوں یہ ہی کیفیّت رہی - بس ساحل کے سب ہی زمیندار اپنے نقصانات کی فردیں پیش کر گئے - اگر کوئی کمیشن سے بے فیض رہا تو وہ کنور سجن سنگھ تھے - ان کے سارے موضعے سرجو ندّی کے کنارے تھے - اور وہ سب تباہ ہو گئے - گڑھی کی دیواریں بھی اس دستبرد سے محفوظ نہ رہ سکیں - مگر اُن کی زبان خوشامد سے نا آشنا تھی اور یہاں اُس کے بغیر رہائی مشکل - چنانچہ وہ کمیشن کے روبرو صورتِ سوال بنے ہوئے نہ آ سکے - میعاد ختم ہونے پر کمیشن نے رپورٹ پیش کی - سیلاب سے ڈوبے ہوئے علاقوں میں لگان کی عام معافی ہو گئی - رپورٹ کے مطابق صرف سجن سنگھ ہی وہ خوش نصیب زمیندار تھے جن کا کوئی نقصان نہیں ہوا تھا - کنور صاحب نے رپورٹ سنی مگر پیشانی پر بل نہ آیا - ان کے اسامی گڑھی میں جمع تھے - یہ حکم سُنا تو آہ و زاری کرنے لگے - تب کنور صاحب اُٹھے - اور بلند آواز سے بولے "میرے علاقے میں بھی معافی ہے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ایک کوڑی لگان نہ لی جائیگی"۔ میں نے یہ واقعہ سُنا اور خود بخود میری آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے۔ بیشک یہ وہ شخص ہے جو حکومت اور اختیار کے طوفان میں جڑ سے اُکھڑ جائے مگر خم نہ ہوگا۔

پریم چند

سوالات

(۱) خود داری کی تشریح کرو۔
(۲) کنور سجن سنگھ اور مجسٹریٹ کے اردلی کا حلیہ بیان کرو۔
(۳) "پیشانی پر بل نہ آیا" محاورہ کس محل پر بولا جاتا ہے؟
(۴) ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ:-
کمیشن - ادجنٹ - ٹاؤن ہال - معافی - لگان - ریل پیل۔

طالب علم کی اُمید

ہیں کتب خانۂ ہستی میں بہت صاحبِ علم
اور بہت مدرسۂ دہر میں ہیں طالبِ علم
سوزِ محنت سے بہاتے ہیں پسینے اپنے
حسرتوں سے کئے لبریز ہیں سینے اپنے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

نہ تو کھانے کا ہے کچھ فکر نہ پانی کا خیال
ذوقِ راحت ہے نہ ہے لطفِ جوانی کا خیال
ہو گئے وصل کتابوں میں ہیں وصلی کی طرح
بلکہ پیوندِ ورق ہیں جزِ اصلی کی طرح
پھرتے دن بھر ہیں کتابیں لئے سودائی سے
ہاتھ اٹھا بیٹھے اسی شغل میں بینائی سے
تن کو راحت نہیں اور جان کو آرام نہیں
دن ہو یا رات ہو محنت کے سوا کام نہیں
روز و شب خونِ جگر اپنا جو کھاتے ہیں وہ
اور بلا بارِ مشقت کی اُٹھاتے ہیں وہ
اِن مصائب کی ہے تو ہی انہیں طاقت دیتی
لطفِ انجام سے ہے حسنِ لیاقت دیتی
دیدۂ دل میں لگا دیتی ہے سُرمے کیا کیا
دیتی ہے شاہدِ مقصود کے جلوے کیا کیا
اہلِ تصنیف کو ہے عمرِ دوامی دیتی
بادۂ شوق سے ہے عیشِ مدامی دیتی
سطحِ کاغذ پہ تو اِک باغ کھلا دیتی ہے
برگ و بار اس میں مرادوں کے لگا دیتی ہے

ہوتے شاداب ہیں دلہائے فسردہ ان سے
تازہ دم ہوتے ہیں سب کے دلِ مُردہ ان سے

شمس العلما مولوی محمد حسین آزاد مرحوم

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سوالات

(۱) ذیل کے الفاظ سے ہم معنی الفاظ بتاؤ :-
مدرسہ - ذوق - راحت - مشقت - وصلی ۔
(۲) "پسینہ بہانا" کیا محاورہ ہے ؟ محلِ استعمال بتاؤ ۔
(۳) "خونِ جگر کھانا" کب بولا جاتا ہے ؟
(۴) اس شعر کو حل کرو : ۔

دیدۂ دل میں لگا دیتی ہے سُرمے کیا کیا
دیتی ہے شاہدِ مقصود کو جلوے کیا کیا

ریڈیم اور رانجن شعاعیں

کوڑے کرکٹ میں سے انسان کی عقلِ رسا نے ایک ایسی عجیب و غریب چیز نکالی ہے۔ جس کی قوتوں کے آگے بجلی کی کوند اور کرن کی تڑپ کی کوئی حقیقت نہیں - پولینڈ کی ایک علمی مذاق رکھنے والی خاتون کسی ہم مذاق شوہر کی تلاش میں گھومتی ہوئی فرانس پہنچی- اور موسیو کیوری سے ملاقات ہوئی - دونو کی طبیعتیں موافق واقع ہوئی تھیں - شادی ہو گئی -

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اِس مبارک شادی سے جو اولاد پیدا ہوئی وہ گہوارۂ شہود میں قدم رکھتے ہی نہ صرف اپنے ماں باپ بلکہ تمام دنیا کی آنکھوں کا تارا بن گئی - یعنے "موسیو کیوری کے ادراکی صلب اور میڈیم کیوری کے عقلی بطن سے" ریڈیم نے جنم لیا جو اکتشافاتِ عالم میں اپنی نظیر آپ ہے - موسیو اور میڈیم کیوری سے پہلے بھی بہت سے سائنس دان ریڈیم کی دریافت کے در پے تھے - لیکن اِس فخر کا حصول کارفرمایانِ قضا و قدر نے انہیں کے حق میں ودیعت کر رکھا تھا ؞

ریڈیم کے عجیب و غریب خواص میں سب سے زیادہ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ریڈیم کا ہر ذرہ سالہا سال تک گرمی اور روشنی خارج کرتا رہتا ہے - لیکن اِس کے باوجود اِس کے وزن یا دیگر خواص میں کوئی نمایاں تبدیلی واقع نہیں ہوتی - اگر ریڈیم دنیا میں بمقدار کثیر ہوتا تو عجب نہ تھا کہ سائنس دان کوئی ایسا چراغ ایجاد کر دیتے جو تیل - بتی - گیس یا بجلی کی مدد کے بغیر ابدالآباد تک گرمی اور روشنی کا منبع بنا رہتا - لیکن افسوس ہے کہ یہ نورانی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

دھات اپنے خواص کے لحاظ سے جیسی عدیم النظیر ہے ۔ ویسی ہی باعتبار مقدار نادر الوجود ہے ۔ ریڈیم کی اس خاصیت نے اکثر علمائے سائنس کے دل میں یہ خیال بھی پیدا کر دیا ہے ۔ کہ سورج میں یہ نورانی دھات ایک خاص مقدار میں موجود ہے ۔ اور یہ ہی وجہ ہے کہ سورج آغازِ آفرینش سے آج تک نور و حرارت کا منبعِ فیض بنا ہوا ہے ۔ اور اس قدر بے قیاس مقدار میں گرمی اور روشنی خارج کرنے کے باوجود بھی اس کا التہاب و نور ویسا ہی ہے جیسا کہ ہزاروں سال پہلے تھا ۔ چنانچہ اندازہ کیا گیا ہے کہ اگر دو تین سیر ریڈیم سورج کی سطح پر کھڑا ہو یا اُس کے اجزا میں ملا ہوا ہو تو بآسانی سورج کی نہ گھٹنے والی روشنی اور حرارت کی علت سمجھ میں آ سکتی ہے ۔

ریڈیم کی مدد سے ایک خاص قسم کی گھڑی حال ہی میں ایجاد ہوئی ہے ۔ جس کے متعلق یہ خیال ہے کہ بغیر کوکنے کے خود بخود چلا کریگی ۔ اور مدتوں صحیح وقت دیتی رہیگی ۔

ریڈیم کی قابلِ ذکر خصوصیت یہ ہے کہ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

انسانی امراض کے ازالہ میں بھی یہ کارگر ثابت ہونے لگی ہے۔ چنانچہ سرطان کے لاعلاج اور مہلک مرض میں ریڈیم کی وساطت سے حیرت انگیز فائدہ حاصل ہوا ہے۔ اور بفضلہ تعالےٰ ریڈیم نے وہ اعجاز مسیحائی دکھایا ہے کہ عقل انسانی اس کے ادراک اور تشریح سے قاصر ہے بعض معدنی اجسام ریڈیم کے قرب سے اس درجہ متاثر ہو جاتے ہیں کہ وہ بعد ازاں بجائے خود ریڈیم کا کام دینے لگتے ہیں۔ ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ جن چشموں کا پانی صحتِ انسانی کے لئے مفید ثابت ہوا ہے۔ اُن میں علاوہ دیگر معدنیات کے ریڈیم کے مرکّبات بھی موجود ہوتے ہیں ۔

اِس پُر اسرار دھات سے تین قسم کی شعاعیں نکلتی ہیں۔ جنہیں علی الترتیب "الفا" "بیٹا" اور "گیما" کہتے ہیں۔ بیٹا شعاعوں کی وجہ سے "گیما" شعاعیں پیدا ہوتی ہیں جو اُن شہرہ آفاق شعاعوں سے متشابہ ہیں جنہیں "ایکس ریز" یعنے اشعۂ نامعلوم کہا جاتا ہے۔ اور جو اپنے موجد کے نام کی مناسبت سے اشعۂ رانجن بھی کہلاتی ہیں ۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

یہ نہایت ہی لطیف ہوا میں برقی رو دوڑانے سے پیدا ہوتی ہیں۔ ان کی عجیب و غریب خاصیت یہ ہے کہ یہ شعاعیں لکڑی کے تختوں اور مٹی کی دیواروں میں سے اس طرح آر پار نکل جاتی ہیں۔ جس طرح سورج کی روشنی صاف شیشہ میں سے گزر جاتی ہے۔ اور ہم اس سے اپنے جسم کی ہڈیاں دیکھ سکتے ہیں ٭

عمل جرّاحی میں یہ شعاعیں نہایت مفید ثابت ہوئی ہیں۔ اور سپاہیوں کے لیئے تو ان کی دریافت بمنزلہ اکسیر اعظم کے ہے۔ پہلے بدن کے اندر گولی کے ٹھیک موقع محل کا پتہ نہ ہوتا تھا۔ اور ڈاکٹری چیر پھاڑ سے مجروح سپاہیوں کو بہت تکلیف ہوُا کرتی تھی۔ اب ان کی مدد سے ڈاکٹر باہر ہی سے دیکھ سکتا ہے کہ گولی جسم کے کس حصّہ میں پیوست ہو کر رہ گئی ہے اور بآسانی اُسے باہر نکال سکتا ہے ٭

پروفیسر شیخ فیروز الدین مُرادؔ ایم - ایس - سی

سوالات

(۱) ریڈیم کیا ہے اور اُس کی خاصیت کیا ہے ؟

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

(۲) ریڈیم کو کس نے دریافت کیا اور اس سے بنی نوعِ انسان کو کیا فائدہ ہؤا ہے ؟
(۳) ایکس ریز کی ماہیت بیان کرو +
(۴) کیا رانجن شعاعیں سپاہیوں کے لئے اکسیرِ اعظم ہیں؟ اگر ہیں تو کیوں اور کس طرح ؟
(۵) ذیل کے الفاظ کی تشریح کرو :-
ابدالآباد - عدیم النظیر - نادر الوجود - اعجاز مسیحائی - ادراکی صلب - عقلی بطن +

بیر بہوٹی

آہ ! او ننھے سے کیڑے نازشِ صحرا ہے تُو
دشت میں اک سرخ چھوٹا سا گلِ رعنا ہے تُو
صفحۂ ہستی پہ اک نقشِ تحیّر زا ہے تُو
شعلہ زارِ حسن کی چھوٹی سی اک دُنیا ہے تُو

برقِ عالم سوز کی ننھی سی ہیکل ہے کوئی
آتشِ یاقوت کی چھوٹی سی منقل ہے کوئی

کچھ عجب عالم ہے تیرے حسن کے انداز کا
سُرخ ڈورا ہے کسی چشمِ فسوں پرداز کا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

نظرۂ مضطر ہے خونِ کشتگانِ ناز کا
قلب خوں گشتہ ہے مژگاں پر کسی جانباز کا

یا شفق کا کوئی ٹکڑا ہے زمیں پر جلوہ گر
جامِ زرّیں میں ہے یا صہبائے احمر جلوہ گر

گل بداماں ہے شفق میں شعلۂ تنویرِ حسن
خونِ عاشق یا زمیں پر ہے گریباں گیرِ حسن
یا عقیقِ سرخ کی چھوٹی سی ہے تعمیرِ حسن
نقشِ نیرنگِ فسوں ہے یا کوئی تصویرِ حسن

جلوۂ گل ہے فضائے وادئ پُر خار میں
سرخ تکمہ ہے قبائے سبزۂ کہسار میں

محضرِ خونِ شہیداں ہے ترا دامانِ سرخ
یا ہے خونِ کشتگانِ عشق کا عنوانِ سرخ
یا کسی کے ناوکِ پُرخوں کا ہے پیکانِ سرخ
اشکِ گلگوں یا ہے زیبِ پنجۂ مژگانِ سرخ

رنگ آمیزی ہے قدرت کی تری تصویر میں
اک دلاویزی ہے قدرت کی تری تصویر میں

حسن میں تیرے ہے اے ناظورۂ ناز آفریں
فندقِ پائے حسیناں کی ادائے دل نشیں
جلوۂ رخ سے ترے گلگوں ہے دامانِ زمیں
بزمِ صحرا میں ہے تو جامِ شرابِ آتشیں

بادۂ گلگوں ترے چھوٹے سے پیمانے میں ہے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

عالمِ نیرنگِ افسوں تیرے میخلنے میں ہے

وادیٔ پُرخار میں اک مجمرِ سوزاں ہے تو
دامنِ کہسار میں اِک شعلۂ عریاں ہے تو
کشتِ نازِ حسن میں اک دانۂ مرجاں ہے تو
یا کسی گلگوں قبا کا گوشۂ داماں ہے تو

ناز ہے صحرا کو تیری شوخیٔ رفتار پر
دوڑتا ہے خوں کا قطرہ سبزۂ کہسار پر

گُل بداماں ہے کوئی دوشیزۂ کم سن مگر
ہلکی پھلکی سُرخ پھولوں کی ہے چادر دوش پر
وقفِ رعنائی ہے یا کوئی عروسِ سیم بر
رُوئے زیبا پر ہے غازہ سُرخ جوڑا زیب بر

لوٹتا ہے کوئی بسمل سبزۂ بیگانہ پر
یا مئے گلگوں کا قطرہ ہے لبِ پیمانہ پر

جلوۂ گُل سے ہے رنگیں روئے زیبائے بہار
ناز میں ہے یا کوئی محوِ تماشائے بہار
یا مئے گلرنگ سے گلگوں ہے مینائے بہار
یا ہے آغشتہ بخوں داغِ سویدائے بہار

سبزۂ کوہسار نے یا لعل اُگلا ہے کوئی
چُن رہی ہے پھول یا دوشیزۂ رعنا کوئی

منشی درگا سہائے سرور جہان آبادی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سوالات

(۱) ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ :-
نازش صحرا - ہیکل - گل بداماں - پنجۂ مژگاں - منقل +
(۲) جادو نگار شاعر نے بیر بہوٹی کو کن کن اشیا سے
تشبیہ دی ہے ؟ مفصل بیان کرو +
(۳) اس شعر کو حل کرو :-
گل بداماں ہے شفق میں شعلۂ تنویرِ حسن
خونِ عاشق یا زمیں پر ہے گریباں گیرِ حسن
(۴) شعلۂ عریاں سے کیا مراد ہے ؟
(۵) سبزہ کو بیگانہ کیوں کہتے ہیں ؟

میاں آزاد اور لکھنؤ کے بانکے

میاں آزاد اور بانکے پھر شہر میں چکر لگانے لگے - چوک میں پہنچے تو جس پر نظر پڑتی تھی بانکا ترچھا تیکھا چُنّٹ دار انگرکھے پہنے - بنکے دار کٹی ہوئی ٹوپیاں سر پر جمائے چُست گھٹنے ڈانٹے آنڈو پڑے ہوئے - ڈھانٹے باندھے ہوئے چلے جاتے ہیں - تینچے کی جوڑی کمر سے لگی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہوئی۔ دو دو ولایتیاں پڑی ہوئیں ۔ باڑہیں
چڑھی ہوئیں۔ قرابینچہ ۔ پیش قبض۔کٹار سروہی۔
شیر بچہ ۔ سب سے لیس۔ خاصے اونچی بنے ہوئے
ایک بانکے کو دیکھ کر ایک دکاندار شامتِ اعمال
سے کہیں ہنس پڑا۔ اُنہوں نے آؤ دیکھا نہ
تاؤ۔ دَن سے تپنچہ داغ دیا۔ مگر حُسنِ اتفاق
سے خالی گیا۔ لوگوں نے کہا۔کیوں آکا کیوں
بگڑ گئے؟ تیکھے ہو کر فرمایا کہ ہم کو دیکھ کر
بچہ جی مسکرائے تھے۔ہم نے گولی لگائی کہ
دانت پر پڑے اور اس جواب دنداں شکن سے
ان کے بھی دانت کھٹے ہو جائیں۔ مگر زندگی
تھی کہ گولی سے بچ نکلا۔ میاں آزاد اپنے دل
میں سوچے کہ بانکے تو بالکل نا خدا ترس ہیں۔ ان
کو زیر نہ کیا تو کچھ بات نہیں۔ ایک تنبولی سے
پوچھا کہ کیوں۔ بھئی اِس شہر میں بانکے بہت ہیں؟
اُس نے کہا۔ میاں بانکا ہونا تو دل لگی نہیں۔
ہاں۔ یوں کہئے کہ بے فکرے بہت ہیں ۔ اور
اِن سب کے گرو گھنٹال وہ ذاتِ شریف ہیں
جن کو لوگ یکرنگ کہتے ہیں ۔ وہ صندلی رنگا
ہوا جوڑا پہن کر نکلتے ہیں۔ مگر مجال کیا کہ شہر
بھر میں کوئی صندلی جوڑا پہن تو لے ۔ یکرنگ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صندلی جوڑا کوئی پہن نہیں سکتا۔ کوئی پہنے تو
گولی بھی سر کر دیں اس کے ساتھ یہ بھی ہے۔

میاں آزاد سوچے کہ اس یکرنگ کا ٹیٹوا نہ
لیا تو کھانا حرام۔ دوسرے دن حضرت بھی صندلی
بوٹ۔ صندلی گھٹنا۔ صندلی انگرکھا۔ صندلی ٹوپی
دے کر نکلے۔ میاں بھی صندلی۔ اب جس گلی
کوچے بازار سے گزر ہوتا ہے۔ لوگ تعجّب کرتے
ہیں۔ کہ یہ آج اس ڈھب سے کون نکلے ہیں
بھئی! چو طرفہ اُنگلیاں اُٹھنے لگیں۔ شدہ شدہ
حضرت یکرنگ کے چیلے چاپڑ نے اُن کے کان
میں بھی بھنک ڈال دی۔ سُنتے ہی مُنہ لال
چقندر ہو گیا۔ کپڑے پہن ہتھیار لگا چل
کھڑے ہوئے۔ میاں آزاد تنبولی کی دکان پر
جا کر ٹک گئے۔ ان کی وضع دیکھتے ہی اُس
کے ہوش اُڑ گئے۔ لگا ہاتھ جوڑنے اور منّت
کرنے کہ از برائے خدا میری ٹوپی دے لیجئے۔
یا جوتا بدل ڈالئے۔ ورنہ وہ آتا ہی ہوگا۔
مفت کی ٹھائیں ٹھائیں سے کیا واسطہ! اِن
کو تو کچّے گھڑے کی چڑھی تھی۔ یہ مانتے کب
تھے! گلوری لی اور اکڑ کر کھڑے ہو گئے۔
اردگرد تماشائیوں کا ہجوم ہے۔ اور شہر بھر

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

میں دھوم ہے کہ آج یکرنگ سے تلوار چلیگی۔
اتنے میں حضرت یکرنگ بھی نمودار ہوئے۔
تنبولی نے میاں آزاد سے کہا کہ سنبھلئے وہ ۵
آتے ہیں پنیچے کو چڑھائے ہوئے گلی پر
اُن کے آتے ہی بھیڑ چھٹ گئی۔ تُر۔
کوئی ادھر کترا گیا کوئی اُدھر دبک رہا۔ کوئی
گلی میں گھسا۔ کوئی کمرے پر چڑھ گیا۔ یکرنگ
نے جو اُن کو دیکھا کہ از سر تا پا صندلی
پوشاک پہنے ہیں تو جل ہی مرا۔ نظرِ قہر آلود
ڈال کر کہا۔ ابے او ہو لا خبط۔ اُتار ٹوپی۔
بدل جُوتا۔ گستاخ ہمارے ہوتےساتے تو صندلی
جوڑا پہن کر نکلے۔ تیرے اور یہ دم خم۔ اُتار۔
اُتار۔ نہیں میں بڑھ کر کام تمام کر دونگا۔
میاں آزاد پیترا بدل کر نر کی طرح جھپٹ پڑے
اور نہایت پھرتی سے یکرنگ کی توند پر تپنچہ
رکھ دیا۔ اور خرنا مشخّص جنبش کی اور دھوآں
اس پار۔ ہلا اور دائیں کی آواز آئی۔ بولا
اور لاش پھڑکنے لگی۔ مردک بڑا بانکا بنا ہے
صدہا شرفا کو بے عزّت کیا۔ تم جیسے بدمعاش
اور بانکپن کا دم بھرو۔ اتنے چابک مارونگا۔
کہ یاد کروگے بچہ۔ ابھی اُتار ٹوپی۔ اُتار اُتار

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

نہیں تو دھواں اس پار ؛

اتفاق سے کہیں ایک درزی کا ادھر سے گذر ہوا۔ میاں خلیفہ کی ٹکڑی اُتار، یکرنگ کی چپت گاہ پر رکھی اور یکرنگ کی صندلی ٹوپی اپنی جیب میں رکھ لی - ہات تیری ایسی تیسی! بڑے بانکے بنے تھے - شہر بھر میں کوئی یکرنگ جوڑا نہ پہنے - نادری حکم لگا دیا - زبردستوں - غریبوں - شریفوں کو بہت ستاتے تھے - ہم سے ایک نہ چلی - حوصلہ ہو تو آؤ دو دو ہاتھ بھی ہو جائیں - خبردار جو آج سے صندلی جوڑا پہنا تو تم جانوگے ؛

شہر بھر میں یہ دھوم ہو گئی کہ میاں آزاد نے یکرنگ کے چھکّے چھڑا دئے - گھگھی بندھ گئی - چپ چاپ درزی سے ٹوپی بدلی - سچ ہے - دبے پر بلّی چوہے سے کان کٹاتی ہے - اب تو میاں آزاد پر بانکوں کی بھی نظر پڑنے لگی - جس ٹکڑی میں جاتے تھے - لوگ بہ تعظیم پیش آتے تھے - ایک دن انہوں نے منادی کر دی - آج میاں آزاد ۶ بجے صبح سے آٹھ بجے تک اپنے فن کے کرتب دکھائیں گے - جن اصحاب کو شوق ہو - آئیں اور حظ اُٹھائیں -

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

روز معینہ کو ایک فراخ و وسیع میدان میں
غٹ کے غٹ جمع ہوئے - اور میاں آزاد نے
طرح طرح سے جوہر دکھائے - لیموں پر نشان
بنایا اور تلوار سے اڑایا تو نشان سے پاس
سے کھٹ سے دو ٹکڑے - کسبرو اُچھالا اور
پانچ چھ مرتبہ میں جھیل ڈالا - تلوار کی باڑ سے
دس بارہ کی آنکھوں میں سُرمہ لگایا - چراغ
جلایا اور کھانڈا پھینکتے پھینکتے گل کاٹ ڈالا -
لو الگ بتی الگ - ایک پیالے میں دس کوڑیاں
رکھیں اور دو پر نشان بنا دیا - دونوں کو
تلوار سے پیالے ہی میں کاٹا اور باقی کوڑیاں
تلوہ نچ نکلیں - لکڑی ٹیکی اور چھت پر ہو
رہے - گتکے کا ذرا اشارہ کیا اور بیس ہاتھ
اُڑ گئے - چالیس چالیس آدمیوں نے گھیرا -
اور یہ صاف نکل بھاگے - پلنگ کے نیچے
ایک جنگلی کبوتر چھوڑ دیا گیا - انہوں نے اس
کو نکلنے نہ دیا - وہ لاکھ کوشش کرتا رہا -
مگر پھڑپھڑا پھڑپھڑا کر رہ جاتا تھا - اتنے
میں ایک پھکیت بولے - اجی یہ شعبدہ بازی
ہے - میدانِ کارزار میں سامنا ہو - تو
جانیں *

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

آزاد۔ "ہاں یہ دعوے۔ اچھا فہمیدہ خواہد شد تمہارے یکرنگ رنگے سیار کا تو رنگ پھیکا ہو گیا۔ اب تم مُنہ آتے ہو۔ کسی دن گردن ناپُونگا"۔

پھکیت۔ "چونچ سنبھالو۔ نہیں تو ہم تمہاری خبر لیں گے"۔

آزاد۔ "یہ ہی دلی خواہش ہے کہ تم جتنے گوکھے بانکے ہو۔ سب کو نیچا دکھاؤں اور تمہارا بل نکالوں۔ دیکھو صبح شام تمہاری بھی قلعی کھلی جاتی ہے۔ تم لوگ بانکے نہیں! مردم آزار۔ خونخوار۔ ناخدا ترس ہو۔ جس طرف نکل جاؤ۔ اُدھر آدمی کانپ اُٹھیں کہ بھیڑیا آیا۔ کوئی ہنسا اور تم نے بندوق چھتیائی۔ کسی نے بات کی اور تم نے چوٹ لگائی۔ بھئی واہ اچھا بانکپن ہے تو وجہ کیا کہ جہاں دس ڈنڈ پیلے اور اُبل پڑے۔ دس بارہ دن لکڑی پھینکی اور محلہ والوں پر شیر ہو گئے۔ ورنہ باکمال کو ہمیشہ بُردبار ہی دیکھا"۔

اتنے میں میاں آزاد کے قریب سے ایک پہلوان اینڈتے ہوئے نکلے۔ چٹ لنگوٹ باندھے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کمّل کی چادر اوڑھے دو تین بیٹھے ساتھ - ایک کیبرد والے کی پیٹھ گاہ پر پہلوان نے خدا واسطے کو دھپ لگا دی - وہ پیچھے پھر کر دیکھتا ہے تو ڈھوکا ڈھوہ آدمی - قہرِ درویش بر جانِ درویش - بولے تو خوب پیٹھا جائے - کان دبا کر دھپ کھا کر دل ہی دل میں کوستا ہوا چلا گیا - ایک تھوڑی ہی دیر میں میاں پہلوان نے ایک خوانچہ والے کا خوانچہ اُلٹ دیا - تین چار روپے کی مٹھائی خاک میں مل گئی - جب اُس نے خوب ہی غل غپاڑا مچایا تو شاگردوں نے سر سہلا دیا - دو تین گُدّے - گھونسے - ٹھکّے لگا دئے - دو چار لپڑ جما دئے - بیچارہ روتا ہوا دہائی دیتا چلا گیا - دوہائی ہے میرا خوانچہ لُوٹ لیا ؛

میاں آزاد اپنے دل میں سوچے کہ یہ تو کوئی بڑا ہی شورہ پشت معلوم ہوتا ہے - کسی پر لپّڑ - کسی پر تھپّڑ - واہ کیا پہلوانی ہے! اِس کی خبر نہ لی تو کچھ نہ کیا - اُس نے تو شہر میں تہلکہ مچا دیا ہے - یہ سوچتے ہی میرا شیر جھپٹ پڑا - اور پہلوان کے پاس جا کر گھٹنے سے ایسا دھکّا دیا کہ میاں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

پہلوان نے با ایں ہمہ تن و توش بیس لڑھکیاں کھائیں - اور سنبھلتے ہی اُن کی طرف ڈپٹ پڑے - یہ بھی شیر نر کی طرح ڈکارتے ہوئے چلے - تماشائی تو سمجھے کہ پہلوان قوی ہیکل کس بل کا آدمی ہے - چُر مُر کر ڈالے گا - لیکن آزاد نے پہلے ہی سے وہ داؤ پیچ کئے کہ پہلوان کے چھکے چھوٹ گئے - ایسا دبایا کہ چھٹی کا دودھ حضرت کو یاد آیا - پہلوان نے جیسے ہی میاں آزاد کا بایاں ہاتھ گھسیٹا - اُنہوں نے داہنے ہاتھ سے اُس کا ہاتھ باندھا اور اپنا چھڑا لیا - اور چُٹکیوں میں کولے پر لاد گھٹنا ٹیک کر مارا - چاروں شانے چت - یا علی - پہلوان اب تک کورا تھا - کسی دنگل میں آسمان دیکھنے کی نوبت نہ آئی تھی - میاں آزاد نے جو سرِ بازار ایک پٹخنی بتائی - اور اُس نے ہزاروں آدمیوں میں پچھاڑ کھائی - تو بڑی کرکری ہوئی - اور تمام عمر کے لئے داغ لگا - اب تو میاں آزاد جگت اُستاد ہو گئے ۔

(پنڈت رتن ناتھ سرشار)

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سوالات

(۱) یہ اقتباس کس کتاب سے لیا گیا ہے - اُس کے مصنّف کے مختصر حالات بیان کرو - اور اُس کی مشہور کتابوں کے نام بتاؤ ۔

(۲) ذیل کے محاورات کی تشریح کرو اور محل استعمال بتاؤ :-

(الف) کرکری ہوگئی -

(ب) تلوہ نیچ نکلیں -

(ج) رنگ پھیکا ہوگیا -

(د) چھٹی کا دودھ یاد آگیا -

(ہ) چونچ سنبھالو -

(۳) ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ :-

پھکیت - اوبچی - لپڑ - خرتا - مشخص - کھانڈا - شعبدہ - چت - مُنبخت - دوبھر - سردہی ۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بلبلِ شیدا

۱- اے عندلیب باغ میں گل چیں ہزار ہو
پونچھ آنسوؤں کو تیری بلا بیقرار ہو
آ۔ صبر تیری گردنِ نازک میں ہار ہو
قربان تیرے درد پہ فصلِ بہار ہو
ہاں فصلِ گل میں گل سے جو تجھ کو جدا کرے
وہ بھی مراد اپنی نہ پائے خدا کرے

۲- آ عندلیب نغمۂ مرچنگِ قال ہو
آ خال بن کے زیورِ رخسارِ حال ہو
آ رنگ بن کے رونقِ چشمِ غزال ہو
آ میرے دل میں طائرِ باغِ خیال ہو
عنوان ہیں خراب ترے اضطراب کے
آ دوں میں تیرے چہرے پہ چھینٹے گلاب کے

۳- ہیں تیرے اضطراب سے سیماب بن گیا
نالوں سے تیرے ماہئے بے آب بن گیا
ہر اشک رشکِ قطرۂ تیزاب بن گیا
کانٹوں کا فرش بسترِ کمخواب بن گیا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

تو عندلیب روح کسی مُبتلا کی ہے
آوازہائے تو کسی درد آشنا کی ہے

۴- آ میرے پاس دیکھ مری جاں نثاریاں
دیکھی ہوئی ہیں پھولوں کی غفلت شعاریاں
مشہور ہیں جہاں میں مری غمگساریاں
آ عندلیب مل کے کریں آہ و زاریاں
آ دونو مل کے سر سے اٹھائیں الم کی سل
تو ہائے گل پکار میں چلاؤں ہائے دل

۵- لیکن فغاں سے ہم دُرِ مقصد نہ پائینگے
کیا نالہ ہم فتنۂ محشر جگائیں گے
پھولوں کو حال زار پہ اپنے ہنسائینگے
پروانے بزمِ شمع میں ہم کو اُڑائینگے
ہو ضبط سے شرر پہ جہاں کو خبر نہ ہو
یوں مانگئے دعا کہ زباں کو خبر نہ ہو

۶- کیوں غم کی تیز آگ میں ہردم جلا کریں
کیوں ہم قتیلِ خنجرِ حسرت رہا کریں
اے عندلیب کس لئے شور و بُکا کریں
آ دونو مل کے شام و سحر یہ دعا کریں

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

"دل دے تو اِس مزاج کا پروردگار دے
جو رنج کی گھڑی بھی خوشی سے گزار دے"

۷- آ چل وہاں چلیں کہ جہاں پاسباں نہ ہو
لیلیٰ ہو اور قیس ہو پر ساربان نہ ہو
ہاں تو ہو تیرے پھول ہوں پر باغباں نہ ہو
واں میں ہوں وہ ہوں اور کوئی درمیاں نہ ہو
ہر روز غیر دل کو ہمارے ہیں توڑتے
کیا ہو گیا ہمیں کہ نہیں اُن کو چھوڑتے

۸- اک اپنے غم سے پڑ گئیں چہرے پہ جھائیاں
اِک تیرے غم میں اُڑتی ہیں رُخ پر ہوائیاں
کس مُنہ سے میں بیان کروں بے وفائیاں
ان سب کی کج ادائیاں بے اعتنائیاں
جب لاتے ہیں چنگیر میں پھولوں کو ڈال کے
لے جاتے ہیں ہمارا کلیجہ نکال کے

۹- کس دل سے یہ سنبھالتے ہاتھوں میں تیر ہیں
کس دل سے ہم کو کرتے قفس میں اسیر ہیں
ہاں سچ ہے ہم بیچارے نہایت حقیر ہیں
پر اپنے گھر میں خوش ہیں اگر ہم فقیر ہیں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہم بیکسوں کو کس لیئے ناحق ہیں چھیڑتے
جیرت ہے تجھ کو کیوں نہیں اپنی نبیڑتے

۱۰- صیّاد بن کے دامِ بلا میں اُچھالنا
اور بیکسی میں محفلِ گُل سے نکالنا
ہاں تیغ کر کے پر ہمیں پنجروں میں ڈالنا
کیا اس کو ہی جہان میں کہتے ہیں پالنا
اے ظالمو! بناتے ہو ناحق بہانہ کیا
تم کو کہیگی خلقِ خدا غائبانہ کیا

۱۱- اے گُل نہ تو مہک کر مہکنا گناہ ہے
اے غنچے مت چٹک کر چٹکنا گناہ ہے
ہاں سبزۂ چمن یہ لہکنا گناہ ہے
اے عندلیب آج چہکنا گناہ ہے
صادق ہمارے واسطے اب یہ مثل ہوئی
اے روشنئ طبع تو برمن بلا شدی

۱۲- اللہ کی شان میرا گریبان پھاڑ کے
اور مثلِ خاک دامنِ عزت سے جھاڑ کے
رونے پہ میرے ہنستے ہیں مجھ کو بگاڑ کے
خوش ہوتے ہیں یہ پھولوں کا تختہ اُجاڑ کے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کیا دل میں اپنے سمجھے ہوئے ہیں؟ یہ خیر ہے
تجھ سے تو تھا پہ مجھ سے بھی دیکھ ان کو بیر ہے

---

۱۲ جب میں مروں تو دل سے نہ مجھ کو بھلائیو
ہاں گاہے گاہے قبر پہ احمد کی آئیو
اِس بیوفا جہان کے پیچھے نہ جائیو
اور اپنا قصّہ بلبلِ شیدا سُنائیو
میں گرچہ تیرے باغ کے پھولوں میں خار تھا
پر زندگی میں تیرے لئے بیقرار تھا

خالق احمد حسین خاں

سوالات

(۱) اِن الفاظ کے معانی بتاؤ :-
گُل چیں - مرچنگ - چشمِ غزال - سیماب +

(۲) پہلے بند کے مصرعۂ اوّل میں لفظ "ہزار" میں کیا خوبی ہے ؟

(۳) دوسرے بند میں "قال" اور "حال" کی تشریح کرو +

(۴) چہرے پر چھینٹے کس موقعہ پر دئے جاتے ہیں ؟

(۵) قیس اور لیلیٰ سے کیا مراد ہے ؟

(۶) رُخ پر ہوائیاں اُڑنا کیا محاورہ ہے؟ محلِ استعمال بتاؤ +

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

قانون ساز مجالس

ہندوستان کے واسطے چار طرح سے قوانین بنائے جاتے ہیں۔ اوّل انگلستان کی پارلیمنٹ کے ایکٹ اِس مُلک کے لئے قانون کا مرتبہ رکھتے ہیں۔ دوسرے گورنر جنرل کشور ہند ضرورت کے وقت چھ ماہ کے لئے خاص قوانین نافذ فرما سکتے ہیں۔ تیسرے کچھ قوانین گورنر جنرل چھوٹے صوبوں اور ایسے علاقوں کے واسطے پاس کرتے ہیں۔ جو دوسرے صوبوں کی نسبت اقتصادی اور تمدّنی ترقی میں پیچھے ہیں۔ چوتھے ایسے قوانین جو ملک کی کونسلیں پاس کرتی ہیں ✣

اِن کونسلوں کو ملک کے اندرونی معاملات کے متعلق ہر قسم کا قانون بنانے کی اجازت ہے لیکن یہ پارلیمنٹ کے پاس کردہ قوانین کو منسوخ نہیں کر سکتیں۔ ابتدائی عہدِ انگلشیہ میں بمبئی۔ مدراس۔ بنگال کے گورنر معمولی قوانین بنانے کے مجاز تھے۔ ریگولیٹنگ ایکٹ کے پاس ہونے کے بعد گورنر جنرل اپنی کونسل سے مشورہ لینے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

لگے - ۱۸۳۳ء میں گورنر جنرل کو قانون سازی میں امداد دینے کو ایک قانونی ممبر دیا گیا۔ ۱۸۵۳ء میں گورنر جنرل کی کونسل میں چھ ممبروں کا اضافہ کیا گیا۔ جو صوبوں سے نامزد ہوکر آئے تھے۔ اور اس طرح مجلس واضعانِ آئین و قوانین یعنے قانونی کونسل کی بنیاد پڑی۔ اور عوام کے سامنے کونسل کے جلسے اور بحثیں ہونی شروع ہوئیں۔ ۱۸۶۱ء میں غیر سرکاری ہندوستانیوں کو کونسل میں شامل کیا گیا۔ اور اس طرح کی کونسلیں بمبئی۔ مدراس۔ اور بنگال میں قائم ہوئیں۔ ۱۸۹۲ء میں غیر سرکاری اشخاص اور ہندوستانیوں کی تعداد زیادہ کی گئی۔ اور کچھ ممبر بجائے ان کے جو نامزد ہوتے تھے۔ منتخب ہوکر آنے لگے۔ خاص خاص جماعتوں مثلاً میونسپل کمیٹیوں (مجالس بلدیہ)۔ ڈسٹرکٹ بورڈوں۔ ایوان ہائے تجارت اور زمینداروں کو صوبوں کی کونسلوں میں اپنے نمائندے بھیجنے کا اختیار حاصل ہوا۔ اور صوبوں کی کونسلوں کے غیر سرکاری ممبروں کو اپنا ایک نمائندہ منتخب کرکے مرکزی کونسل میں بھیجنے کی اجازت دی گئی۔ ۱۹۰۹ء میں منٹو مارلے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سکیم پاس ہوئی - اس کے رُو سے گورنر جنرل کی کونسل قوانین میں ساٹھ ممبر مقرر ہوئے - جن میں زیادہ سے زیادہ ۳۵ سرکاری نامزد شدہ ممبر ہوتے تھے - زیادہ تعداد سرکاری افسروں کی ہوتی تھی - اگرچہ صوبوں کی کونسلوں میں غیر سرکاری ممبروں کی کثرت تھی *

ریفارم ایکٹ کی رو سے مرکزی کونسل قوانین کے بجائے لیجسلیٹو اسمبلی اور کونسل آف سٹیٹ دو کونسلیں قائم ہوئیں - اُن معاملات کے لئے جن کا تعلق تمام ہندوستان سے ہو یا جو صرف مرکزی حکومت کے اختیارات کے متعلق ہوں - ان کونسلوں میں قانون بنائے جاتے ہیں -- لیجسلیٹو اسمبلی میں ۱۴۴ ممبر ہوں گے - جن میں سے ۱۰۳ منتخب اور ۴۱ غیر منتخب - اِن ۴۱ میں سے صرف ۲۶ افسران سرکاری ہوں گے - اور اسی تعداد میں ممبران کونسل انتظامیہ بھی شامل ہیں - ۱۰۳ منتخب ممبروں میں سے بنگال سے ۱۷ - بمبئی - مدراس - اضلاع متحدہ آگرہ و اودھ سے سولہ سولہ - پنجاب اور صوبۂ بہار و اڑیسہ سے بارہ بارہ - آسام اور برما سے چار چار - برار سے ایک اور صوبہائے وسط ہند سے پانچ ممبر لئے جائیں گے *

کونسل آف سٹیٹ میں ۶۰ ممبر ہوں گے - جن

ہیں سے ۴۳ منتخب شدہ ہوں گے۔ ایک برار سے نامزد ہو کر آئے گا۔ ۶ غیر سرکاری اشخاص اور ۲۰ سرکاری افسر نامزد ہو کر شامل ہوں گے ۔ پنجاب سے تین ممبر اس میں جایا کریں گے ۔ گورنر جنرل لیجسلیٹو کونسل میں سے ایک صدر مجلس مقرر کر دینگے ۔ ۱۹۲۰ء تک خود گورنر جنرل لیجسلیٹو کونسل کے صدر ہؤا کرتے تھے ۔ لیکن اب اسمبلی اور کونسل آف سٹیٹ کے صدر تو نہیں ہؤا کریں گے۔ لیکن ان ہر دو جماعتوں کو اکٹھا کر کے کسی معاملہ کے متعلق ان سے خطاب کر سکیں گے ۔ صوبوں کی کونسلوں میں ممبروں کی تعداد اس طرح مقرر کی گئی ہے کہ بمبئی میں ۱۱۱ - مدراس میں ۱۱۸ - بنگال میں ۱۲۵ اضلاع متحدہ میں ۱۱۸ - پنجاب میں ۸۳ - بہار اور اڑیسہ میں ۹۸ - صوبہ وسط ہند میں ۷۰ - اور آسام میں ۵۳ - ان سب کونسلوں میں ۲۰ فیصدی سے زیادہ سرکاری افسر نہ ہونگے - اور کم از کم ۷۰ فیصدی ممبران بذریعۂ انتخاب مقرر ہونگے۔ ان کے علاوہ ہر صوبہ کے گورنر کو دو ممبر اپنی طرف سے مقرر کرنے کا اختیار ہوگا ✤

ریفارم ایکٹ سے پہلے ممبروں کو منتخب کرنے والوں یعنی رائے دینے والوں کی تعداد

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بہت کم تھی - اب بہت سے آدمی رائے دینے کے مجاز ہیں - رائے دینے والا مرد اکیس سال کا ہونا چاہیئے - سرکار انگریزی کی رعایا ہو - خاص رقم زر لگان یا انکم ٹیکس کی ادا کرتا ہو - یا حسب قواعد جائداد کا مالک ہو - مختلف کونسلوں کے واسطے مختلف حیثیت اور لیاقت کی ضرورت ہے - مثلاً کونسل آف سٹیٹ کے لئے رائے دینے والا تین ہزار روپے سالانہ کی آمدنی پر ٹیکس دیتا ہو - یا دو ہزار روپیہ سالانہ کی ملکیت پر زر لگان ادا کرتا ہو - یا کسی ڈسٹرکٹ بورڈ یا میونسپل کمیٹی کا پریذیڈنٹ یا نائب صدر ہو - یا کسی یونیورسٹی کا فیلو ہو یا ایک سالم گاؤں کا ملکیت یا جاگیردار ہو *

صوبوں کی کونسلوں میں رائے دینے والا کم از کم اس علاقہ میں چھ ماہ سے رہتا ہو اور کسی ایسے مکان کا مالک یا کرایہ دار ہو - جس کا سالانہ کرایہ ۳۶ روپے سے ۱۲۰ روپے تک ہے - یا انکم ٹیکس دینے والا ہو *

کونسل کا ممبر ہونے کے لئے ۲۵ سال کی عمر اور رائے دینے والے کے برابر حیثیت اور وجاہت رکھنے کی شرط ہے - ریفارم ایکٹ سے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

پہلے کونسلیں محض مشورہ دینے والی جماعتیں تھیں۔ صوبوں کی کونسلوں کے اختیارات کی خاص توسیع کی گئی ہے۔ کیونکہ ان میں منتخب ممبروں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے۔ اور کئی محکمہ جات کونسلوں کے سپرد کر دئے گئے ہیں۔ اگر ان محکمہ جات کے معاملات کے متعلق گورنمنٹ اور کونسل متفق الرّائے نہ ہوں اور وزراء کی راے کونسل کے حق میں ہو تو گورنر صاحب وزیر کو موقوف کرکے منتخب شدہ ممبروں میں سے نیا وزیر مقرّر کر سکتے ہیں۔ اگر نیا وزیر بھی گورنمنٹ کی پالیسی کے خلاف ہو تو گورنر کو اختیار ہے کہ کونسل کو برطرف کر دیں۔ اور نئی کونسل کے قیام تک اس محکمہ کا انتظام اپنے ہاتھ میں رہنے دیں۔ لیکن اگر نئی کونسل بھی اسی راے پر جمی رہے اور اُس کے منتخب کردہ وزرا بھی پہلی ہی بات پر قائم رہیں تو گورنر کو کونسل کی مرضی کے مطابق عمل پیرا ہونا پڑیگا۔ اور اگر نئے وزرا گورنمنٹ کے طرفدار نکل آئیں تو کونسل ان کو استعفا دینے پر مجبور کر سکتی ہے۔ علاوہ قانون سازی کے صوبوں کی کونسلوں میں امورِ عامہ پر بحث

ہو سکتی ہے۔ ان کے متعلّق سوالات پوچھے جا سکتے ہیں۔ اور ریزد یوشن پاس کئے جا سکتے ہیں۔ اگرچہ گورنمنٹ ان تجاویز پر عمل کرنے کے لئے پابند نہیں ہے۔ بلکہ گورنمنٹ کسی ریزولیوشن کو بحث کے واسطے پیش ہونے سے روک سکتی ہے۔ ممبرانِ کونسل سالانہ بجٹ پر بحث کر سکتے ہیں +

بجٹ (میزانیہ) اُس تخمینۂ اخراجات و آمدنی کو کہتے ہیں۔ جو گورنمنٹ ہر سال کونسل کے روبرو پیش کرتی ہے۔ آمدنی اور اخراجات کی تجاویز کے متعلّق کونسل سے رائے طلب کی جاتی ہے۔ اور اُسے اختیار ہے کہ وہ کسی شے کے متعلّق کل خرچ کو یا اُس کے کسی حصّہ کو نامنظور کر دے۔ مرکزی حکومت کے اخراجات کے متعلّق اور خاص خاص ملازمان کی تنخواہوں اور سرکاری قرضہ کے سود کی بابت کونسل سے رائے نہیں لی جاتی ہے +

صوبہ کی کونسلیں صرف اپنے صوبہ کے متعلّق قانون پاس کر سکتی ہیں۔ وہ کسی ایسے معاملہ کی نسبت جس کا تعلّق مرکزی حکومت سے ہے کوئی قانون بنا نہیں سکتیں۔ اسمبلی اور کونسل

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

آف سٹیٹ میں وہ قوانین پاس ہوتے ہیں۔ جن کا تعلق تمام ہندوستان سے ہو۔ ان کے ممبروں کو بھی صوبوں کی کونسلوں کے ممبروں کے سے حق مرکزی محکمہ جات کے متعلق حاصل ہیں۔ مگر بجٹ کے متعلق تجاویز پر رائے صرف اسمبلی سے لی جاتی ہے۔ گورنر جنرل کسی ایسے بل کو روک سکتے ہیں جس کے پاس ہونے سے حفظِ امن میں خلل کا احتمال ہو۔ اور پاس ہونے کے بعد بھی اسی بل کو بادشاہ سلامت کی منظوری کے لئے بھیجنے سے انکار کر سکتے ہیں۔ اور وہ کونسل اور اسمبلی کی رائے کے خلاف بھی قانون پاس کر سکتے ہیں ÷

کونسل کے ہر ایک ممبر کو اختیار ہے کہ کوئی تجویز یا قانون جو وہ ملک کے مفاد کے لئے موزوں خیال کرتا ہو۔ پیش کرے۔ اسے "بل" کہتے ہیں۔ اس کا مسودہ پہلے سرکاری گزٹ اور دیگر اخباروں کے ذریعہ مشتہر کیا جاتا ہے۔ اور اس طرح کونسل کے علاوہ مُلک کے دیگر اہل الرائے اور قابل اشخاص کی رائے اس کے متعلق معلوم ہو جاتی ہے۔ ہر ایک ممبر کو مباحثہ کے وقت اس کارروائی سے فائدہ پہنچتا ہے۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

مباحثہ کے بعد بل ایک منتخب کمیٹی کے سپرد ہوتا ہے۔ پھر کونسل میں اس پر دوبارہ بحث ہوتی ہے۔ اور ہر ایک معاملہ کثرت رائے سے طے ہوتا ہے۔ پھر گورنر اور اس کے بعد گورنر جنرل اور آخر میں بادشاہ سلامت کی منظوری لی جاتی ہے۔ بل ایک ایوان میں پیش ہونے کے بعد دوسرے ایوان میں بھیجا جاتا ہے۔ اگر دونو ایوان متفق نہ ہوں۔ تو پہلے ایوان کو یا تو اپنے بل سے دست بردار ہونا پڑتا ہے۔ یا گورنر جنرل دونو ایوانوں کی مشترک مجلس منعقد فرماتے ہیں۔ جس کا صدر کونسل آف سٹیٹ کا صدر ہوتا ہے۔ اور فیصلہ کثرت رائے سے کیا جاتا ہے۔

گورنر جنرل کی نامنظوری کو "ویٹو" کا حق کہتے ہیں۔

سب محکمہ جات کے اعلےٰ افسر دارالخلافہ میں رہتے ہیں۔ اور گورنر اور اس کی کونسل اور وزرا کو بطور سکرٹری کے مشورہ دیتے ہیں۔ اور اپنے اپنے محکمہ جات کی سالانہ رپورٹیں شائع کرکے گورنمنٹ کو حالات سے آگاہ کرتے ہیں۔ اور کونسل قوانین سے اپنے محکمہ جات کے اخراجات

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کے لئے روپیہ طلب کرتے ہیں ٭

سیّد اصغر علی ۔ بی ۔ اے ۔ بی ۔ ٹی

سوالات

(۱) مجالس قانون ساز سے کیا مراد ہے ؟
(۲) ہندوستان کے لئے کس طرح قوانین بنائے جاتے ہیں؟
(۳) مجالس قانون ساز کے متعلق گورنر جنرل کے اختیارات کیا ہیں ؟
(۴) بجٹ ۔ بل ۔ ویٹو کی تعریف کرو ٭

گورِ غریباں

زمانے میں عجب گورِ غریباں کی بھی حالت ہے
جدھر دیکھو نظر آتی برستی یاس و حسرت ہے
یہاں آ کر جسے دیکھو وہ میٹھی نیند سوتا ہے
نہ پروا رنج و راحت کی نہ فکرِ عیش و عشرت ہے
زمانے سے جدا ہو کر نئی بستی بسائی ہے
انوکھی بانکی محفل ہے نرالی بانکی صحبت ہے
وہ عالم بیکسی کا اور وہ وحشت خیز سناٹا
سُناتا گویا اپنی داستانِ رنج و حسرت ہے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کسی تُربت پہ ہے سبزہ کسی پر ہے جمی کائی
کسی مرقد کی مرجھائے ہوئے پھولوں سے زینت ہے
کہیں سنگِ لحد ٹوٹے پڑے ہیں قبر اُجڑی ہے
کسی جا مٹتی جاتی صفحۂ ہستی سے تُربت ہے
ترستا ایک مدت سے کوئی مدفن ہے پھولوں کو
نسیمِ موسمِ گُل کی فقط اِس پر عنایت ہے
شبِ تاریک میں ہوتی ہے جب ہر سمت خاموشی
بہاتی شمع بھی اس بیکسی پر اشکِ حسرت ہے
کبھی شبنم مزارِ بیکساں پر دُر لٹاتی ہے
اندھیری رات میں جگنو کسی جا شمعِ تُربت ہے
لحد کے سونے والوں کا نہیں ہے کوئی بھی مونس
اگر ہمدرد کوئی ہے تو بس وہ اُن کی غُربت ہے
گدا و شاہ کی اس سرزمیں میں ایک حالت ہے
نہ فخرِ تاجِ سلطانی نہ حرصِ مال و دولت ہے
لحد کے رہنے والوں کی عجب خاموش محفل ہے
نہ مطرب کا ترانہ ہے نہ سازِ عیش و عشرت ہے
کہاں فغفور و دارا ہیں کہاں تیمور و کسریٰ ہیں
کدھر اُن کی وہ دولت ہے کہاں ان کی وہ حشمت ہے
اسی گورِ غریباں میں کسی جا وہ بھی سوتے ہیں
کفن کے چاک میں لپٹے ہوئے ہیں کیسی غربت ہے
ردائے گُل گراں تھی دوش پر جن نازنینوں کے

دبے ہیں آہ زیرِ خاک ۔ مسکن کنجِ عُزلت ہے
لبِ گورِ غریباں سے یہ آتی ہے صدا ہر دم
نہیں رہتی زمانہ میں کسی کی ایک حالت ہے

جہاں کی بے ثباتی کا بھی وحشت ناک نقشہ ہے
جو دیکھو غور سے گورِ غریباں جائے عبرت ہے

سیّد دلدار حسین اختر

سوالات

(۱) اس نظم کا خلاصہ سلیس اُردو میں لکھو ۔

(۲) اِن الفاظ کے معانی بتاؤ :-

یاس ۔ حسرت ۔ غربت ۔ عزلت ۔

(۳) صفحۂ ہستی سے کیا مُراد ہے ؟

(۴) لحد ۔ مرقد ۔ تُربت ۔ مزار ۔ میں اگر کوئی فرق ہے تو بیان کرو ۔

(۵) تیمور ۔ دارا ۔ کسرٰی پر ایک مختصر نوٹ لکھو ۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

خاقانیٔ ہند

جب وہ صاحبِ کمال عالمِ ارواح سے کشورِ اجسام کی طرف چلا۔ تو فصاحت کے فرشتوں نے باغِ قدس کے پھولوں کا تاج سجایا۔ جن کی خوشبو شہرتِ عام بن کر جہان میں پھیلی۔ اور رنگ نے بقائے دوام سے آنکھوں کو طراوت بخشی۔ وہ تاج سر پر رکھا گیا۔ تو آبِ حیات اُس پر شبنم ہو کر برسا۔ کہ شادابی کو کملاہٹ کا اثر نہ پہنچے۔ ملک الشعراء کا سکّہ اُس کے نام سے موزوں ہوُا۔ اور اُس کے طغرائے شاہی میں یہ نقش ہوُا کہ اس پر نظمِ اُردو کا خاتمہ کیا گیا۔ چنانچہ اب ہرگز امید نہیں۔ کہ ایسا قادر الکلام پھر ہندوستان میں پیدا ہو۔ سبب اس کا یہ ہے کہ جس باغ کا بلبل تھا وہ باغ برباد ہو گیا۔ نہ ہمصفیر رہے نہ ہم داستاں رہے۔ نہ اُس بولی کے سمجھنے والے رہے۔ جو خراب آباد اس زبان کے لئے ٹکسال تھا۔ وہاں! بھانت بھانت کا جانور بولتا ہے۔ شہر چھاونی سے بدتر ہو گیا۔ اُمرا کے گھر تباہ ہو گئے۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

گھرانوں کے وارث علم و کمال کے ساتھ روٹی سے محروم حواس کھو بیٹھے۔ وہ جادو کار طبیعتیں کہاں سے آئیں۔ جو بات بات میں دلپسند انداز اور عمدہ تراشیں نکالتی تھیں۔ آج جن لوگوں کو زمانہ کی فارغ البالی نے اِس قسم کے ایجاد و اختراع کی فرصتیں دی ہیں۔ وہ اور اصل کی شاخیں ہیں۔ انہوں نے اور پانی سے نشو و نما پائی ہے۔ وہ اور ہی ہواؤں میں اُڑ رہے ہیں۔ پھر اِس زبان کی ترقی کا کیا بھروسہ۔ کیسا مبارک زمانہ ہوگا۔ جبکہ شیخ مرحوم اور میرے والد مغفور ہم عمر ہونگے۔ اور ایک استاد کے دامن شفقت میں تعلیم پاتے ہونگے۔ اِن نیک نیّت لوگوں کی ہر ایک بات استقلال کی بُنیاد پر قائم ہوتی تھی۔ وہ رابطہ اِن کا عمروں کے ساتھ ساتھ بڑھتا گیا۔ اور اخیر وقت تک ایسا نبھ گیا کہ قرابت سے بھی زیادہ تھا۔

شاہ نصیر مرحوم کے ہاں سال بسال ایک عرس ہُوا کرتا تھا۔ اس میں بعد فاتحہ کھچڑی کھلایا کرتے تھے۔ حسب معمول استاد بھی گئے۔ فاتحہ کے بعد سب کھانا کھانے بیٹھے۔ شاہ صاحب

ایک ہاتھ میں چمچہ دوسرے میں بادیہ لئے ہوئے آئے۔ اِس میں وہی تھا کہ خاص خاص اشخاص کے سامنے ڈالتے آتے تھے۔ اِن کے سامنے آکر کھڑے ہوئے اور چمچہ بھرا۔ انہیں ریزش ہو رہی تھی۔ پرہیز کے خیال سے پوچھا کہ کیا ہے؟ شاہ صاحب نے کہا سنکھیا ہے سنکھیا! دیکھو کھاؤ گے تو مر جاؤ گے۔ اُستاد ہنس دیئے اور کہا ؎

بھلا تم زہر دے دیکھو اثر ہوئے تو میں جانوں

شیخ مرحوم ضعفِ جسمانی کی وجہ سے روزہ نہ رکھتے تھے۔ مگر اس پر بھی کسی کے سامنے کھاتے پیتے نہ تھے۔ کبھی دوا یا شربت یا پانی پینا ہوتا۔ تو یا کوٹھے پر جاکر یا گھر میں جا کر پی آتے۔ ایک دفعہ میں نے پوچھا۔ کہا کہ میاں خدا سے گنہگار ہیں۔ وہ عالم نہاں و آشکارا کا ہے۔ اُس کی تو شرم نہیں ہو سکتی۔ بھلا بندے کی تو شرم رہے۔

رمضان کا مہینہ تھا۔ گرمی کی شدت۔ عصر کا وقت۔ نوکر نے شربت نیلوفر کٹورے میں گھول کر کوٹھے پر تیار کیا۔ اور کہا۔ کہ ذرا

اوپر تشریف لے چلئے ۔ چونکہ وہ اِس وقت
کچھ لکھوا رہے تھے ۔ مصروفیت کی وجہ سے نہ
سمجھے اور سبب پوچھا ۔ اُس نے اشارہ کیا ۔
فرمایا ۔ لے آ یہیں ۔ یہ ہمارے یار ہیں ۔ اِن
سے کیا چھپانا ۔ جب اُس نے کٹورا لاکر دیا ۔
تو یہ مطلع کہا کہ فی البدیہ واقع ہؤا تھا ؎

پلا مے آشکارا ہم کو کس کی ساقیا چوری
خدا کی جب نہیں چوری تو پھر بندے کی کیا چوری

محبوب علی خاں خواجہ سرا سرکار بادشاہی میں
مختار تھے ۔ اور کیا محل کیا دربار دونو جگہ
اختیار قطعی رکھتے تھے ۔ مگر شدّت سے جُؤا
کھیلتے تھے ۔ کسی بات پر ناخوشی ہوئی ۔ میاں
صاحب نے حج کا ارادہ کیا ۔ ایک دن میں
استاد مرحوم کے پاس بیٹھا تھا ۔ کہ کسی شخص
نے آکر کہا ۔ میاں صاحب کعبۃ اللہ جاتے ہیں ۔
آپ ذرا تامّل کرکے مسکرائے ۔ اور یہ مطلع
پڑھا ۔ ؎

جو دل قمار خانہ میں بُت سے لگا چُکے
وہ کعبتین چھوڑ کے کعبہ کو جا چُکے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ایک دن دربار سے آکر بیٹھے تھے - جو میں پہنچا - افسردہ ہو کر کہنے لگے کہ آج عجیب ماجرا گذرا - میں جو حضور میں گیا تو محل میں تھے - وہیں بلا لیا - مجھے دیکھتے ہی کہنے لگے کہ اب تم تصیدے ہمارے لئے کہتے ہو - ہم مر جائینگے - تو جو تخت پر بیٹھیگا - اُس کے لئے کہوگے - میں نے عرض کی کہ حضور کچھ تردّد نہ فرمائیں - خیمہ پیچھے گرتا ہے میخیں اور طنابیں پہلے ہی اُکھڑ جاتی ہیں - ہم حضور سے پہلے ہی اُٹھ جائینگے - حضور خیال فرمائیں کہ عرش آرامگاہ کے دربار کے لوگ حضور کے دربار میں کہاں ہیں! فردوس منزل کے امراء اُن کے عہد میں کہاں تھے! بس یہی خیال فرما لیجئے - جو جس کے ہوتے ہیں - وہ اُسی کے ساتھ جاتے ہیں - نیا میر مجلس نئی مجلس جماتا ہے - اور اپنا سامانِ مجلس بھی اپنے ساتھ لاتا ہے - یہ سُن کر حضور بھی آبدیدہ ہوئے میں بھی آبدیدہ ہوا - مگر مجھے خیال یہ آیا کہ دیکھو ہم ہمیشہ نماز کے بعد حضور کی سلامتی کی دعائیں مانگتے ہیں - خدا شاہد ہے اپنا خیال اس طرح آج تک کبھی نہیں کیا -

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

حضور کو ہمارا خیال بھی نہیں - میاں دنیا میں
کوئی کسی کا نہیں ٭

شمس العلما محمد حسین آزاد

سوالات

(۱) تشریح کرو :-
(الف) زبان کے لئے ٹکسال تھا -
(ب) بھانت بھانت کا جانور بولتا ہے -
(ج) وہ اور ہی ہواؤں پر اُڑ رہے تھے ٭
(۲) فی البدیہ شعر کی تعریف کرو - استاد ذوق نے کونسا مطلع فی البدیہ پڑھا ؟
(۳) مطلع اور مقطع میں کیا فرق ہے ؟
(۴) عرش آرامگاہ اور فردوس منزل کی توضیح کرو ٭

کنارِ راوی

سکوتِ شام میں محو سرود ہے راوی
نہ پوچھ مجھ سے جو ہے کیفیت مرے دل کی
پیامِ سجدہ کا یہ زیر و بم ہوا مجھ کو
جہاں تمام سوادِ حرم ہوا مجھ کو

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سرِ کنارۂ آبِ رواں کھڑا ہوں میں
خبر نہیں مجھے لیکن کہاں کھڑا ہوں میں

شرابِ سرخ سے رنگیں ہوا ہے دامنِ شام
لئے ہے پیرِ فلک دستِ رعشہ دار میں جام
عدم کو قافلۂ روز تیز گام چلا
شفق نہیں ہے یہ سورج کے پھول ہیں گویا
کھڑے ہیں دور وہ عظمت فزائے تنہائی
منارِ خواب گہِ شہسوارِ چغتائی
فسانۂ ستمِ انقلاب ہے یہ محل
کوئی زمانِ سلف کی کتاب ہے یہ محل
نظارۂ موج کو پھر وجہِ اضطراب ہے کیا
یہ کہنہ مشقِ نو آموزِ پیچ و تاب ہے کیا
مقام کیا ہے سرودِ خموش ہے گویا
شجر! یہ انجمنِ بے خروش ہے گویا

نمازِ شام کی خاطر یہ اہلِ دل ہیں کھڑے
مری نگاہ میں انسان پا بگل ہیں کھڑے

رواں ہے سینۂ دریا پہ اک سفینۂ تیز
ہوا ہے موج سے ملاح جس کا گرمِ ستیز
سبک روی میں ہے مثلِ نگاہ یہ کشتی
نکل کے حلقۂ حدِ نظر سے دور ہوئی
جہازِ زندگیٔ آدمی رواں ہے یونہیں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ابد کے بحر میں پیدا یونہیں نہاں ہے یونہیں
شکست سے یہ کبھی آشنا نہیں ہوتا
نظر سے چھپتا ہے لیکن فنا نہیں ہوتا

ڈاکٹر سر شیخ محمد اقبال

سوالات

(۱) شعرا فلک کو پیر کیوں کہتے ہیں ؟
(۲) شہسوار چغتائی سے کیا مراد ہے ؟
(۳) شاعر نے محل کو فسانۂ ستم انقلاب کیوں لکھا ہے؟
وجوہات بیان کرو ۔
(۴) معانی بیان کرو :-
عدم - کہنہ مشق - سرودِ خموش - پا بگل - گرمِ ستیز-
ابد ۔

کلیم اور مرزا ظاہر دار بیگ

قصہ کوتاہ کلیم شیخ چلّی کے سے منصوبے سوچتا ہوُا اپنے دوست مرزا کے مکان پر پہنچا- ہر چند ابھی کچھ ایسی بہت رات نہیں گئی تھی- لیکن مرزا جیسے نکمے بے فکرے کبھی کے لمبی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

تان کر سو چکے تھے۔ کلیم نے جو دروازے پر دستک دی تو جواب ندارد۔ اِس مقام پر مرزا کا تھوڑا سا حال لکھ دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اس شخص کی کیفیت یہ تھی کہ شاید اس کا نانا وہ بھی حقیقی نہیں۔ ابتداے عمل داری سرکار میں صاحب رزیڈنٹ کی اردلی کا جمعدار تھا۔ اوّل تو ایسی عالی جاہ سرکار۔ دوسرے باعتبارِ منصب اردلی کا جمعدار۔ تیسرے اِن دنوں کی بے عنوانی اس پر خود اس کی رشوت ستانی نے بہت کچھ کمایا۔ یہاں تک کہ اس کا اِعتداد دہلی کے رو داروں میں ہوگیا۔ مرزا کی ماں اوائل عمر میں بیوہ ہو گئی۔ جمعدار نے باوجودیکہ دور کی قرابت تھی۔ حسبۃً للّٰہ اُس کا تکفل اپنے ذمّے لیا۔ جمعدار اپنی حیات میں تو اتنا سلوک کرتا رہا کہ مرزا کو یتیمی اور اس کی ماں کو بیوگی بھول کر بھی یاد نہ آئی ہوگی۔ لیکن جمعدار کے مرنے پر اُس کے بیٹے۔ پوتے۔ نواسے کثرت سے تھے۔ انہوں نے بے اعتنائی کی۔ اور اگرچہ جمعدار بہت کچھ وصیّت کر مرے تھے۔ اگر اُن کے ورثاء نے بہزار دقّت محل سرائے کے پہلو میں ایک بہت چھوٹا سا قطعہ اُن کے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

رہنے کو دیا - اور سات روپے مہینے کے کرائے
کی دکانیں مرزا کے نام کر دیں - یہ تو حال
تھا کہ مرزا - مرزا کی ماں - مرزا کی بیوی تین
آدمی اور سات روپے کی کل کائنات - اس
پر مرزا کی شیخی اور نمود! یہ مسخرہ اس ہستی
پر چاہتا تھا کہ جمعدار کے بیٹوں کی برابری
کرے - جن کو صدہا روپے ماہواری کی مستقل
آمدنی تھی - اگرچہ جمعدار والے اس کو منہ نہیں
لگاتے تھے - مگر یہ بے عزّت زبردستی ان میں
گھستا تھا - یہ کسی کو بھائی جان کسی کو ماموں
جان کسی کو خالو جان بناتا - اور وہ لوگ اس
کے ادعائی رشتوں ناطوں سے جلتے اور دق ہوتے
اونچی حیثیت کے لوگوں میں بیٹھنا اس کے حق
میں اور بھی زبوں تھا - ان کی دیکھا دیکھی
اس نے تمام عادتیں امیرزادوں کی سی اختیار
کر رکھی تھیں - مگر امیرزادگی نبھے تو کیسے نبھے!
دکانیں گروی ہوتی جاتی تھیں - ماں بے چاری
بہتیرا بکتی مگر کون سنتا تھا! مرزا کو جب
دیکھو - پاؤں میں ڈیڑھ حاشیئے کی جوتی - سر پر
دوہری بیل کی بھاری کام دار ٹوپی - بدن میں
ایک بجھوڑ دو دو انگرکھے - اوپر شبنم یا ہلکی سی

تن زیب نیچے کوئی طرحدار ڈھاکے کا بنہ۔ جاڑا ہو تو بانات۔مگر سات روپے گز سے کم کی نہیں۔ خیریت تو صبح شام اور تیسرے پہر کاشانی مخمل کی آصف خانی۔جس میں حریر کی سنجاف کے علاوہ گنگا جمنی کمخواب کی عمل بیل ٹکی ہوئی۔ سرخ نیفہ کا پاجامہ۔ اگر ڈھیلے پائچوں کا ہو تو کلی دار۔ اور اس قدر نیچا کہ ٹھوکر کے اشارے سے دو دو قدم آگے۔ اور اگر تنگ موہری کا ہو تو نصف ساق تک چوڑیاں اور اوپر جلد بدن کی طرح مڑھا ہوا۔ ریشمی ازار بند گھٹنوں میں لٹکتا ہوا۔ اور اس میں بے قفل کنجیوں کا گچھا۔ غرض دیکھا۔ تو مرزا صاحب اس ہیئت کذائی سے چھیلا بنے ہوئے سر بازار چھم چھم کرتے چلے جا رہے ہیں۔کلیم سے اور مرزا سے محفل مشاعرہ میں تعارف ہوا۔ شدہ شدہ مرزا صاحب کلیم کے مکان پر تشریف لانے لگے۔ یہاں تک کہ چند روز سے تو دونو میں ایسی گاڑھی چھننے لگی تھی کہ گویا یک جان و دو قالب تھے۔ کلیم کو تو مرزا کے مکان پر جانے کا بھی اتفاق نہیں ہوا۔ مگر مرزا شام کو تو کبھی کبھی لیکن صبح کو بلا ناغہ آتے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اور تمام تمام دن کلیم کے پاس رہتے - مرزا نے اپنا حال اصلی کلیم پر ظاہر نہیں ہونے دیا - کلیم یہی جانتا تھا - کہ جمعدار کا تمام ترکہ مرزا کو ملا - اور وہ جمعدار کے محل سرا کو مرزا کا محل سرا اور جمعدار کے دیوانخانے کو مرزا کا دیوانخانہ اور جمعدار کے بیٹے - پوتوں کے نوکروں کو مرزا کے نوکر سمجھتا تھا - اور اسی غلط فہمی میں وہ گھر سے نکلا - تو سیدھا جمعدار کی محل سرائے کی ڈیوڑھی پر جا موجود ہوا - بار بار کے پکارنے اور کنڈی کھڑکھڑانے سے دو لونڈیاں چراغ لئے ہوئے اندر سے نکلیں - اور ان میں سے ایک نے پوچھا - کون صاحب ہیں اور اتنی رات گئے کیا کام ہے ؟

کلیم :- "جاؤ مرزا کو بھیج دو"

لونڈی :- "کون مرزا ؟"

کلیم :- "مرزا ظاہر دار بیگ جن کا مکان ہے - اور کون مرزا ؟

لونڈی :- "یہاں کوئی ظاہر دار بیگ نہیں ہے"

اتنا کہہ کر قریب تھا کہ لونڈی پھر کواڑ بند کرلے - جلدی سے کلیم نے کہا "کیوں جی کیا یہ جمعدار صاحب کی محل سرا نہیں ہے ؟"

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

لونڈی :- "ہے کیوں نہیں !"
کلیم :- "پھر تم نے یہ کیا کہا کہ مرزا ظاہر دار بیگ نہیں ! کیا ظاہر دار بیگ جمعدار کے وارث اور جانشیں نہیں ہیں !"
لونڈی :- "جمعدار کے وارثوں کو خدا سلامت رکھے! مؤا ظاہر دار بیگ جمعدار کا وارث بننے والا کون ہوتا ہے !"
دوسری لونڈی :- "اری کمبخت یہ کہیں مرزا بانکے کے بیٹے کو نہ پوچھتے ہوں - وہ ہر جگہ اپنے تئیں جمعدار کا بیٹا بنایا کرتا ہے - (کلیم کی طرف مخاطب ہو کر) کیوں میاں وہی ظاہر دار بیگ نا جن کی رنگت زرد زرد ہے آنکھیں کرنجی - چھوٹا قد - دُبلا ڈیل - اپنے تئیں بہت بنائے سنوارے رکھتے ہیں"
کلیم :- "ہاں ہاں وہی ظاہر دار بیگ !"
لونڈی :- "تو میاں اِس مکان کے پچھواڑے اُپلوں کی ٹال کے برابر ایک چھوٹا سا مکان ہے - وہ اُس میں رہتے ہیں"
کلیم نے وہاں جاکر آواز دی تو کچھ دیر بعد مرزا صاحب ننگ دھڑنگ جانگیہ پہنے ہوئے باہر تشریف لائے - اور کلیم کو دیکھ کر شرمائے -

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اور بولے۔" آہا آپ ہیں۔ معاف کیجئے گا مَیں سمجھا کوئی اور صاحب ہیں۔ بندے کو کپڑا پہن کر سونے کی عادت نہیں۔ میں ذرا کپڑے پہن آؤں۔ تو آپ کے ہمرکاب چلوں"۔
کلیم:۔" چلئے گا کہاں! میں تو آپ ہی کے پاس تک آیا تھا"۔
مرزا:۔" اگر کچھ دیر تشریف رکھنا منظور ہو تو میں اندر پردہ کرا دوں؟"
کلیم:۔" میں آج شب کو آپ ہی کے یہاں رہنے کی نیّت سے آیا ہوں"۔
مرزا:۔" بسم اللہ! تو چلئے اِس مسجد میں تشریف رکھئے۔ بڑی فضا کی جگہ ہے۔ میں ابھی آیا"۔

کلیم نے جو مسجد میں آکر دیکھا تو معلوم ہوُا کہ ایک نہایت پُرانی چھوٹی سی مسجد ہے۔ وہ بھی مسجدِ ضرار کی طرح ویران۔ وحشتناک۔ نہ کوئی حافظ ہے۔ نہ مُلّا۔ نہ طالب علم۔ نہ مسافر۔ ہزارہا چمگادڑیں اس میں رہتی ہیں۔ کہ اُن کی تسبیح بے ہنگام سے کان کے پردے پھٹے جاتے ہیں۔ فرش پر اس قدر بیٹ پڑی ہے کہ بجائے خود کھرنجے کا فرش بن گیا ہے۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

مرزا کے انتظار میں کلیم کو چار و ناچار اسی مسجد میں ٹھیرنا پڑا۔ مرزا آئے بھی تو اتنی دیر کے بعد کہ کلیم مایوس ہو چکا تھا۔ قبل اس کے کہ کلیم شکایت کرے۔ مرزا صاحب بطور دفع دخل مقدر فرمانے لگے کہ بندے کے گھر میں کئی دن سے طبیعت علیل ہے۔ خفقان کا عارضہ۔ اختلاج قلب کا روگ ہے۔ اب جو میں آپ کے پاس سے گیا۔ تو اُن کو غشی میں پایا۔ اس وجہ سے دیر ہوئی۔ پہلے یہ تو فرمائیے۔ اس وقت بندہ نوازی فرمانے کی کیا وجہ ہے۔ کلیم نے باپ کی طلب۔ اپنا انکار۔ بھائی کی التجا۔ ماں کا اصرار تمام ماجرا کہہ سُنایا۔

مرزا:۔"پھر اب ارادہ کیا ہے؟"

کلیم:۔"سوائے اس کے کہ اب گھر لوٹ جانے کا ارادہ تو نہیں ہے اور جو آپ کی صلاح ہو"۔

مرزا:۔"خیر نیت شب حرام! صبح تو ہونے دو۔ آپ بے تکلف استراحت فرمائیے۔ میں جا کر بچھونا وغیرہ بھیجے دیتا ہوں اور مجھ کو مریضہ کی تیمار داری کے لئے اجازت دیجئے کہ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

آج اُس کی علالت میں اشتداد ہے"۔

کلیم:۔"خیر مقامِ مجبوری ہے۔ لیکن پہلے ایک چراغ تو بھیج دیجئے۔ تاریکی کی وجہ سے طبیعت اور بھی گھبراتی ہے۔

مرزا:۔"چراغ کیا میں نے تو لیمپ روشن کرانے کا ارادہ کیا تھا۔ لیکن گرمی کے دن ہیں۔ پروانے بہت جمع ہو جائینگے۔ اور آپ زیادہ پریشان ہو جیئے گا اور اس مکان میں ابابیلوں کی بھی کثرت ہے۔ روشنی دیکھ کر گرنے شروع ہو جئینگے۔ اور آپ کا بیٹھنا دشوار کر دینگے۔ تھوڑی دیر صبر کیجئے کہ ماہتاب نکلا آتا ہے"۔

کلیم جب گھر سے نکلا تو کھانا تیار تھا۔ لیکن وہ اس قدر طیش میں تھا کہ اُس نے کھانے کی مطلق پروا نہ کی۔ اور بے کھائے ہی نکل کھڑا ہُوا۔ مرزا سے ملنے کے بعد وہ منتظر تھا کہ آخر مرزا خود پوچھیں ہی گے تو کہہ دونگا۔ لیکن مرزا قصداً اِس بات سے متعرض ہی نہ ہُوا۔ اور کلیم بیچارے کا بھوک کے مارے یہ حال کہ مسجد میں آنے سے پہلے اُس کی انتڑیوں نے قل ہو اللہ پڑھنی شروع

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کر دی تھی۔ جب اُس نے دیکھا کہ مرزا کسی طرح اس پہلو پر نہیں آتا۔ اور عنقریب شب کے واسطے رخصت ہوا چاہتا ہے۔ تو بیچارے نے بے غیرت بن کر خود کہا کہ "سنو یار میں نے کھانا بھی نہیں کھایا" ٭

مرزا: "سچ کہو۔ نہیں جھوٹ بہکاتے ہو" ٭

کلیم: "تمہارے سر کی قسم! میں بھوکا ہوں" ٭

مرزا: "مرد خدا تو آتے ہی کیوں نہیں کہا۔ اب اتنی رات گئے کیا ہو سکتا ہے! دُکانیں سب بند ہو گئیں۔ اور جو ایک دو کھُلی بھی ہیں تو باسی چیزیں رہ گئی ہوں گی جن کے کھانے سے فاقہ بہتر۔ گھر میں تو آج آگ تک نہیں سُلگی۔ مگر ظاہرا تم سے بھوک کی سہار ہونی مشکل معلوم ہوتی ہے۔ دیوِ اشتہا کو زیر کرنا بڑے ہمت والوں کا کام ہے۔ ایک تدبیر سمجھ میں آتی ہے کہ جاؤں چھدامی بھڑبھونجے کے یہاں سے گرما گرم خستہ چنے کی دال بنوا لاؤں۔ بس ایک دھیلے کی مجھ کو اور تم کو دونو کو کافی ہو گی رات کا وقت ہے" ٭

ابھی کلیم کچھ کہنے بھی نہ پایا تھا کہ مرزا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

جلدی سے اُٹھ باہر گئے اور چشم زدن میں چنے بھنوا لائے۔ مگر دھیلے کے کہہ کر گئے تھے۔ یا تو کم لائے۔ یا راہ میں دو چار پھنکے لگائے۔ اس واسطے کہ کلیم کے روبرو دو تین مٹھی سے زیادہ نہ تھے ❖

مرزا: یار ہو بڑے خوش قسمت۔ اس وقت بھاڑ مل گیا۔ ذرا و اللہ ہاتھ تو لگاؤ۔ دیکھو تو کیسے بھلس رہے ہیں۔ اور سوندھی سوندھی خوشبو بھی عجب ہی دلفریب ہے کہ بس بیان نہیں ہو سکتا۔ تعجب ہے کہ لوگوں نے خس اور مٹی کا عطر نکالا۔ مگر بھنے ہوئے چنوں کی طرف کسی کا ذہن منتقل نہیں ہوا۔ کوئی فن ہو۔ کمال بھی کیا چیز ہے۔ دیکھئے اتنی تو رات گئی ہے مگر چھدامی کی دکان پر بھیڑ لگی ہوئی ہے۔ بندے نے تحقیق سُنا ہے کہ حضور والا کے خاصے میں چھدامی کی دکان کا چنا بلا ناغہ لگ کر جاتا ہے۔ اور واقع میں آپ ذرا غور سے دیکھئے۔ کیا کمال کرتا ہے کہ بھوننے میں چنوں کو سڈول بنا دیتا ہے۔ بھئی تمہیں میرے سر کی قسم! سچ کہنا۔ ایسے خوبصورت خوش قطع سڈول

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

چنے تم نے پہلے بھی کبھی دیکھے تھے؟ دال بنانے میں اس کو یہ کمال حاصل ہے کہ کسی دانے پر خراش تک نہیں۔ ٹوٹنے پھوٹنے کا کیا مذکور! اور دانوں کی رنگت دیکھئے۔ کوئی بسنتی ہے کوئی پستئی۔ غرض دونو خوشنما۔ یوں تو صدہا قسم کے غلّے اور پھل زمین سے اُگتے ہیں۔ لیکن چنے کی لذت کو کوئی نہیں پاتا۔ آپ نے وہ ایک ظریف کی حکایت سُنی ہے؟

کلیم:۔ فرمائیے!"

مرزا:۔"چنا ایک مرتبہ حضرت میکائیل کی خدمت میں جن کو ارزاقِ عباد کا اہتمام سپرد ہے۔ فریاد لے کر گیا کہ یا حضرت میں نے ایسا کیا قصور کیا ہے کہ جونہی میں نے زمین سے سر باہر نکالا۔ تبرِ ستم چلنے لگا۔ ماکولات اور بھی ہیں۔ مگر جیسے جیسے ظلم مجھ پر ہوتے ہیں اور کسی پر نہیں ہوتے۔ نشو و نما کے ساتھ تو میری قطع برید ہونے لگتی ہے۔ میری کونپلوں کو توڑ کر آدمی ساگ بناتے ہیں۔ اور مجھے کچے کو کھا جاتے ہیں۔ جب بار آور ہوا تو خدا جھوٹ نہ بلوائے۔ آدمی بکری بن

کر لاکھوں من بونٹ چڑھ جاتے ہیں۔ اس سے
نجات ملی تو ہولے کرنے شروع کیے۔ پکا تو
شاخ و برگ بھس بن کر بیلوں اور بھینسوں
کے دوزخِ شکم کا ایندھن ہوا۔ رہا دانہ۔
اس کو چکّی میں دلیں۔ گھوڑوں کو کھلائیں۔
بھاڑ میں بھُونیں۔ بیسن بنائیں۔ کھولتے
ہوئے پانی میں اُبالیں۔ گھنگنیاں پسائیں۔
غرض شروع سے آخر تک مجھ پر طرح طرح
کی آفتیں نازل رہتی ہیں۔ چنے کا حضرت
میکائیل کے دربار میں اس طرح بے باکانہ
چڑ بڑ بولنا سُن کر حاضرین دربار اس قدر
ناخوش ہوئے کہ ہر شخص اُسے کھانے کو
دوڑا۔ چنانچہ یہ ماجرا دیکھ کر بے انتظارِ
حُکمِ اخیر رخصت ہوا۔ سو حضرت یہ چنے
ایسے لذّت کے بنے ہیں کہ فرشتوں کے
دندان آز بھی اس پر تیز ہیں۔ افسوس
ہے کہ اس وقت نمک مرچ بہم نہیں پہنچ
سکتا۔ ورنہ میر مدّو کے کھانوں میں یہ
خستگی اور سوندھا پن کہاں!"
غرض مرزا نے اپنی چرب زبانی سے چنوں
کو بھی کی تلی دال بنا کر اپنے دوست کلیم

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کو کھلایا۔ کلیم بھوکا تو تھا ہی۔ اُس کو بھی
ہمیشہ سے کچھ زیادہ مزے دار معلوم ہوئے۔
مرزا نے گھر جا کر ایک میلی دری اور ایک
کثیف سا تکیہ بھیج دیا۔ دو ہی گھڑی میں
کلیم کی حالت کا اس قدر متغیّر ہو جانا عبرت
کا مقام ہے۔ یا تو خلوت خانے اور عشرت منزل
میں تھا۔ یا اب ایک مسجد میں آ کر پڑا۔
گھر کے ایوانِ نعمت کو لات مار کر نکلا تھا
تو پہلے ہی وقت چنے چبانے پڑے۔ نہ چراغ
نہ چار پائی۔ نہ بہن نہ بھائی۔ نہ مونس نہ
غمخوار۔ نہ نوکر نہ خدمتگار۔ مسجد میں اکیلا ایسا
بیٹھا تھا جیسے قید خانے میں حاکم کا گنہ گار۔
یا قفس میں مرغ نو گرفتار۔ اور کوئی ہوتا تو
اس حالت پر نظر کر کے تنبیہ پکڑتا۔ اپنی حرکت
سے توبہ اور اپنے افعال سے استغفار کرتا اور
اسی وقت نہیں تو سویرے گجر دم باپ کے
ساتھ نماز میں صبح جا شریک ہوتا۔ لیکن کلیم کو
اور بہت سے مضمون سوجھنے کو تھے۔ اُس نے
رات بھر میں ایک قصیدہ تو مسجد کی ہجو میں
تیار کیا۔ اور ایک مثنوی مرزا کی شان میں۔
صبح ہوتے آنکھ لگ گئی۔ تو نہیں معلوم مرزا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

یا محلّے کا کوئی عیّار ٹوپی - جوتی - رومال - چھڑی تکیہ - دری لے کر چمپت ہُوا - یوں بھی کلیم بہت دیر میں سو کر اُٹھتا تھا - اور آج تو ایک وجہ خاص تھی - کوئی پہر سوا پہر دن چڑھے جاگا تو دیکھتا کیا ہے کہ فرش مسجد پر پڑا ہے - اور نیند کی حالت میں جو کروٹیں لی ہیں تو سیروں گرد کا بھبوت اور چمگادڑوں کی بیٹ کا ضماد بدن پر تھپا ہُوا ہے - حیران ہُوا - کہ قلب ماہیت ہو کر میں کہیں بھتنا تو نہیں بن گیا - مرزا کو ادھر اُدھر دیکھا - کہیں پتہ نہیں - مسجد بھی ویران - اس میں پانی کہاں! صبر کرکے بیٹھ رہا کہ کوئی اللہ کا بندہ ادھر کو آ نکلے تو اُس کے ہاتھ مرزا کو بلواؤں - اور یا منہ ہاتھ دھو کر خود مرزا تک جاؤں - اس میں دوپہر ہونے آئی - بارے ایک لڑکا کھیلتا ہُوا آیا - جونہی زینے پر چڑھا کہ کلیم اس سے عرض مطلب کرنے کے لئے لپکا - وہ لڑکا اُس کی ہیئتِ گذائی دیکھ ڈر کر بھاگا - خدا جانے اس نے اِس کو بھوت سمجھا یا سڑی خیال کیا - کلیم نے بہتیرا پکارا - اس لڑکے نے پیٹھ پھیر کر نہ دیکھا - ناچار کلیم نے بہزار مصیبت

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

دوسرے فاقے سے شام پکڑی۔ اور جب اندھیرا ہؤا تو اُلّو کی طرح اپنے نشیمن سے نکلا۔سیدھا مرزا کے مکان پر گیا۔ آواز دی تو جواب ملا کہ وہ تو بڑی سویرے قطب صاحب سدھارے ہیں۔ کلیم نے چاہا کہ اپنا تعارف ظاہر کر کے ممکن ہو تو منہ دھونے کو پانی مانگے اور مرزا کی پھٹی پرانی جوتی اور ٹوپی۔ تاکہ کسی طرح گلی کوچے میں چلنے کے قابل ہو جائے۔ یہ سوچ کر کہا کہ "کیوں حضرت آپ مجھ سے بھی واقف ہیں؟ اندر سے آواز آئی "ہم تمہاری آواز تو نہیں پہچانتے۔ اپنا نام و نشان بتاؤ تو معلوم ہو"۔

کلیم:۔ "میرا نام کلیم ہے اور مجھ سے اور مرزا ظاہر دار بیگ سے بڑی دوستی ہے۔ بلکہ میں شب کو مرزا صاحب کی ہی وجہ سے مسجد میں تھا"۔

گھر والے:۔ "وہ دری اور تکیہ کہاں ہے جو رات تمہارے سونے کے لئے بھیجا گیا تھا"۔

تکیہ اور دری کا نام سُن کر تو کلیم بہت چکرایا اور ابھی جواب دینے میں متامل تھا۔ کہ اندر سے آواز آئی "مرزا زبردست بیگ! دیکھنا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

یہ مردوا کہیں چل نہ دے۔ دوڑ کر تکیہ دری
تو اس سے لے لو۔" کلیم یہ بات سُن کر بھاگا۔
ابھی گلی کی نکڑ تک نہیں پہنچا تھا کہ زبردست
نے چور چور کر کے جا لیا۔ ہر چند کلیم نے مرزا
ظاہر دار بیگ کے ساتھ اپنے حقوقِ معرفت ثابت
کئے مگر زبردست کا ٹھینگا سر پر ۔ اُس نے
ایک نہ مانی اور پکڑ کر کوتوالی لے گیا +

شمس العلما ڈاکٹر نذیر احمد مرحوم

سوالات

(۱) ذیل کے الفاظ کے معانی بیان کرو :۔
تکلّف ۔ بے اعتنائی ۔ ادعائی ۔ آصف خانی ۔ حریر ۔
گنگا جمنی ۔ چوڑیاں ۔ چھیلا ۔ اختلاجِ قلب ۔ دفع دخل +
(۲) مسجدِ ضرار سے کیا مراد ہے ؟
(۳) مرزا ظاہر دار بیگ کا حلیہ بیان کرو +
(۴) "زبردست کا ٹھینگا سر پر" کیا محاورہ ہے اور اس کا
محل استعمال کیا ہے ؟

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

گُل سُرخ

کیا شوخ اور دلکش اے گل ہے رنگ تیرا
جس سے شگفتہ ہر دم رہتا ہے قلب میرا
خالق نے تجھ کو رنگیں جامہ عطا کیا ہے
بلبل کے خون ہیں یا تو نے اسے رنگا ہے
وہ عندلیب گلشن جو ہم نوا ہے تیری
تو دلرُبا ہے اُس کا دلدادہ ہے وہ تیری
شاخوں میں تجھ کو جھولا بادِ صبا جُھلائے
پیڑوں میں تیری رنگت نظارے کو ُبھائے
ہر پھول سے زیادہ تو رونق چمن ہے
تو چھوڑنا نہ اس کو گلشن ترا وطن ہے
جب تک رہا شگوفہ - تجھ باغباں نہ بولا
ہے اُس کا دانت تجھ پر تو نے دہن جو کھولا
خاموش تو جو رہتا آتی کبھی نہ آفت
قفل دہن کو کھولا تو یہ پڑی مصیبت
نیرنگیٔ جہاں کی اچھی مثال ہے تو
بن کر حسین اپنے جی کا وبال ہے تو
گلچیں نے حیف! آخر تیرا وطن چھڑایا
تجھ کو شجر سے توڑا تجھ سے وطن چھڑایا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

او نکھرے رنگ والے! او سُرخ گال والے!
تیرے جگر میں کیا کیا چھیدے گئے ہیں بھالے
مالک نے تیرے جب تک رشتے کو خود نہ توڑا
خوبے وفا تھی تجھ میں تو نے نہ ساتھ چھوڑا
ڈالا ہے دُور اُس نے کس بیدلی سے تجھ کو
تو ہو گیا تھا باسی پھینکا اسی سے تجھ کو
اپنے مآل پر تو اے گل! جو غور کرتا
بزمِ وجود میں تو ہرگز قدم نہ دھرتا
محوی کی طرح لیکن ہے بے قصور تو بھی
پابند حکمِ خالق کا ہے ضرور تو بھی

مولوی محمد حسین محوی صدیقی

سوالات

(۱) کیا تم نے گُل سُرخ دیکھا ہے؟ اُس کا نقشہ بیان کرو۔
(۲) گل اور شگوفے میں تمیز کرو اور فقرے بناؤ۔
(۳) شاعر نے بُلبل کو اپنا ہم نوا کیوں کہا ہے؟
(۴) بزم وجود سے کیا مراد ہے؟

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

مصر کے اہرام

آثارِ قدیمہ کے لحاظ سے کوئی شہر مصر کی
ہمسری نہیں کر سکتا۔ سچ یہ ہے کہ یہاں کی
ایک ایک ٹھیکری قدامت کی تاریخ ہے۔ سوادِ
شہر کے ویرانوں میں اس وقت تک سینکڑوں
خزف ریزے ملتے ہیں۔ جن پر کئی کئی ہزار
سال قبل کے حروف و نقوش کندہ ہیں۔
اہرام وہ قدیم مینار ہیں۔ جن کی نسبت عام
روایت ہے کہ طوفانِ نوحؑ سے پہلے موجود
تھے۔ اور اس قدر تو قطعی طور سے ثابت ہے
کہ یونان کی علمی ترقی سے ان کی عمر زیادہ
ہے۔ کیونکہ جالینوس نے اپنی تصنیف میں اِن
کا ذکر کیا ہے۔ یہ مینار نہایت کثرت سے تھے۔
یعنے دو دن کی مسافت میں پھیلے ہوئے تھے۔
صلاح الدّین کے زمانہ میں اکثر ڈھا دئے گئے۔
ان میں سے جو باقی رہ گئے ہیں۔ اور جن
پر خاص طور سے اہرام کا اطلاق ہوتا ہے
صرف تین ہیں جو سب سے بڑے ہیں۔ اِن
کی لمبائی چار سو اسّی فٹ یعنے قطب صاحب

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کی لاٹ سے دُگنی ہے - نیچے کے چبوترہ کا ہر ضلع سات سو چونسٹھ فیٹ ہے - مینار کا حجم آٹھ کروڑ نوّے لاکھ مکعب فیٹ ہے - اور وزن اڑسٹھ لاکھ چالیس ہزار ٹن - اس کی تعمیر میں ایک لاکھ آدمی بیس برس تک کام کرتے رہے - جڑ میں تیس تیس فیٹ لمبی اور پانچ پانچ فیٹ چوڑی پتھر کی چٹانیں ہیں ـــ اور چوٹی پر جو چھوٹی سے چھوٹی ہیں - آٹھ فیٹ کی ہیں *

اس کی شکل یہ ہے کہ ایک نہایت وسیع مربّع چبوترہ ہے - اس پر ہر طرف سے کسی قدر چھوڑ کر دوسرا چبوترہ ہے - اسی طرح چوٹی تک اوپر تلے چبوترے ہیں - اور اِن چبوتروں کے بتدریج چھوٹے بڑے ہوتے جانے سے زینوں کی شکل پیدا ہو گئی ہے - تعجّب یہ ہے کہ پتھروں کو اس طرح وصل کیا ہے - کہ جوڑ یا درز کا معلوم ہونا تو ایک طرف - چونہ یا مصالح کا بھی اثر نہیں معلوم ہوتا - اس پر استحکام کا یہ حال ہے کہ کئی ہزار برس ہو چکے اور جوڑوں میں بال برابر فصل نہیں پیدا ہؤا ہے *

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اِن میناروں کو دیکھ کر خواہ مخواہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ جرِّ ثقیل کا فن قدیم زمانہ میں موجود تھا۔ کیونکہ اِس قدر بڑے بڑے پتھر اتنی بلندی پر جرِّ ثقیل کے بغیر چڑھائے نہیں جا سکتے۔ اور اگر اِس ایجاد کو زمانۂ حال کے ساتھ مخصوص سمجھیں تو جرِّ ثقیل سے بھی بڑھ کر کسی عجیب صنعت کا اعتراف کرنا پڑیگا۔

اِن میناروں میں سے ایک جو سب سے چھوٹا ہے۔ کسی قدر خراب ہو گیا ہے۔ جس کی کیفیت یہ ہے کہ ۵۹۳ھ میں ملک العزیز پسرِ سلطان صلاح الدین نے بعض احمقوں کی ترغیب سے اس کو ڈھانا چاہا۔ چنانچہ دربار کے چند معزز افسر اور بہت سے نقب زن اور سنگتراش اور مزدور اس کام پر مامور ہوئے۔ آٹھ مہینے تک برابر کام جاری رہا اور نہایت سخت کوششیں عمل میں آئیں۔ ہزاروں لاکھوں روپے برباد کر دئے گئے۔ لیکن بجز اس کے کہ اوپر کی استرکاری خراب ہوئی۔ یا کہیں کہیں سے ایک آدھ پتھر اُکھڑ گیا۔ اور کچھ نتیجہ نہیں ہُوا۔ مجبور ہو کر ملک العزیز نے یہ ارادہ چھوڑ دیا۔

اہرام کے قریب ایک بہت بڑا بُت ہے۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

جس کو یہاں کے لوگ **ابوالہول** کہتے ہیں۔
اس کا سارا دھڑ زمین کے اندر ہے۔ گردن
اور سر اور دونو ہاتھ کھُلے ہوئے ہیں۔ چہرہ
پر کسی قسم کا سرخ روغن ملا ہے۔ جس کی
آب اِس وقت تک قائم ہے۔ ان اعضا کی
مناسبت سے اندازہ کیا جاتا ہے۔ کہ پُورا قد
ساٹھ ستر گز سے کم نہ ہوگا۔ باوجود اِس غیر
معمولی درازی کے تمام اعضا ناک کان وغیرہ
اس ترتیب اور مناسبت سے بنائے ہیں کہ اعضا
کے باہمی تناسب میں بال برابر کا فرق نہیں۔
عبداللطیف بغدادی سے کسی شخص نے پوچھا۔
کہ آپ نے دُنیا میں سب سے عجیب تر چیز
کیا دیکھی؟ اُس نے کہا کہ "ابوالہول کے اعضا
کا تناسب" کیونکہ عالمِ قدرت میں جس چیز کا
نمونہ موجود نہیں۔ اس میں ایسا تناسب قائم
رکھنا آدمی کا کام نہیں +

شبلی

سوالات

(۱) ابوالہول سے کیا مطلب ہے؟ اس کی تصویر اپنے
الفاظ میں لکھو +

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

(۲) ذیل کے الفاظ اگر واحد ہیں تو اُن کی جمع اور اگر جمع ہیں تو واحد بتاؤ :-
حروف - نقوش - چبوترہ - چٹانیں +

(۳) ذیل کے الفاظ کے معانی بیان کرو :-
آثارِ قدیمہ - خزف ریزے - اطلاق - جرِّ ثقیل - استرکاری +

کلامِ امیر

۱- ریاضِ دہر میں پوچھو نہ میری بربادی
برنگِ بو ادھر آیا اُدھر روانہ ہوا
خدا کی راہ میں دینا ہے گھر کا بھر لینا
ادھر دیا کہ ادھر داخلِ خزانہ ہوا
قدم حضور کے آئے مرے نصیب کھلے
جو اب قصرِ سلیماں غریب خانہ ہوا
جب آئی جوش پہ میرے کریم کی رحمت
گرا جو آنکھ سے آنسو دُرِ یگانہ ہوا
چُنے مہینوں ہی تنکے غریب بلبل نے
مگر نصیب نہ دو روز آشیانہ ہوا
اٹھائے صدمے پہ صدمے تو آبرو پائی
امیر ٹوٹ کے دل گوہرِ یگانہ ہوا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

۲- انساں عزیزِ خاطرِ اہلِ جہاں نہ ہو
وہ مہرباں نہ ہو تو کوئی مہرباں نہ ہو
پیری میں بھی گیا نہ تغافل ہزار حیف!
اتنا بھی کوئی مائلِ خوابِ گراں نہ ہو
آنکھوں سے فائدہ؟ جو نہ دیدار ہو نصیب
حاصل جبیں سے کیا؟ جو ترا آستاں نہ ہو
جانے اگر۔ کہ چاہِ عدم میں گرائے گا
کوئی سوار توسنِ عمرِ رواں نہ ہو

امیر الشعرا امیر احمد امیر مینائیؒ

سوالات

(۱) امیر مینائیؒ کے حالات مختصر طور پر بیان کرو ۔
(۲) ریاضِ دہر سے کیا مراد ہے ؟
(۳) قصرِ سلیماں کیوں مشہور ہے ؟
(۴) "تنکے چُننا" کیا محاورہ ہے ؟ اِس کا محلِ استعمال کیا ہے ؟

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

تان سین

تان سین کا نام ہندوستانی موسیقی دُنیا میں بہت بلند پایہ رکھتا ہے۔ بعض تو اُس کو موسیقی کا مجسّم اوتار مانتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اُس کا گانا سُن کر دریا خاموش ہو جاتے تھے۔ اور درخت اپنا سر نیچا کر لیتے تھے *

تان سین سمت ۱۵۸۸ء میں ایک غریب گوڑ برہمن کے گھر پیدا ہؤا۔ جو گوالیار کا باشندہ تھا۔ بچپن ہی سے اس میں یہ وصف تھا کہ جس آواز کو ایک مرتبہ سُن لیتا اُس کی ایسی عمدہ نقل اُتار لیتا تھا کہ ماہرین کو بھی اصل اور نقل میں تمیز کرنی غیر ممکن ہو جاتی تھی۔ گوالیار کی بستی کے قریب ایک بہت وسیع اور آراستہ باغ تھا۔ جو عرصہ سے تان سین کے والد کے قبضہ میں تھا۔ عام راستہ پر ہونے کی وجہ سے اکثر مسافر یہاں آرام کرتے اور اُس کے پھل اور پھول توڑ کر لے جایا کرتے تھے۔ باپ نے باغ کی نگرانی تان سین کے سپرد کی۔ اتفاق سے ایک روز اِس

باغ کے پاس سے ایک خونخوار شیر کا گذر ہوُا۔ شیر کے گرج کی آواز تان سین کے کانوں میں پڑی۔ اور اُس نے فوراً اُس کی پوری پوری نقل اُتار لی۔ اور ایک گوشہ میں بیٹھ کر اُس آواز کو اکثر الاپا کرتا تھا جس سے عوام میں مشہور ہو گیا کہ وہاں ایک شیر رہتا ہے۔ اور لوگوں نے وہاں جانا ترک کر دیا۔ مسافر دوسرے راستہ سے کترا کر نکل جاتے تھے۔ باغ کے اندر بھول کر بھی کوئی نہ آتا تھا۔ اِس طرح تان سین نہایت آسانی سے اپنے باغ کی نگرانی کر لیا کرتا تھا۔

ایک دن باغ کے قریب سے ایک قافلہ گذر رہا تھا۔ تان سین نے زور زور سے شیر کی طرح گرجنا شروع کیا۔ اِس قافلہ میں ہری داس سادھو بھی تھا۔ ہری داس کا چہرہ روحانی عظمت سے جگمگا رہا تھا۔ اُس کے نزدیک زندگی اور موت میں کوئی فرق نہ تھا۔ وہ باغ میں جا گھسا۔ اور دیکھا کہ ایک کم سن لڑکا پوشیدہ چھپا ہوُا بیٹھا ہے۔ سادھو خوش ہو کر تان سین کو گود میں اُٹھا۔ اُس کے باپ کے پاس لے آیا۔ اور کہا کہ تیرا بیٹا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بڑا گانے والا ہوگا۔ اس کی زبان میں سرستی ہے۔ اِس کو تم ہمارے سپرد کر دو۔ میں اِس کو موسیقی کی اعلےٰ تعلیم دونگا۔ سادھو کی گفتگو کی مقناطیسی تاثیر نے باپ کو راضی کر لیا اور تان سین سادھو کے ساتھ متھرا جی چلا گیا۔ اور تھوڑے ہی دنوں میں وہ اس فن کا اُستادِ کامل بن گیا ؁

کچھ عرصہ کے بعد تان سین اپنے مرشدِ کامل کی اجازت سے گوالیار آیا۔ یہاں وہ اکثر محمد غوث نامی مسلمان فقیر کے پاس جاکر اپنا گانا سُناتا تھا۔ اس عرصہ میں اس کی دوستی شہزادہ دولت خاں سے ہوگئی۔ تان سین اکثر اپنی نظمیں اس شہزادہ کے نام سے منسوب کیا کرتا تھا۔ ناگاہ دولت خاں کو پیغامِ اجل آگیا۔ اور تان سین پریشان ہو کر آوارۂ وطن ہوُا۔ اور ادھر ادھر گھومتا ہوُا اوجین پہنچا۔ راجہ رام سنگھ نے اس کی اِتنی یا اس درجہ قدر دانی کی کہ وہ اپنے مرحوم دوست کو بھول گیا۔ چند دن کے بعد اُس کے کمال کی صدا شہنشاہ اکبر کے کانوں تک پہنچی۔ اور اُس نے تان سین کو بُلوا بھیجا۔ مگر اُسے اوجین چھوڑنے سے انکار تھا۔ لیکن

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

جب اکبر نے راجہ رام سنگھ پر لشکر کشی کی دھمکی دی۔ تو سب مجبور ہو گئے۔ تان سین نے چلتے ہوئے کہا کہ میں آپ کے احسان کبھی نہ بھولونگا۔ اور آپ کے سوائے کسی دوسرے کو داہنے ہاتھ سے سلام نہ کرونگا۔

دربار اکبر میں تان سین کی بڑی قدر ہوئی۔ وہ دربارِ اکبری کا ایک رکن تھا۔ ہندی کے مشہور شاعر سورداس نے لکھا ہے۔ کہ تان سین کی موسیقی کے اثر سے پہاڑ گردش کرنے لگے ہیں۔ یہ ہی وجہ ہے کہ برہما اور شیش ناگ نہیں سنتے۔ ان پر دُنیا کی پیدائش اور نگرانی کا بار ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اِس بوجھ کے اُٹھانے کے ناقابل ہو جائیں۔ بہر حال تان سین کو اپنی زندگی ہی میں کمال عزت حاصل ہو گئی تھی۔ راگ مالا اس کی سب سے مشہور کتاب ہے۔ جو بھجن گانے والوں میں بیحد مروّج ہے۔ گانے والے اب بھی اس کو علمِ موسیقی کا بادشاہ مانتے ہیں۔ اور گوالیار میں اس کی سمادھ پر آج بھی مرد اور عورتیں پھول چڑھاتے ہیں۔ اور اس پر سایہ کرنے والی املی کے درخت کی پتّیاں بڑے اعتقاد

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کے ساتھ کھاتے ہیں ٭
اکبر علم دوست اور قدردان بادشاہ تھا کہتے ہیں کہ اُس نے ایک روز تان سین سے پوچھا کیا دنیا میں آپ سے بھی اچھا گانے والا موجود ہے ؟ اُس نے جواب دیا کہ میرا استاد مجھ سے بڑھ کر صاحبِ کمال ہے ۔ اکبر کو یقین نہ آیا ۔ اور دونو میلوں کا سفر کر کے بسرام گھاٹ گئے ۔ ایک پھونس کی جھونپڑی میں ہری داس جی عالمِ محویت میں دنیا و مافیہا سے غافل تھے ۔ تان سین طنبورے کر گانے لگا ۔ مگر اُس نے قصداً ایک مصرعہ غلط ادا کیا ۔ مرشد فوراً بول اُٹھا کہ بیٹا ! غلط گا رہے ہو ۔ اس طرح گاؤ ۔ جب وہ گانے لگے ۔ اکبر پر وجد کا عالم طاری ہو گیا ۔ گانا ختم کر کے سادھو پر وہی حالت طاری ہو گئی ۔ راہ میں اکبر نے تان سین سے پوچھا کہ تمہارے اور تمہارے اُستاد کے گانے میں اس قدر فرق کیوں ہے ؟ جواب ملا کہ میں دُنیا کے بادشاہ کے سامنے گاتا ہوں ۔ اور میرا اُستاد آسمانی بادشاہ کے روبرو گاتا ہے ۔ تان سین کو اس دُنیا سے گذرے تین سو برس سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے ۔ لیکن اُس کے نام

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سے بچہ بچہ واقف ہے۔ اور جب تک ہندی راگ کا رواج دُنیا میں رہیگا۔ اُس کا نام کمال احترام اور عظمت سے لیا جائیگا ✤

شیام سندر لال تگم

سوالات

(۱) تان سین کی سوانح عمری اپنے الفاظ میں لکھو ✤
(۲) کہتے ہیں تان سین اکبری دربار کا ایک رتن تھا۔ اس دربار کے دوسرے مشہور اراکین کے نام بتاؤ ✤
(۳) برہما اور شیش ناگ کا قصہ بیان کرو ✤
(۴) ذیل کے الفاظ مذکر ہیں یا مؤنث :-
موسیقی - گھاٹ - گرج - لشکر ✤

کُونج کی جُدائی

(۱)

اک سارسوں کا قافلہ شوقِ وطن دل میں لئے
آزاد سب افکار سے اٹھکیلیاں کرتا ہوا
واپس تھا گھر کو جا رہا قسمت کا کرنا دیکھنا
کوئی شکاری آ گیا اُس نے دیا گھوڑا چڑھا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اک گونج سی پیدا ہوئی آواز تھی بندوق کی
گویا کہیں بجلی گری سارس ہراساں ہو گئے
تھے شکاری کے مگر دو پر ہی قسمت میں لکھے
سارس گئے پرواز کر

(۲)

سردار نے اُن کو کہا اے سارسو یہ کیا ہؤا؟
سب بچ گئے سب نے کہا پھر ایک بولی "اُف مری"
وہ پر اسی کے تھے پڑے دیکھا جو ایسا ماجرا
سرتاج نے اُس سے کہا "اے جانِ من آرام جاں!
راحت کا دل عصمت کی جاں کیا کر چلی بے خانماں
کچھ تو بیاں تو حال کر

(۳)

اک آہ کی اور یوں کہا "بازو مرا زخمی ہؤا"
جانم فدا۔ قرباں گئی قسمت کی آری چل گئی
لینا مجھے ورنہ گری حالت مری ابتر ہوئی
اچھا نہ میرا غم کرو مجھ کو خدا پر چھوڑ دو
بچوں کی ہاں لینا خبر

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

(۴)

اب آہ سارس نے کہا   تجھ سے الگ جینا رہوں
کی عمر تو باہم بسر   اب کیا اکیلا چھوڑ دوں
فرقت کی آتش میں جلوں   صدمے جدائی کے سہوں
مجھ سے تو یہ ہوتا نہیں   بے دل بھی ہے جیتا کہیں
بچے سنبھالے گا خدا   مجھ سے نہ یوں دامن چھڑا
بہر خدا ہاں مان جا!   جاؤں کہاں تو ہی بتا؟
تجھ کو اکیلا چھوڑ کر

---

(۵)

تجھ کو بھی اپنے ساتھ یوں   بولی "نہ ہوگا یہ کبھی
ہونی جو تھی وہ ہو چکی   تیرے کئے یہ کب ٹلی
پھر مفت کیوں تم جان دو   قربان جاؤں مان لو
تم کو مرے سر کی قسم   آپس کی الفت کی قسم
ان پیارے بچوں کی قسم   تم کو تمہاری ہی قسم
تم جاؤ گھر کو لوٹ کر   مجھ کو خدا پر چھوڑ کر
لازم ہے بچوں کی خبر"

---

(۶)

اتنا کہا اور گر پڑی   بے پر کی جیسے تیتری
مرجھائی سی یا اک کلی   یا یوں کہو کوئی پری

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

راندی ہوئی دربار کی پر نوچ کر پھینکی گئی
یا جیسے شب کو چاندنی پچھکے زمیں پر آ پڑے
ہمت نہ اُٹھنے کی رہے آخر وہیں کی ہو رہے
ایسے ہی وہ سارس کی جاں اک مشتِ پر یا استخواں
خاموش بے آہ و فغاں اُتری نہ جانے تھی کہاں.
گو وہ تھا اک جوگی کا گھر

---

(۷)

جوگی وہ ہر بچپنے لگا دیکھا جو کچھ گرتے ہوئے
پھر دل بڑھا آگے بڑھا آئی نظر یہ نیم جاں
رویا کہ اُف شانِ خدا چھوٹا ہے اس سے کارواں
یا گم گیا ہے آشیاں لیکن ہے میری مہماں
سینے لگا کر یوں کہا سب کو خدا کا آسرا
لیکن یہ رشتہ چاہ کا انسان ہو یا جانور
رکھتا ہے جادو کا اثر

---

(۸)

کی لاکھ جوگی نے دوا لیکن نہ ٹوٹا پر بنا
آخر سہارا صبر کا اس کے سوا چارہ تھا کیا
ہے دل کو دل سے واسطہ آپس میں الفت ہو گئی
جوگی کے گھر رہنے لگی اُڑنے سے گو مایوس تھی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

لیکن تھی اک تسکیں ابھی شاید پُرانا قافلہ
موسم میں آئے لوٹ کر

(۹)

گو عیش تھا آرام تھا کھانے کو سب کچھ عام تھا
صیاد کا کچھ ڈر نہ تھا پر کونج کے دل کی کلی
مرجھا گئی کملا گئی آنکھوں سے اشکوں کی جھڑی
اُس کے سدا جاری رہی ظاہر میں گو خاموش تھی
دل میں مگر کہتی یہی اے خالقِ ہر دو جہاں
اے مالکِ کون و مکاں ہوگی بسر کیسے یہاں
آقا مرے مولا مرے یا پنکھ یا دلبر ملے
وہ دن مرے پھر پھیر دے وہ شادیاں وہ مشغلے
پھر جاؤں گھر کو لوٹ کر

(۱۰)

ایسے ہی مدت ہو گئی رُت بھی بدلنے کو ہوئی
لیکن کڑی وہ جان کی کمبخت وہ جیتی رہی
شاید ابھی تک آس تھی جب بھی پہاڑی جانور
اُس کو کہیں آتا نظر فوراً یہ کہتی چیخ کر
اے اونچے اُڑتے طائرو تم خوش بسو جیتے رہو
اے جانے والو سارسو نامِ خدا مجھ سے کہو

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کچھ تو مرے گھر کی خبر!

(۱۱)

اک روز پھر اک قافلہ
دیکھا کہیں جاتا ہُوا
چلا کے کی اُس نے صدا
ایسے کہ ہل جائے زمیں
اے طائرانِ خوش مکیں!
تم میں تو میرا دل نہیں
یا تم نے دیکھا ہو کہیں؟
مدّت سے ہوں میں منتظر
دیتا نہیں کوئی خبر
کہنا کہیں پاؤ اگر
وہ خستہ تن وہ نیم جاں
جس کے ہو دل میں تم نہاں
پامال ہے مثلِ خزاں
روتی ہے شب سے تا سحر
بیٹھی ہے تیری منتظر

(۱۲)

یہ سُنتے ہی وہ قافلہ
چکر وہیں دینے لگا
ان میں سے اک سارس ہٹا
پہلے رہا کچھ سوچتا
پھر جانے آئی دل میں کیا
اُڑتا ہُوا گرتا ہُوا
قدموں پہ اُس کے آ گرا
بولا مری قسمت پھری
مجھ سے مری دلبر ملی
یہ کہہ کے آپس میں ملے
ایسے ملے ایسے ملے
گویا یہ دونو ایک تھے
یعنی کہ جیسے بُت بنے
پتھر کے ہیں کوئی کہے
تصویر مانی کی طرح
خاموش تھے دونو کھڑے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

گھنٹوں یہی حالت رہی حرکت نہ تھی جنبش نہ تھی
جوگی کھڑا حیران تھا ان کو الگ کرنے لگا
دیکھا تو ہے اِک مشت پر

(شباب اُردو) عبد المجید خاں وکیل

سوالات

(۱) اِس نظم میں کونسا بند تمہیں بہت پسند ہے؟ دلیل دو۔
(۲) بند چھ میں جو تشبیہیں استعمال کی گئی ہیں۔ اُن کی تشریح کرو۔
(۳) مانی کون تھا؟ وہ کیوں مشہور ہے؟
(۴) اِس نظم کو نثر میں لکھو۔

اُردُوے مُعلّٰی

بنام مولوی عبد الجمیل
مخدوم مکرم و معظّم جناب مولوی عبد الجمیل صاحب کی خدمت میں:-
ابلاغ سلام مسنون الاسلام کے بعد عرض کیا جاتا ہے کہ آپ کی ارادت میرا ذریعۂ فخر د

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سعادت ہے - دو عنایت نامے آپ کے اوقاتِ مختلفہ میں پہنچے - پہلے خط کے حاشیہ اور پشت پر اشعار لکھے ہوئے ہیں - سیاہی اس طرح کی پھیلی کہ حروف اچھی طرح پڑھے نہیں جاتے - اگرچہ بینائی میری اچھی ہے اور میں عینک کا محتاج نہیں - لیکن با ایں ہمہ اُس کے پڑھنے میں بہت تکلّف کرنا پڑتا ہے - علاوہ اس کے جگہ اصلاح کی باقی نہیں - چنانچہ اس خط کو آپ کی خدمت میں واپس بھیجتا ہوں - تاکہ آپ یہ نہ جانیں کہ میرا خط پھاڑ کر پھینک دیا ہوگا اور معہٰذا میرا اندیشہ آپ کو بھی معلوم ہو جائے - آپ خود دیکھ لیں کہ اس میں اصلاح کہاں دی جائے! واسطے اصلاح کے جو غزل بھیجئے - اس میں بین الافراد و بین المصرعین فاصلہ زیادہ چھوڑئے - آپ کے خط میں جو کاغذ اشعار کا ہے - حروف اس کے روشن ہیں - مگر بین السّطور مفقود - اور اصلاح کی جگہ معدوم - آپ کی خاطر سے رنج کتابت اٹھاتا ہوں - اور ان دونو غزلوں کو بعد اصلاح لکھتا جاتا ہوں - مسودہ تو آپ کے پاس ہوگا اس کا مقابلہ کرکے معلوم کر لیجئیگا کہ کس شعر پر اصلاح ہوئی - اور کیا اصلاح ہوئی - اور کونسی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بیت موقوف ہوئی! مشاعرہ یہاں شہر میں کہیں نہیں ہوتا۔ قلعہ میں شہزادگان تیموریہ جمع ہو کر غزل خوانی کر لیتے ہیں۔ وہاں کے مصرع طرحی کو کیا بھیجیگا۔ اور اس پر غزل لکھ کر کہاں پڑھیگا۔ میں کبھی اُس محفل میں جاتا ہوں اور کبھی نہیں جاتا۔ اور یہ صحبت خود چند روزہ ہے۔ اس کو دوام کہاں۔ کیا معلوم ہے۔ اب کے نہ ہو۔ اور اب کے ہو تو آئندہ نہ ہو۔ والسلام مع الاکرام ٭

(۲)

بنام مولوی عزیز الدین صاحب

صاحب کیسی صاحب زادوں کی سی باتیں کرتے ہو۔ دلی کو ویسا ہی آباد جانتے ہو۔ جیسی آگے تھی۔ قاسم جان کی گلی میر خیراتی کے پھاٹک سے فتح اللہ بیگ خاں کے پھاٹک تک بے چراغ ہے۔ ہاں آباد ہے۔ تو یہ ہے کہ غلام حسین خاں کی حویلی ہسپتال ہے۔ اور ضیاء الدین خاں کے کمرے میں ڈاکٹر صاحب رہتے ہیں۔ اور کالے صاحب کے مکانوں میں ایک اور صاحب عالی شان انگلستان تشریف رکھتے ہیں۔ ضیاء الدین

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

خاں اور اُن کے بھائی مع قبائل اور عشائر بوہارو ہیں - لال کنوئیں کے محلہ میں خاک اڑتی ہے - آدمی کا نام نہیں - تمہارے مکان میں جو چھوٹی بیگم رہتی تھی - وہ لاہور گئی ہوئی ہے - کھمبی کی دوکان میں کھتے لوٹتے ہیں - مولوی صدر الدین خاں لاہور میں - خط بیرنگ بھیجا ہے - پوسٹ پیڈ اکثر تلف ہو جاتے ہیں - چنانچہ قاضی عبد الجمیل صاحب کا خط جس کا آپ نے ذکر کیا ہے - آنکھیں پھوٹ جائیں - اگر میں نے دیکھا ہو - آپ اُسے میرا سلام نیاز کہئے - اور خط کے نہ پہنچنے کی اُن کو خبر پہنچا دیجئے +

---

(۳۲)

بنام مردان علی خاں صاحب

خاں صاحب عالی شان مردان علی خاں صاحب کو فقیر غالب کا سلام - نظم و نثر دیکھ کر دل بہت خوش ہوا - آج اس فن میں تم یکتا ہو - خدا تم کو سلامت رکھے - بھائی جفا کے مؤنث ہونے میں اہلِ دہلی و لکھنو کو باہم اتفاق ہے - کبھی کوئی نہ کہیگا کہ جفا کیا - ہاں بنگالہ میں جہاں بولتے ہیں کہ ہتنی آیا - اگر جفا مذکر کہیں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

تو کہیں - ورنہ ستم و ظلم و بیداد مذکر اور جفا مؤنث ہے بے شبہ و شک - والسّلام ؂

---

(۴)

بنام عضد الدولہ حکیم غلام نجف خاں

بھائی ہوش میں آؤ - میں نے تم کو خط کب بھیجا - اور رقعہ میں کب لکھا کہ شیر زماں کا خط تمہارے پاس بھیجتا ہوں - میں نے تو ایک لطیفہ لکھا تھا کہ شیر زماں خاں نے میرے خط میں بندگی لکھی تھی اور میں وہ بندگی اس رقعہ میں لپیٹ کر تم کو بھیجتا ہوں - بس بات اتنی تھی - میری بندگی لکھی ہوئی گویا لپٹی ہوئی تھی - سو حضرت کو پہنچ گئی - خاطر عاطر جمع رہے ؂

---

(۵)

ایضاً

حکیم غلام نجف خاں سنو! اگر تم نے مجھے بنایا ہے یعنی استاد اور باپ کہتے ہو - یہ امر از روئے تمسخر ہے تو خیر - اور اگر از روئے اعتقاد ہے تو میری عرض مانو - اور ہیرا سنگھ کی تقصیر معاف کرو - بھائی انصاف کرو - اس نے اگر

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

حکیم احسن اللہ خاں سے رجوع کی - اور وہ تمہارے بھائی بھی ہیں اور تم کو اُن سے استفادہ بھی ہے۔ اگر گھبرا کر حکیم محمود خاں کے پاس گیا - تو اُن کے باپ سے تم کو نسبت تلمّذ کی ہے - ابتدا میں اس سے پڑھے ہو - بس یہ غریب سوائے تمہارے اگر گیا تو تمہارے ہی علاقہ میں گیا - وہ بھی گھبرا کر اور خفقان سے تنگ آکر - اب جو حاضر ہوتا ہے تو لازم ہے کہ اس پر بہ نسبت سابق کے توجّہ زیادہ فرماؤ اور بدل اس کا معالجہ کرو + التفات کا طالب غالب -

---

(٦)

ایضاً

میاں! چاول بُرے - بڑھتے نہیں - لمبے نہیں - اب زیادہ قصہ نہ کرو - پُرانے اور پتلے چاول آئیں - ایک روپیہ کے خرید کر کے بھیج دو - یاد رہے! نئے چاول قابض ہوتے ہیں اور پُرانے قابض نہیں ہوتے - یہ میرا تجربہ ہے - شام کو میر مجدو الدین صاحب کہتے تھے کہ حکیم غلام نجف خاں کے پاس ایک کاتب ہے - بھائی دس بارہ جزو کی ایک کتاب نثر کی مجھ کو لکھوانی ہے۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

یہ معلوم کر لو کہ وہ صاحب روپیہ کے کے جزو لکھیں گے اور روز کس قدر لکھ سکتے ہیں؟ یہ تو اب لکھو۔ اور پھر دوپہر کے بعد اُن کو میرے پاس بھیج دو۔ تا کہ میں آپ کو اور منقول عنہ حوالہ کر دوں۔ ظہیر الدّین کو دعا۔ اور اس کا حال لکھو۔ غالب ٭

سوالات

(۱) غالب کا نام اور خطاب اور مختصر حالات لکھو ٭
(۲) ذیل کے الفاظ کی تشریح کرو :-
ابلاغ - سعادت - بین الافراد - مفقود - معدوم - مع اکرام - ہیڈ پوسٹ - تلمذ - خفقان - منقول عنہ - قبائل - عشائر ٭
(۳) ذیل کے محاورے کب بولے جاتے ہیں؟ ان کو اپنے فقروں میں استعمال کرو :-
(الف) بے چراغ -
(ب) خاک اُڑتی ہے -
(ج) گھیتے لوٹتے ہیں ٭
(۴) "صاحب کیسی صاحبزادوں کی سی باتیں کرتے ہو" سے کیا مراد ہے ؟

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ایامِ طفلی

ہائے وہ ایامِ طفلی ہائے وہ عہدِ قرار
ہائے وہ عہدِ تغافل ہائے وہ لیل و نہار
ہائے وہ دن پاک تھا عصیاں سے جب اپنا وجود
حرف آتا تھا زباں پر اپنے جو وہ خوش گوار
دیکھتے تھے شوق سے نظّارۂ ارض و سما
یونہی ہم کرتے تھے حمدِ صنعتِ پروردگار
نیک و بد سے کچھ زمانہ کی نہ تھی اصلا خبر
سادگی اپنی روش تھی راستی اپنا شعار
ہر جگہ سامانِ دلچسپی عیاں تھا سر بسر
کوئی شے نزدیک اپنے تھی نہ اصلا بے وقار
تھا نہ ہمدردی میں اپنی کچھ بناوٹ کا لگاؤ
اشک تھے۔ پانی نہ برساتی تھی چشمِ اشکبار
کچھ تنفّر سے تھا مطلب نے تکبّر سے تھا لوث
چاہتا تھا جو ہمیں ہم اُس سے کرتے تھے پیار
غور کر تھے معصوم پر ہستی کی تھی اپنے خبر
قلب میں یکسر بھری تھی الفتِ خاک و غبار
دوست اور دشمن میں کرتے تھے نہ مطلق امتیاز
اک جگہ پاتے تھے اپنی آنکھ میں اغیار و یار

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

فرض تھا اپنا .بزرگوں کے طریقہ پر عمل
خود سری سر میں نہ تھی دل کو نہ تھا کچھ اختیار
بخش دیتے تھے خطائیں .بھولتے تھے سختیاں
تھی نہ کینہ سے غرض بے بغض تھا اپنا شعار
نقش تھا گویا ہمارے دل پہ انجامِ غرور
اس لئے چلتے نہ تھے اکڑے ہوئے مستانہ وار
دور ہم سے رہتی تھی تاریکیٔ کذب و دروغ
اپنی باتوں میں چمکتی تھی شعاعِ اعتبار
ہم میں جو اطوار تھے وہ سب کے سب تھے دلفریب
ہم میں جو انداز تھے وہ تھے ہمہ تن غمگسار
کس قدر اہلِ زمانہ ہم کو رکھتے تھے عزیز
اپنی جا ہر بزم میں تھی ہر دل میں تھا اپنا گذار
تھی خود آرائی کی بُو نے خود ستائی کی ہوس
قدرتی جو شے تھی وہ تھی صاف ہم میں آشکار
گو طبیعت اپنی تھی لاریب محتاجِ مدد
پھر بھی اپنا کام خود کرنے میں تھا ہم کو نہ عار
شکوۂ حق تھا زباں پر نے گلہ تقدیر کا
کاٹتے تھے صبر سے ہنس ہنس کے دردِ بیشمار
مائلِ نیکی ہمیں رکھتی تھی توفیقِ نہاں
جانتے تھے آپ معنیٔ حیات مُستعار
کس قناعت سے بسر ہوتی تھی اپنی زندگی

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

غم نہ دیتی تھی خزاں لاتی نہ راحت تھی بہار
تاڑ جاتے تھے نگاہِ شفقت و انظارِ چشم
پر نگاہِ تار ہوتی تھی کلیجہ کے نہ پار
گو لُبھا لینا تھا اکثر ہم کو حسنِ دلفریب
پر وہ تھی خاموش توصیفِ خدائے کردگار
ہائے لاحق تھے نہ یوں ہردم ہمیں افکارِ دہر
نقش تھا اِس طرح سے جی پر نہ اپنے انتشار
روز بنتے تھے نہ سیّارے شرارِ آسماں
ہائے یوں منہ سے نکلتی تھی نہ آہِ شعلہ بار
کچھ خبر رکھتے نہ اس دورِ ترحم بیں تھے ہائے
ہم بھی ہونگے ایک دن نخچیرِ جورِ روزگار
وہ بھی اک دن تھا کہ تھے تسکیں دہِ خستہ دلاں
ہائے اب وہ دن ہے خود ہی ہو رہے ہیں دلفگار
آہ اے ایامِ طفلی! آہ دورِ انتقاش
آہ اے نقشِ فریبِ ہستئے ناپائدار
آہ اے عہدِ فراغت! آہ اے وقتِ نشاط
یاد کرتی ہے تجھے رو رو کے اپنی جانِ زار

سحر مشہور زمانہ ہے جہاں کا انقلاب
کاش آجائے وہی دن پھر پھرا کر ایک بار

اقبال ورما سحر

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سوالات

(۱) بچپن کو بادشاہت کا زمانہ کیوں کہتے ہیں ؟
(۲) اس نظم کا خلاصہ نثر میں لکھو ۔
(۳) اس شعر کو حل کرو :-

گو کہ تھے معصوم پر ہستی کی تھی اپنے خبر
قلب میں یکسر بھری تھی الفتِ خاک و غبار

(۴) اس سبق میں مرکب اضافی کی کون کونسی مثالیں ہیں ؟

براڈ کاسٹنگ

کولمبس کو امریکہ دریافت کئے پانسو برس کے قریب ہو چکے ہیں - اس وقت سے ہماری معلومات روز افزوں ترقی کر رہی ہیں - نیوٹن نے کشش زمین کا پتہ لگایا - جارج سٹیفنسن نے انجن چلایا - کاؤنٹ زیپلن نے طیارہ اُڑایا - مگر بے تار کی تار برقی ایجاد کرنے کا سہرا مارکونی کے سر رہا - وایرلیس کے لئے تار کے کھمبوں کی ضرورت نہیں ہے - اور اسی لئے یہ بے تار کی تار برقی کہلاتا ہے - صرف چار اور بعض جگہ چھ لانبے کھمبوں

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کی ضرورت رہتی ہے ۔ اور سینکڑوں میل کی خبریں
انہی کھمبوں کے ذریعہ بہت جلد معلوم ہو جاتی
ہیں ۔ جہاں خبریں موصول کرنے کی ضرورت ہوتی
ہے ۔ وہیں کھمبے نصب کر دئے جاتے ہیں ۔ ہوا
میں ایتھر ملا رہتا ہے ۔ اور ایتھر میں یہ طاقت
ہے کہ وہ خبر کو ادھر اُدھر فضا میں پھیلا دیتی
ہے ۔ بس جہاں یہ کھمبے نصب ہوتے ہیں
وہاں وہاں یہ خبر معلوم ہو جاتی ہے ۔ اس کے
لئے تار کی طرح ایک اپریٹر یا بابو کی ضرورت
ہوتی ہے کہ جو اس خبر کو معمولی زبان میں ترجمہ
کرتا ہے ۔ اور ان کھمبوں و نیز اُن آلوں کی دیکھ
بھال کرتا ہے کہ جو خبر ایتھر سے لیتے ہیں ؂

حال میں بے تار کی تار برقی میں ایک اور
اضافہ ہؤا ہے ۔ یعنی ابھی تک صرف خبریں
ہی بھیجی جاتی تھیں ۔ لیکن اب جس طرح کہ
ٹیلیفون سے انسانی آواز سنائی دیتی ہے اسی
طرح بے تار کی تار برقی سے بھی سنی جا سکے گی ۔
اسی کو " براڈ کاسٹنگ " یا " ریڈیو گرافی " کے نام
سے موسوم کرتے ہیں ۔ اس کے اصلی معنے ہیں
"کسی شے کو ایک جگہ کھڑے ہو کر چاروں طرف
پھینکنا " اور در حقیقت اِس آلہ کی مدد سے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

آواز ہر چہار طرف پھینکی جاتی ہے۔ کیوں کہ جس جگہ سے آواز بھیجی جاتی ہے۔ اُس کے ارد گرد ایک محدود دائرہ تک جا سکتی ہے۔ اور جو آلہ کہ آواز بھیجتا ہے۔ وہ اس کا مرکز ہوتا ہے +

براڈ کاسٹنگ کے لئے صرف وایرلس کے چھوٹے چھوٹے کھمبے مکان کی سقف پر نصب ہونے چاہئیں۔ کیونکہ یہ ہی کھمبے ایتھر سے آواز لے کر تار کے ذریعہ نیچے لگے ہوئے آلہ میں پہنچاتے ہیں۔ یہ آلہ کمرہ میں رکھا رہتا ہے۔ اور جس طرح کہ گراموفون سے آواز آتی ہے۔ اسی طرح یہ بھی کام دیتا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ گراموفون مین آواز بھری رہتی ہے۔ اور اس آلہ میں آواز آتی جاتی ہے۔ شروع میں یہ ضرور تھا کہ ٹیلیفون کی طرح اِس آلہ کو کان میں لگانا پڑتا تھا۔ اور اگر کمرہ میں کوئی ذرا بھی بولا تو آواز صاف سنائی نہیں پڑتی تھی۔ لیکن اب اس میں اِس قدر ترقی کر دی گئی ہے کہ ایک وسیع کمرے میں ہر شخص لفظ بلفظ سُن سکتا ہے۔ صرف ایک پیچ کے دبانے کی ضرورت پڑتی ہے۔ وایرلس جن

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ٹو اپریٹر کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن اس میں اُس کی بھی احتیاج نہیں +

واقعی کتنی حیرت انگیز بات ہے۔ کہ آپ نشستگاہ میں بیٹھے ہوئے اپنے دوستوں کے ساتھ کئی کئی سو میل کے فاصلہ سے کسی جادو بیان مقرر کی آتشیں تقریر یا کسی مشہور گوئیے کا دلربایانہ نغمہ بآرام سُن سکتے ہیں۔ اور اُس کے ساتھ ہی ساتھ آپ کو کچھ دینا بھی نہیں پڑتا۔ پانسو سے لے کر ایک ہزار روپیہ کے اندر چھوٹے چھوٹے کھمبے تار اور آلے آپ کے مکان میں نصب ہو سکتے ہیں۔ پھر براڈ کاسٹنگ کمپنی کو سالانہ رقم دے دیجئے۔ تاکہ وہ روز ایک نیا پروگرام تیار رکھے۔ اس طرح آج مقرر کی جادو بیانی نے اپنا سکّہ جمایا۔ کل سرود کی سریلی دھن نے محظوظ کیا۔ پرسوں رقص کے گھونگروؤں نے مست کر دیا۔ اب آپ اور کیا چاہتے ہیں کہ نغمے سنیں۔ بینڈ سنیں۔ کنسرٹ سنیں۔ اب اِس بات کی بھی زحمت نہیں رہی کہ آج تھیئٹر دیکھنے کو جی چاہتا ہے مگر کیا کریں کہ کمبخت پانی ہے کہ تھمنے کا نام نہیں لیتا۔ یا آج اس قدر شدّت

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کی گرمی ہے کہ کپڑے پہننے وبال معلوم ہوتے ہیں ٭

یہی نہیں کہ یہ آرام صرف مکان ہی پر ملے بلکہ ریل پر۔ جہاز پر۔ حتےٰ کہ طیارہ پر بھی یہ دل خوش کن شغل ممکن ہے۔ مثلاً ریل میں آپ کہیں دُور دراز سفر کو جا رہے ہیں۔ آخر کتاب سے طبیعت اُکتا ہی جائیگی۔ کب تک کوئی کھڑکی کے باہر دیکھے۔ کب تک سوئے۔ وقت مقررہ پر اپنے کمرہ میں گئے۔ ایک پیچ کو دبایا۔ اور دل بہلانے والے نغمے آپ کی تکان کو دُور کر دینگے۔ یا کھانے کی گاڑی میں آپ محو طعام ہیں۔ کہ دفعتہً بینڈ کی سُریلی آواز کان میں پڑی۔ ریل کی تھکاوٹ بھی رہتی۔ اور کھانے کا لطف دُگنا ہو گیا۔ یا جہاز پر کہ جہاں ہفتوں آپ کو سوائے تختہ بندی (ڈیک) پا ادھر اُدھر ٹہلنے یا تاش کھیلنے کے اور کوئی شغل نہ ہو۔ شام ہوئی کہ کسی مشہور گائن کی سُریلی تانیں دل کو مست کرنے لگیں۔ یا کسی ماہر رقاصہ کے گھونگرو دل کے ساتھ نوک سنان کا کام کرنے لگے ٭

علاوہ دل بہلاوہ کے اِس ایجاد سے اور بھی بہت

سے فائدے ہیں - آپ کو کونسل کے الیکشن کے لئے کھڑا ہونا ہے - کیا آپ ہزارہا آدمیوں کو ایک ہی وقت میں خطاب کر سکتے ہیں ؟ یہ کیسے ممکن ہے ؟ مگر اِس آلہ کے ذریعہ سے آپ کی آواز سو گنی نہیں بلکہ ہزاروں گنی بڑھ جائیگی - اور ایک ہی وقت میں آپ مختلف مقامات پر ہزاروں آدمیوں کو مخاطب کر سکتے ہیں - جا بجا سفر کرنے کی تکلیف سے نجات ملی - اور ہر جگہ تقریر کرنے سے جان بچی - کیا یہ فائدہ کم ہے ؟ اور ماسوا اس کے اشتہار بازوں کو ایک اور موقع مل گیا - اس سے اشتہار دینے میں بہت آسانی ہو گئی - کوئی گائن گانا گانے کے بعد بآسانی کسی چیز کا ذکر کر سکتی ہے - مثلاً یہ کہ میں پیرس کا صابن استعمال کرتی ہوں اور فی الواقع اس سے بہتر صابن ہے ہی نہیں - لیجئے آم کے آم اور گٹھلیوں کے دام - آئی تو تھیں گانے کا بیڑا اُٹھا کر - اور اس طرح انہوں نے تھوڑے سے ٹکے سیدھے کر لئے - اِس طرح کی اشتہار بازی میں ایک اور فائدہ یہ ہے کہ سامعین بغیر سنے رہ بھی نہیں سکتے - یوں تو بہت لوگ اشتہارات پڑھتے ہیں - اور بہت سے تو اِس

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

قدر متنفر ہوتے ہیں کہ ادھر منہ ہی نہیں کرتے۔ لیکن یہ طریقہ کس قدر مفید اور پسندیدہ ہے ÷

اس کے باعث طالب علموں کی محنت۔ بیرسٹروں اور وکلا کی ریاضت بھی بچ گئی۔ اطبا کہتے ہیں۔ کہ دماغ انسانی کی دو حالتیں ہیں۔ ایک میں تو دماغ صرف حالتِ بیداری میں کام کرتا ہے۔ اور دوسری میں خواب میں۔ اس لئے اس نادر ایجاد سے خواب کی حالت میں سبق آسانی سے دئے جا سکتے ہیں۔ اور پھر لطف یہ کہ نیند میں خلل نہیں پڑ سکتا۔ امریکہ کے بحری مدرسہ میں ریڈیو کے ذریعہ خواب کی حالت میں تعلیم دی جاتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ خواب کی حالت میں سنی ہوئی بات نقش کالحجر ہو جاتی ہے۔ اور پھر مٹائے نہیں مٹتی۔ ریڈیو کا کام پانی کے پمپ کی طرح ہے۔ کہ کانوں کے ذریعہ دماغ میں باتیں بھر دیں۔ اس کے لئے صرف ایک خاص قسم کے آلہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ سوتے وقت اِس آلہ کو کان میں لگا کر بجلی کا بٹن کھول دیا۔ وقت مقررہ پر معلّم سب ضروری باتیں دماغ میں بھر دیگا۔ اور پھر یہ پتھر کی لکیر ہو جائینگی۔ وکیلوں کو مقدّمات۔ طلبا کو سبق۔ ایکٹروں کو پارٹ صرف

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

خواب میں یاد ہو جائینگے۔ نہ رٹنے کی زحمت نہ پڑھنے کی مشقت۔ کہا جاتا ہے کہ ایک شب سبق حاصل کر لینے میں طالبِ علم دوسرے روز شریک امتحان ہو سکتا ہے۔ یا ایک ایکٹر بغیر اپنا پارٹ یاد کئے دوسری شب بآسانی ایکٹ کر سکتا ہے۔ ایک وکیل بغیر قانونی کتاب دیکھے بحث کر سکتا ہے۔ کتنی محنت بچی!

امریکہ اور انگلینڈ میں اس نو ایجاد نے ایک شور برپا کر رکھا ہے۔ کئی کمیٹیاں قائم ہو گئی ہیں۔ اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ لنڈن کا کوئی مقرر اطمینان سے کرسی پر بیٹھا انگلینڈ اور امریکہ کے سامعین کو خوش کرتا ہے۔ ایک ایک جملہ صاف سنائی پڑتا ہے۔ مگر اتنے فاصلہ کے لئے نہایت اعلےٰ قسم کے آلوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ ابھی حال میں ایک ڈاکٹر نے یہ آلہ اپنے دل سے لگا لیا تھا۔ اور اس کے دل کی دھڑکن ڈیڑھ سو میل تک صاف سنائی پڑی۔ ایک ایک حرکت صرف سنائی ہی نہیں دی بلکہ گن بھی لی گئی۔ جب دل کی حرکت جو گھڑی کی کمانی کی کھٹکھٹاہٹ سے بھی آہستہ ہے۔ اس طرح صاف گوش گذار ہوئی تو انسانی آواز یا سریلے باجوں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کے نغمے کتنے صاف سنائی دینگے ۔

فی الحال ہندوستان جنّت نشان اس نعمت غیر مترقّبہ سے بہرہ ور نہیں ہے۔ اور اس کی وجہ شاید اس حرماں نصیب کا افلاس ہو۔ بہرکیف امید کی جاتی ہے کہ بہت جلد بمبئی کے متموّل تاجر کمر ہمّت باندھ کر ایسی کمپنی قائم کرینگے ۔

واقعی اِس نادر و عجیب ایجاد نے بنی نوع انسان کو کس قدر فائدہ اور آرام پہنچایا ہے ۔

جی۔ پی۔ بھٹناگر۔ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

سوالات

(۱) براڈ کاسٹنگ یا ریڈیو کا وجود کیوں ہے ؟

(۲) اس سے کیا فائدے ہیں ؟

(۳) ذیل کے محاوروں کی تشریح کرو :۔

(الف) آم کے آم اور گٹھلیوں کے دام۔

(ب) بیڑا اُٹھانا۔

(ج) ٹکے سیدھے کرلئے ۔

(۴) کیا اِس ایجاد سے صرف گھروں میں فائدہ اُٹھا سکتے ہیں ؟

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

باغِ دل

طلب سچی خوشی کی ہے تو اس گلزار میں آ کر
رگ گل میں تو موجِ بحرِ عرفاں کا تماشا کر
یہ باغِ دل ہے اور اس میں ہے گل عشق حقیقی کا
نظارہ اس کا جب ہو پہلے حاصل چشمِ بینا کر
پھنسا ہے تُو تو یار اور غیر۔ کفر و دیں کے جھگڑوں میں
تو اے کھوئے ہوئے گھر کے وہاں دیکھیگا کیا جا کر
دوئی اور غیریت سے تو سدا تکلیف پائے گا
کسی کا ہو کے رہ ۔ یا تو کسی کو یار اپنا کر
نہیں بادل سے تیری ذات سے بجلی نکلتی ہے
جو دانا ہے تو تُو پھر۔ برق خرمن مت اکٹھا کر
جو مل سکتا نہیں ہے یوں وہ مل جاتا ہے سپنے میں
تو سوتے جاگتے محویّت کامل کو پیدا کر
بصیرت کی طلب ہو تو نہ رکھ تو چشمِ نظّارہ
اگر ہو دید کی خواہش تو لاشے کو تماشا کر
جو ہے بازیچۂ وہم و گماں کا محوِ نظارہ
تو چشم نرگس حیراں سے ہر پتلی کو دیکھا کر
انانیت نہ ہو تجھ میں تو کیا دھڑکا رقیبوں کا
جو ہے منظور یار اپنا ہو تو غیروں کو اپنا کر

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

نہ ہوگی آس تو ڈر یاس کا کب غالب آئے گا
تمنّا وصل کی ہوگی تو چھا جائے گا ہجر آکر
یہ ہی ہے خود پرستی آپ کو ہر شکل میں دیکھے
یہ ہی ہے دیکھنا اے دیدہ ور کچھ بھی نہ دیکھا کر
یہ کہہ دینا تو ہے اک بات میں تو دو نہیں ذاتیں
تصوّر اور عمل میں اپنے تو یہ رنگ پیدا کر

کریگا صاف لوحِ دل تو وہ نقش اس میں پائیگا
کہ ساری ذہن کی مفروض شکلیں بھول جائیگا

پنڈت برجموہن ناتھ دتاتیریہ کیفی دہلوی

سوالات

(۱) اس نظم کا مفہوم کیا ہے ؟
(۲) نظمِ بالا میں مرکب اضافی اور مرکب توصیفی الگ الگ لکھو ۔
(۳) لاشے سے کیا مراد ہے ؟
(۴) ترکیب نحوی کرو ۔
رگِ گل میں تو موج بحرِ عرفاں کا تماشا کر

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

نفس کی قوّتیں

زمانۂ حال کی تحقیقات ڈنکے کی چوٹ کہہ رہی ہے کہ نفس کی کیفیتیں بھی بجائے خود چیزیں ہیں۔ قوتیں ہیں اور جان بخش و جاں کاہ قوّتیں ہیں۔ جن سے بڑھ کر اِس عالمِ اسباب میں اور کوئی قوت نہیں ہے۔ ہمارا ہر ایک خیال ایک معیّن شکل رکھتا ہے۔ ایک وجود رکھتا ہے۔ جسے اُس کی جان کہنا چاہئے۔ اس میں مخصوص طاقت اور قابلیت ہے۔ جس کی کیفیت اور کمیّت اس شخص کی حالت طرزِ زندگی پر موقوف ہے۔ جس کے دماغ میں اُس نے جنم لیا ہے۔ یہ سمجھنا کہ خیال کی ہستی نہیں۔ یہ بے قیام و بے ثبات ہے۔ نقش بر آب ہے۔ ہوا کا بلبلا ہے کہ خبر ہی نہیں۔ کہاں اُٹھا اور کہاں بیٹھا۔ غلط ہے۔ اس کی ہستی پائدار ہے۔ پیدا ہوتے ہی اس کی صورت معیّن ہوتی ہے۔ اسی وقت اپنی طاقت کو ساتھ لے کر نکلتا ہے۔ جو شخص ملتا ہے۔ جس کی زندگی سے ٹاکرا ہوتا ہے۔ اسی پر اپنا اثر ڈالتا ہے۔ اسی پر منتر مارتا ہے ؞

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

علم النفس کے محقق تجربے اور مشاہدے کے رُو سے آپ جانتے ہیں اور دوسروں پر ثابت کر رہے ہیں کہ روح کا تعلّق جسم سے کیا ہے اور کتنا ہے۔ اور وہ بدن پر کیسی حکومت کر رہی ہے۔ اُنہوں نے معلوم کر لیا ہے کہ ہر ایک خیال ہر ایک جذبہ اپنے اپنے جدا خواص رکھتا ہے۔ اور انہی خواص کے موافق ہراک کی تحریک اور تاثیر ہے۔ اس بنا پر خیالات اور جذبات کی فریق بندی بڑی صحت کے ساتھ کی گئی ہے۔ اوّل ہی اُن کے دو بڑے فریق ہیں۔ ایک ادنےٰ ایک اعلےٰ۔ فریق ادنےٰ میں بغض۔ عداوت۔ حسد۔ کینہ۔ غضب وغیرہ شامل ہیں۔ جب ان میں سے کوئی کیفیت غلبہ پاتی ہے۔ بدن میں آگ لگ اُٹھتی ہے۔ ایک قسم کا زہر گھل جاتا ہے۔ گویا کسی نے تیزاب پلا دیا ہے۔ جو اندر ہی اندر بدن کو کھائے جاتا ہے۔ اور تمام اخلاط اور رطوبت کو زہر آلودہ کر کے دشمن جان بنا دیتا ہے۔ غصّے کی کیفیّت کون نہیں جانتا۔ ایک لمحے کا غیظ و غضب سینے میں طوفان برپا کر دیتا ہے۔ تمام اخلاط و رطوبات کو تلخ و ترش کر دیتا ہے۔ بھلا جب دو چار منٹ کے غصّہ کا یہ حال ہے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

تو گھڑی دو گھڑی دو چار پہر - ایک دو روز کے غصّے کا تو خدا ہی حافظ ہے۔ متواتر غصّے سے کیونکر صحت میں فرق نہ آئیگا؟ اس سے تو وہ مرض پیدا ہونگے جن کی دوا لقمان کے ہاں بھی نہیں ملتی - اور ایک مرض کیا اکثر مرض نفس کی حرکاتِ قبیحہ اور جذبات رذیلہ سے پیدا ہوتے ہیں - پہلے اندر ہی اندر طبیعت میں مرض گھر کر لیتا ہے - تب کہیں مادی جسم میں اس کا ظہور ہوتا ہے۔ زندگی کے سوتیں اندر سے باہر کی طرف رواں ہوتی ہیں - جتنا دُکھ درد ہے باہر سے آ کر ہمارے اندر داخل ہوتا ہے - بلکہ اس کی جڑ ہمارے نفس میں پھوٹتی ہے - زاں بعد اس کے برگ و شاخ جسم میں نمودار ہوتی ہیں - خوف - حسد - بغض - کینہ - غضب .... سب بیماری کا گھر ہیں - ان میں سے ایک بھی تو ایسا نہیں کہ زہر کی خاصیت نہ رکھتا ہو - اور طرح طرح کے مخصوص مرض پیدا نہ کرتا ہو *

فریق اعلیٰ میں حلم - عفو - امید - محبّت - تواضع - تلطّف - خوش مزاجی داخل ہیں - یہ وہ چیزیں ہیں - جن کی بدولت بدن میں زندگی کی سوتیں شروع

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہوتے ہیں - جن سے ہاتھ پاؤں کھلتے ہیں - سینہ فراخی پاتا ہے - بصارت میں نور آتا ہے - زبان میں میٹھاپن ہوتا ہے - طبیعت ہشاش اور بشاش رہتی ہے - ان کے نام ہی کہے دیتے ہیں کہ یہ انسان کے اصلی اور ازلی یار و مددگار ہیں - قانونِ صحت کے یہی اصول ہیں - سلامتی کے بربط کے لئے یہی تار ہیں - خوش باشی اور خوش گذرانی کی معجون کے یہی اجزا ہیں - ہر ایک جزو اکسیر کا حکم رکھتا ہے - مجموعے کا تو کہنا ہی کیا ہے! جس کے خون میں یہ اجزا سرایت کرینگے - اُس کے بدن میں کونسی بیماری کا مادہ ہوتا ہے؟ بالفرض کسی طرح کوئی مرض لاحق بھی ہو جائے - تو ان کے سامنے وہ کب کھڑا رہ سکتا ہے؟ یہ وہ نسخہ ہے کہ کایا پلٹ دے - حواس کو تازگی اور طاقت بخشے - دماغ آسمان سے باتیں کرے - ہر ایک رگ و ریشہ جملہ اقسام فساد سے پاک ہو - ایڑی سے چوٹی تک صحتِ کامل اور طاقتِ وافر کا نمونہ بنے - اور خط و خال میں ایک نورانی جمال مثل فرشتوں کے نمودار ہو +

پروفیسر جیارام ایم - اے مرحوم

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سوالات

(۱) علم النفس کی تشریح کرو ٭

(۲) مضمون نگار نے خیالات اور جذبات کی فریق بندی کس طرح کی ہے ۔مفصل بیان کرو ٭

(۳) ڈنکے کی چوٹ کیا محاورہ ہے ؟ اور اس کا محل استعمال کیا ہے ؟

(۴) ذیل کے الفاظ کے فقرے بناؤ :-

اکسیر ۔ بصارت ۔ تیزاب ۔ بلبلہ ۔ معیّن ٭

میں سب جج ہوں ۔ سب جج درجہ اوّل ۔میرے دیوانی اختیارات غیر محدود ہیں ۔ بحیثیت مجسٹریٹ مجھے دفعہ تیس کے اختیارات حاصل ہیں ۔ میں مجرم کو اور ملزم کو بھی سات سال قید کر سکتا ہوں ۔ جس وقت عدالت کے کمرے میں اجلاس فرماتا ہوں ۔ تو نمرود مزاج ۔ شدّاد سرشت ۔ فرعون طبیعت اور ضحاک خصال بن جاتا ہوں ۔ انسانی کمزدریاں مجھے دکھائی نہیں دیتیں ۔ میں سخت گیر ہوں ۔ میں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

تند خو ہوں - میں کج خلق ہوں - چالانی مقدّمات میں کئی بار میرے ضمیر نے مجھے خبردار کیا - کہ ملزم بیگناہ ہے - لیکن مصلحتِ ملازمت نے مجھے اجازت نہ دی کہ ملزم بری کر دیا جائے - میرے خیال میں ملزم کو رہا کرنا سیشن جج کا کام ہے +

ایک دن میں چالانی مقدّمہ کی سماعت کر رہا تھا - یکایک ایک دراز قد فقیر بے نواؤں کے لباس میں میرے کمرے میں آیا - اس فقیر کا رنگ سُرخ و سپید تھا - آنکھیں دُور بینی کے نور سے منوّر تھیں - اور چہرہ سے جلال برس رہا تھا - فقیر کو دیکھ کر میں چیں بر جبیں ہُوا - پھر گرم ہو کر بولا کہ سائیں یہ بازار نہیں ہے - عدالت کا کمرہ ہے - فقیر نے بلند آواز سے قہقہہ مارا - اور کہا غلط ہے - یہ عدالت نہیں ہے - یہ مقتل ہے - وہ مقام جہاں انصاف فروخت کیا جاتا ہے - جہاں انصاف پانے کو سائل اپنے مقدور سے بڑھ کر روپے صرف کرے - جہاں حاکمِ عدالت کو قانون بتانے اور قانون سمجھانے کو مدّعی یا مدّعا علیہ کو اپنے خرچ سے وکیل کرنا پڑے - مقتل سے بدتر ہے - چہ خوش جج اہلکار سرکار ہو -

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

معقول تنخواہ پائے اور پھر اُسے وکیل قانون بتائے۔ ضابطہ سمجھائے۔ اور جو کام وکیل جج کے فائدے کے لیئے کرے۔ اُس کا بار سائل اُٹھائے۔ اور اخراجاتِ مقدّمہ میں تباہ ہو جائے۔ اگر سرکار کے جج یا مجسٹریٹ اس قابل نہیں ہیں کہ خود قانون سمجھیں یا مشکلاتِ مقدّمہ کو حل کر سکیں۔ تو وہ شوق سے وکلا کو بلائیں۔ لیکن سائل اُن کا محنتانہ ادا کیوں کرے۔ کیوں نہ یہ بار سرکار کے ذمّہ پڑے۔ جس کا فرض ہے کہ رعیّت ظلم سے امین رہے۔ اور انصاف سے بہرہ ور ہو۔ کیا یہ عدالت ہے۔ جہاں مقدمات میں گھاس کاٹی جاتی ہے۔ جہاں مقدماتِ فیصل شدہ کی تعداد پوری کرنے کو تعمیل کی پروا نہیں ہوتی۔ جہاں دروازہ آباد کی تعمیل کافی سمجھی جاتی ہے۔ جہاں سمن بذریعہ ڈاک بھیجے جاتے ہیں۔ اور روانگی تعمیل سمجھ لی جاتی ہے۔ جہاں پیادے کی جھوٹی رپورٹ کو کلامِ وحی کا رُتبہ دیا جاتا ہے۔ اور جہاں گواہان کا انتظار اقتضائے رائے عدالت پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ کیا یہ ہی طریقہ عمل مغرب میں بھی رائج ہے۔ جہاں تہذیب کا آفتاب نصف النّہار میں ہے۔ یا صرف تیرہ خاکِ ہند کے لیئے مخصوص ہے۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

یہ کہہ کر اس قلندر نے ایک نعرہ مارا - اور عدالت کے کمرے سے نکل گیا۔ اس کی موجودگی میں مجھ پر کچھ ایسا رعب طاری ہوُا کہ زبان پر مُہر لگ گئی - جب وہ چلا گیا تو مجھے ہوش آیا۔ میں نے کڑک کر کورٹ انسپکٹر کو کہا کہ اس کنگلے کو میرے روبرو پیش کرو -اُسے توہینِ عدالت میں سزا دینا چاہتا ہوں -اُس نے سپاہی دوڑائے -مگر قلندر چھلاوے کی طرح ایسا غائب ہوُا کہ کسی کو نہ ملا -

---

میں پنجاب یونیورسٹی کا گریجویٹ ہوں -مقابلہ کی بدولت حاکمِ عدالت ہوُا - طالب علمی کے زمانہ میں مجھے مطالعہ کا نہایت شوق تھا -لیکن ملازمت کرکے میری کایا پلٹ گئی - کتابوں کو طاقِ نسیان پر رکھ دیا اور ادبی رسالہ جات سے اس طرح بھاگنے لگا جیسے لاحول سے شیطان - صرف ٹری بیون اخبار میرے لئے مطبخ ذوق تھا - کچہری ٹھیک دس بجے جاتا اور وہاں سے چار بجے آتا اور پھر شام تک آرام چوکی پر بیٹھ کر دھواں دھار حُقہ اڑانا میرا معمول تھا - ہوا خوری سے مجھے نفرت تھی - اپنے ضلع میں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

لوگوں سے ملنا میرے خیال میں باعثِ بدنامی تھا۔ اور وکلا کو منہ لگانا اُنہیں گستاخ بنانا ✢

قلندر کی بے باکانہ گفتگو نے میرے دل پر کچھ ایسا اثر کیا کہ میری طبیعت بدمزہ ہو گئی۔ مجھے غصّہ یہ تھا کہ کیوں میں نے اس زبان دراز گستاخ اور منہ پھٹ بے نوا کی خبر نہ لی اور اُسے حوالات میں بھیج کر عوام النّاس پر اپنا رُعب نہ جمایا۔ رات کو جب پلنگ پر لیٹا۔ تو اُسی فقیر کی صُورت میری آنکھوں میں پھر رہی تھی۔ رفتہ رفتہ مجھ پر غنودگی طاری ہونے لگی اور میں سو گیا ✢

یکایک مجھے ایسا معلوم ہوُا کہ کسی نے میری چارپائی اُلٹ دی۔ اور میں آنکھیں ملتا ہوُا اُٹھ بیٹھا۔ پھر جو میری آنکھیں اچھی طرح کھلیں۔ تو میرے ہوش اُڑ گئے۔ اس وقت میں کہیں اور تھا اب نہ وہ میرے لوگ تھے اور نہ وہ میری جا۔ ایک اجنبی ملازم حُقّہ تازہ کر رہا تھا۔ مجھے کہنے لگا کہ لالہ جی دروازے پر پولیس کا پہرہ ہے۔ اب کیا کیا جائے! میں نے کہا کہ ابے دیوانہ ہوُا ہے۔ ہم لالہ جی نہیں ہیں۔ ہم تو جج ہیں۔ یہ کس

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کا مکان ہے؟ اور ہم یہاں کیسے آ گئے؟ ہم تو اپنے مکان میں سوئے تھے۔ یہ کیا طلسم ہے؟ ملازم حیران ہو کر کہنے لگا۔ لالہ جی معلوم ہوتا ہے کہ پولیس کے ڈر سے آپ پریشان ہو کر بہکی بہکی باتیں کر رہے ہیں۔ آپ تو دوکاندار ہیں۔ آپ جج کہاں سے بن گئے! یہ سُن کر میرا خون خشک ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد آفتاب طلوع ہوُا۔ تھانہ دار نے دروازہ کھلوایا۔ مکان کی تلاشی لی۔ اور مال مسروقہ کی گٹھڑی برآمد کر کے مجھے کشاں کشاں کوتوالی لے گیا۔ راہ میں جو مجھے دیکھتا تھا۔ وہ ہنستا تھا۔ سپاہی مجھے گالیاں دیتے تھے۔ مخبر مجھے کوستے تھے۔ اور میں اُن کا منہ تکتا تھا۔ ایک دفعہ جھلا کر میں نے تھانہ دار کو کہا کہ تمہارے لیئے بہتر نہ ہوگا۔ تم نے مجھے نہیں پہچانا۔ میں جج ہوں۔ یہ سُن کر اُس نے ایک ہیڈ کانسٹبل کی طرف اشارہ کیا۔ اور کہا۔ کہ چڈا گلخیرو پاگل بنتا ہے۔ ذرا اس کی دعوت کر دو۔ وہ مجھے ایک طرف لے گیا۔ پہلے تو خوب کفش کاری کی۔ پھر درخت سے لٹکا دیا۔ اور مرچوں کی دھونی دی۔ اس وقت میری جان پر بنی ہوئی تھی۔ جب ملزم اقبالِ مجرم

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

لکھوانے میرے روبرو آتے تھے۔ تو کبھی کبھی تشدد کی شکایت کرتے تھے۔ اور مجھے یقین نہ آتا تھا۔ اب میری آنکھیں کھلیں۔ میں آپ سے کیا بیان کروں۔ کہ میں کس عذاب میں تھا۔ ایک سپاہی مجھ پر مامور تھا اور اس کو حکم تھا کہ مجھے سونے نہ دے۔ جس وقت میں آنکھ بند کرتا یا اونگھتا تو وہ مجھے ایک لات رسید کرتا تھا۔ تیسرے دن جب تھانہ دار نے دیکھا کہ ان تلوں میں تیل نہیں تو چالان مرتب کرکے مجھے چلتا کیا۔

میں عدالت میں زیر دفعہ ۴۱۱ مجموعہ تعزیراتِ ہند مال مسروقہ لینے کے الزام میں پیش ہوا۔ میں نے دیکھا کہ جج صاحب میرے دوستوں میں سے ہیں۔ میری باچھیں کھل گئیں اور شکر کیا کہ وہ مجھے پہچان کر مہربانی کریں گے۔ لیکن ؎

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

جج صاحب نے مجھ سے آنکھ تک نہ ملائی۔ ایک دفعہ میں نے سلام کرنا چاہا تو انہوں نے منہ پھیر لیا۔ اور ناآشنا محض ہو گئے۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

مقدمہ چلانے سے پہلے وہ سررشتہ دار سے
مخاطب ہو کر کہنے لگے۔ منشی جی اِس ماہ میں
سو دیوانی مقدمات فیصلہ نہیں ہو سکے۔ جواب
طلب ہوگا۔ بہتر ہوگا کہ مہینے کے اخیر میں
بیس تیس مقدمات داخلِ دفتر کر دئے جائیں۔
ماہ آئندہ میں یہ برآمد ہو جائینگے۔ سررشتہ دار
نے بڑے زور سے تائید کی۔ تھوڑی دیر کے
بعد انہوں نے اجرا کا کام شروع کیا۔ اور
وارنٹ گرفتاری مور و ملخ کی طرح جاری ہونے
لگے۔ ایک اجرا زائد از سال تھی۔ اس میں
نوٹس مدعیوں کے نام لازمی تھا۔ درخواستِ اجرا
پر نوٹس جاری ہؤا تھا۔ مگر تعمیل نہ ہوئی تھی۔
ڈگریدار نے عدم پیروی میں درخواستِ اجرا داخلِ
دفتر کرا کے دوسرے دن پھر درخواستِ جدید
برائے اجرائے ڈگری دے دی تھی۔ حالانکہ
سابقہ مرحلہ سے پھر نوٹس جاری ہونا چاہئے
تھا۔ مگر ایسا نہ ہؤا۔ عدالت نے جدید درخواست
اندر سال تصوّر کرکے وارنٹ گرفتاری بلا نوٹس
ڈگری یکطرفہ میں جاری کر دیا۔ میں نے دیکھا
کہ وہ ہی بے ضابطگیاں جو جلدی فیصلہ کرنے
کے خیال سے میں ہر روز کیا کرتا تھا۔ اس

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

عدالت میں بھی ہو رہی تھیں۔ اور جج صاحب زیادہ فیصلے دکھانے کے لئے گھاس کاٹ رہے تھے۔ گھاس نہیں کاٹ رہے تھے۔ انصاف کا خون اور اپنا نامۂ اعمال سیاہ کر رہے تھے۔ وہ ڈگریدار سے بڑی ہمدردی کر رہے تھے۔ اور مدیون کو کشتنی سوختنی اور گردن زدنی جان کر قابل دار سمجھتے تھے۔ اب بے اختیار میرے منہ سے نکلا کہ ایسی کار گذاری پر کہ جس میں انصاف کا خون ہو جائے۔ تین حرف ۔

جج صاحب دیوانی کام سے فارغ ہو گئے تو فوجداری مقدمات کی باری آئی۔ میں دروازے کے ساتھ بیٹھا ہوا سب حال دیکھ رہا تھا۔ گو اُس وقت پولیس کے نرغہ میں تھا۔ میں نے کسی کو کچہری کے احاطہ میں کہتے سُنا تھا کہ جج صاحب شریفوں کے دشمن ہیں۔ اگر کوئی بدقسمتی سے پھنس جائے تو اُسے پامال کئے بغیر نہیں رہتے۔ میں کانپتا ہوا روبرو گیا۔ مجھے دیکھ کر اُن کا چہرہ بیر بہوٹی کی طرح سُرخ ہو گیا۔ کڑک کر بولے کہ ہم عدالتی کارروائی میں کبھی رعایت نہیں کر سکتے۔ میں نے کہا کہ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کون مردود کہتا ہے کہ رعایت کرو۔ مگر انصاف
تو کرو۔ اس پر بگڑ کر بولے کہ ابے ہم ظالم
ہیں! کیا ہم انصاف نہیں کرتے؟ رسّی جل گئی
لیکن بل نہیں گیا۔ تو اس قابل ہے کہ تجھے
سزائے تازیانہ دی جائے۔ گستاخ۔ پاجی۔ رذیل
کہیں کا۔ یہ سُن کر میں سُنّ ہو گیا اور پھر
نہ بولا۔ میرے خلاف گواہان پیش ہونے لگے۔
سرکاری وکیل بھی پولیس کی درخواست پر حاضر
تھا۔ مگر بجائے اس کے کہ نیک نیّتی سے
مقدمہ کی پیروی کرتا اور اصلیّت ظاہر کرتا۔
پنجے جھاڑ کر پیچھے پڑا ہوُا تھا۔ گواہان کو
ڈراتا تھا۔ دھمکاتا تھا۔ لقمے دیتا تھا۔ اور
اُنسے مفید استغاثہ فقرے جبراً کہلواتا تھا۔ سرکاری
وکیل اگر ڈال ڈال تھا تو جج پات پات۔
مجھے یقین ہو گیا کہ اب دامِ بلا تیار ہو گیا۔
اور اس سے خلاصی نا ممکن ہے۔ میں اس حال
میں گرفتار تھا۔ اور اپنے آپ کو کوس رہا تھا۔
کہ یہ مکافاتِ عمل ہے۔ نہ میں بہ حیثیت جج
ظلم و ستم کرتا۔ نہ اِس مصیبت میں پھنستا۔
لیکن چڑیاں کھیت چُگ گئی تھیں۔ اب پچھتائے
سے کیا بنتا تھا۔ اب میں کیفیّتِ طلسمی میں

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

گرفتار تھا۔ مجھے اپنے تن بدن کا ہوش نہ تھا۔ کچہری کی کارروائی میری آنکھوں میں جادو کی لالٹین کی متحرک تصویر تھی۔ یکا یک مجھے ایسا معلوم ہوا کہ موت کی گھنٹی بجنے لگی اور جج نے کرخت اور مہیب آواز میں فرد جرم سُنا کر صفائی طلب کی۔ میری آنکھوں کے آگے اندھیرا آ گیا۔ اور میرا سر چکرانے لگا۔ اب مجھے معلوم ہوُا کہ بیگناہ ملزموں کا فرد جرم سُن کر یہ ہی حال ہوتا ہوگا۔ میں نے مایوسانہ نگاہ سے جج کی طرف۔ سرکاری وکیل کی طرف۔ کورٹ انسپکٹر کی طرف دیکھا۔ لیکن کسی کی آنکھ میں اس وقت مجھے مروّت یا رحم کی جھلک نہ دکھائی دی۔ اور میرا جی ڈوب گیا ؀

پھر جب مجھے ہوش آیا تو میں اصلی مکان میں موجود تھا۔ بیہوشی سے پہلے میں ملزم تھا۔ اور اب پھر جج اور مجسٹریٹ۔ لیکن اسے آپ خواب سمجھیں یا شعبدۂ تصوّر۔ یا کرشمۂ تخیّل۔ اب میری سابقہ اور موجودہ حالت میں زمین اور آسمان کا فرق ہے۔ اب میں خلیق۔ متحمّل۔ غمگسار۔ رحمدل اور نیک نیت جج ہوں۔ اب

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

میں انصاف کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اور مقدمات کی تعداد پوری کرنے کے لئے گھاس نہیں کاٹتا۔ اب میں ملزم کو جب تک جرم ثابت نہ ہو۔ بیگناہ سمجھتا ہوں۔ اب میں بے دھڑک بے گناہ کو بری کر دیتا ہوں - اور دیوانی مقدمات میں اگر کوئی شریف مدیون ہو تو اُسے ذلیل نہیں کرتا۔ بلکہ اُسے ہر قسم کی سہولت دیتا ہوں کہ وہ آسانی سے قرضہ ادا کر دے۔ اب میں فیصلہ لکھنے کے وقت کبھی اصلیت کو نہیں چھپاتا۔ نہ مسل کے باہر جاتا ہوں۔ نہ مسل کا پیٹ بھرتا ہوں۔ نہ زبردستی سزا دینے کو زمین و آسمان کے قلابے ملاتا ہوں ❊

خان احمد حسین خاں

سوالات

(۱) اس کہانی میں مصنف نے کیا سبق پڑھایا ہے ؟

(۲) جج کا خواب اپنے الفاظ میں بیان کرو ❊

(۳) ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ :-

مقتل - اقتضائے رائے عدالت - نصف النہار - چھلاوا - مطبخ ذوق - بے باکانہ - مال مسروقہ - چڈا گلگیرو ❊

(۴) باچھیں کھل گئیں کیا محاورہ ہے اور کس موقعہ پر

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بولا جاتا ہے ؟

(۵) ذیل کے الفاظ پر مختصر نوٹ لکھو :۔

نمرود ۔ شدّاد ۔ فرعون ۔ ضحاک ۔

(۶) شعبدۂ تصویر ۔ اور کرشمۂ تخیل سے کیا مراد ہے ؟

شہاب ثاقب

شہاب ثاقب سماوی حملے ہیں جو سال کے اکثر حصّہ میں آسمان پر ایک سرے سے دوسرے سرے تک آگ کے انگارے چھوڑتے نظر آتے ہیں ۔ اس علم کے حاصل کرنے والے مبتدی طالب علم کے لئے یہ جاننا واقعی حیرت انگیز ہے کہ بعض ستارے آسمان کے تاریک اور سرد حصّہ سے نہایت تیزی کے ساتھ دُنیا کی جانب آتے ہیں ۔ زمین کے اوپر مختلف اقسام کی فضائے بسیط پھیلی ہوئی ہے ۔ جس وقت وہ تارا ان میں داخل ہوتا ہے تو ان میں سے اس کا نکلنا دشوار ہو جاتا ہے ۔ یہاں تک کہ وہ راستہ میں ہی جل کر راکھ ہو جاتا ہے ۔ مسٹر رینارڈ کا بیان ہے کہ ٹوٹنے والے تارے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

جن کی روشنی ہم دیکھتے ہیں۔ ہماری زمین کی فضائے بسیط میں ہی ہوتے ہیں۔ جن کا فاصلہ ہم سے کچھ کم و بیش سو میل ہوتا ہے۔ اور سطح سمندر سے ستر میل کے قریب آتے آتے وہ راکھ ہو کر بالکل فنا ہو جاتے ہیں۔ یہ ستارے پتھر اور لوہے سے مرکب ہوتے ہیں ٭

بعض تارے جو اس فضا میں داخل نہیں ہوتے۔ اپنے مختصر سفر میں خود بخود روشن ہو کر اپنے محور پر پہنچ جاتے ہیں۔ لیکن آگ نکلنے کی وجہ سے ان کی جسامت میں بہت فرق آ جاتا ہے۔ جو ستارے زمین کی اوپر کی گیسوں میں پھنس کر سطح سمندر سے پچاس ساٹھ میل اوپر تک آتے آتے نیست و نابود ہو جاتے ہیں۔ سب سے زیادہ روشن معلوم ہوتے ہیں ٭

غرض زمین کے اوپر کی گیسیں ان آتشیں دشمنوں سے زمین کی مخلوق کو بچانے کے لئے ڈھال کا کام دیتی ہیں۔ ورنہ یہ سماوی بلائے بے درماں ایک دن میں کئی کئی بار نازل ہو کر ہمیں تباہ و برباد کرنے میں کوئی

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کر نہ اٹھا رکھتی۔ یاد رہے کہ یہ تارے جب زمین
کی جانب آتے ہیں تو اُن کی رفتار ۱۵ سے ۴۵
میل فی سیکنڈ ہوتی ہے۔ اس میں شک نہیں
کہ یہ تارے عموماً رات کو ہی نظر آتے ہیں۔
لیکن یقیناً دن کو بھی ان کے حملے ہوتے ہیں۔
جو دن کی روشنی کی وجہ سے ہمیں نظر نہیں
آتے۔ بہر حال لوہے اور پتھر کی یہ بارش ہمیشہ
جاری رہتی ہے۔ یورپ کے ایک مشہور منجم
کا کیسا سچا مقولہ ہے کہ "آسمان پتھروں سے
بھرا پڑا ہے"۔

پروفیسر ایچ۔ اے نیوٹن نے اندازہ کیا ہے
کہ کم از کم چالیس کروڑ تارے روزانہ زمین کی
جانب آتے ہیں۔ ان میں کچھ ہم دیکھ سکتے
ہیں اور کچھ نظر نہیں آتے۔ اندھیری راتوں
میں چونکہ روشنی کم ہوتی ہے۔ ہمیں تارے
ٹوٹتے ہوئے زیادہ نظر آتے ہیں۔ اگر فرض کر
لیا جائے کہ اس قیاسی تعداد کا سواں حصّہ ہی
دن میں تاروں کی تعداد ہے تو خیال کیجئے کہ
اوپر کی ہوا ہماری حفاظت میں ڈھال کا کام
نہ دیتی تو اس زمین کی مخلوق کا کیا حال
ہوتا؟ ہم آگ۔ پتھر اور لوہے کی بارش میں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کیونکر زندہ رہ سکتے تھے ؟

یہ حال کی تحقیق ہے کہ ہوا صرف ہمارے تنفّس ہی کے لئے مفید نہیں بلکہ خطرناک لوہے، پتھر اور آگ کی بارش جو ہر چہار جانب سے ہم پر ہوتی ہے۔ اس کو وہ بالکل فنا اور بے ضرر کر دیتی ہے ؎

غور کا مقام ہے کہ اگر زمین کے اوپر ہوا میں اس بلائے بے درماں کی روک تھام کی قابلیت نہ رہے تو ہم مخلوق ارضی کی حالت کیسی کس میرسی کی ہو جائے۔ لیکن یقین ہے کہ ہوا کے ہلکا اور اس کام کے لئے نا اہل ثابت ہونے میں کم از کم متعدد صدیاں گذر جائینگی ؎

آسمان کے ایک کرہ کے گرد ہوا نے ہلکی ہو کر اپنا یہ کام چھوڑ دیا ہے۔ یہ کرہ ماہتاب ہے۔ اس کے ہر چہار جانب کی ہوا ہلکی پڑ گئی ہے۔ اور وہ اب ان ۳ آتشیں حملوں کو روکنے سے قطعاً قاصر ہے۔ اسی وجہ سے چاند میں پہاڑ بالکل نیست و نابود ہوتے جاتے ہیں۔ ۱۵۔ اور ۴۵ میل فی سیکنڈ کی رفتار سے یہ آتشیں گولے گر کر پہاڑیوں میں گھس جاتے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اور اُن کے ٹکڑے اڑا دیتے ہیں۔ غرض کرۂ ماہتاب کی سطح بالکل برابر ہوتی جاتی ہے۔ اب چاند میں پہاڑوں کا صرف ایک سلسلہ رہ گیا ہے۔ اور ان حملوں کو دیکھ کر کہا جا سکتا ہے کہ ایک نہ ایک دن یہ بھی بالکل نیست و نابود ہو جائیگا ۔

زمین کے گرد فضائے بسیط کی موٹائی کم از کم دو سو میل ہے۔ ماہرینِ فن کا مقولہ ہے کہ ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے۔ جب شہاب ثاقب کی روشنی میں ہم ماہتاب کے تمام حالاتِ طبقی خود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر سکیں گے ۔

شبیر مارہروی

سوالات

(۱) شہاب ثاقب کسے کہتے ہیں؟
(۲) یہ آسمانی گولے ہمیں تباہ کیوں نہیں کر دیتے؟
(۳) کیا تارے دن کو نہیں ٹوٹتے؟
(۴) پروفیسر نیوٹن کی رائے اپنے الفاظ میں بیان کرو ۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

عرضِ حال

بچپن کا زمانہ جو کہ حقیقت میں دنیا کی بادشاہت کا زمانہ ہے۔ ایک ایسے دلچسپ اور پُر فضا میدان میں گذرا۔ جو کلفت کے گرد و غبار سے بالکل پاک تھا۔ نہ وہاں ریت کے ٹیلے تھے نہ خار دار جھاڑیاں تھیں۔ نہ آندھیوں کے طوفان تھے نہ باد سموم کی لپٹ تھی۔ جب اس میدان سے کھیلتے کودتے آگے بڑھے تو ایک اَور صحرا اس سے بھی زیادہ دلفریب نظر آیا۔ جس کے دیکھتے ہی ہزاروں ولولے اور لاکھوں امنگیں خود بخود دل میں پیدا ہو گئیں۔ مگر یہ صحرا جس قدر نشاط انگیز تھا۔ اسی قدر وحشت خیز تھا۔ اس کی سرسبز جھاڑیوں میں ہولناک درندے چھپے ہوئے تھے۔ اور اُس کے خوشنما پودوں پر سانپ اور بچھو لپٹے ہوئے تھے۔ جونہی اس کی حد میں قدم رکھا۔ ہر گوشہ سے شیر و پلنگ اور مار و کژدم نکل آئے۔ باغِ جوانی کی بہار اگرچہ قابل دید تھی۔ مگر دنیا کے مکروہات سے دم لینے کی فرصت نہ ملی۔ نہ

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

خود آرائی کا خیال آیا۔ نہ عشق و جوانی کی ہوا لگی۔ نہ ملاقات کی لذت اٹھائی۔ نہ فراق کا مزا چکھا۔ ؎

پنہاں تھا دام سخت قریب آشیانے کے
اڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے

البتہ شاعری کی بدولت چند روز جھوٹا عاشق بننا پڑا۔ ایک خیالی معشوق کی چاہ میں برسوں دشت و جنوں کی وہ خاک اڑائی کہ قیس و فرہاد کو گرد کر دیا۔ کبھی نالۂ نیم شبی سے ربع مسکوں کو ہلا ڈالا۔ کبھی چشمِ دریا بار سے تمام عالم ڈبو دیا۔ آہ و فغاں کے شور سے کرّوبیوں کے کان بہرے ہو گئے۔ شکایتوں کی بوچھاڑ سے زمانہ چیخ اٹھا۔ طعنوں کی بھرمار سے آسمان چھلنی ہو گیا۔ جب اشک کا تلاطم ہوا تو ساری خدائی کو رقیب سمجھا۔ یہاں تک کہ آپ اپنے سے بدگماں ہو گئے۔ جب شوق کا دریا امڈا تو کشش دل سے جذبِ مقناطیسی اور قوتِ کہربائی کا کام لیا۔ بارہا تیغ ابرو سے شہید ہوئے اور بارہا ایک ٹھوکر سے جی اٹھے۔ گویا زندگی ایک پیراہن تھا کہ جب چاہا اتار دیا اور جب چاہا پہن لیا۔ میدانِ قیامت میں اکثر گذر ہوا۔ بہشت

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

و دوزخ کی اکثر سیر کی۔ بادہ نوشی پر آئے تو خُم کے خُم لنڈھا دئے۔ اور پھر بھی سیر نہ ہوئے۔ کبھی خانۂ خمار کی چوکھٹ پر جبہ سائی کی۔ کبھی مے فروش کے در پر گدائی کی۔ کفر سے مانوس رہے۔ ایمان سے بیزار رہے۔ پیر مغاں کے ہاتھ پر بیعت کی۔ برہمنوں کے چیلے بنے۔ بُت پوجے۔ زنّار باندھا۔ قشقہ لگایا۔ زاہدوں پر پھبتیاں کہیں۔ واعظوں کا خاکہ اُڑایا۔ دیر اور بُت خانہ کی تعظیم کی۔ کعبہ اور مسجد کی توہین کی۔ خُدا سے شوخیاں کیں۔ نبیوں سے گستاخیاں کیں۔ اعجاز مسیحی کو ایک کھیل جانا۔ حُسن یوسف کو ایک تماشا سمجھا۔ غزل کہی تو پاک شہدوں کی بولیاں بولیں۔ قصیدہ لکھا تو بھاٹ اور بادخوانوں کے منہ پھیر دئے۔ ہر مشتِ خاک میں اکسیرِ اعظم کے خواص بتلائے۔ ہر چوب خشک میں عصائے موسوی کے کرشمے دکھائے۔ ہر نمرودِ وقت کو ابراہیم خلیلؑ سے جا ملایا۔ ہر فرعونِ بے سامان کو قادرِ مطلق سے جا بھڑایا۔ جس کے مدّاح بنے اُسے ایسا بانس پر چڑھایا کہ خود ممدوح کو اپنی تعریف میں کچھ مزا نہ آیا۔ غرض نامۂ اعمال ایسا سیاہ کیا کہ کہیں سفیدی

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

باتی نہ چھوڑی +

بیس برس کی عمر سے چالیسویں سال تک
تیلی کے بیل کی طرح اُسی ایک چکّر میں پھرتے
رہے۔ اور اپنے نزدیک سارا جہان طے کر چکے۔
جب آنکھیں کھلیں تو معلوم ہوُا کہ جہاں سے
چلے تھے۔ ابھی تک وہیں ہیں +

نگاہ اٹھا کر دیکھا تو دائیں بائیں۔ آگے
پیچھے ایک میدان وسیع نظر آیا۔ جس میں بے
شمار راہیں چاروں طرف کھُلی ہوئی تھیں۔ اور
خیال کے لیئے کہیں عرصہ تنگ نہ تھا۔ جی میں
آیا کہ قدم آگے بڑھائیں اور اس میدان کی
سیر کریں۔ مگر جو قدم بیس برس تک ایک چال
سے دوسری چال نہ چلے ہوں۔ اور جن کی
دوڑ گز دو گز زمین میں محدود رہی ہو۔
اُن سے اُس وسیع میدان میں کام لینا آسان
نہ تھا۔ اس کے سوا بیس برس کی بیکار اور
نکمّی گردش میں ہاتھ پاؤں چُور ہو گئے تھے۔
اور طاقتِ رفتار جواب دے چکی تھی۔ لیکن
پاؤں میں چکر تھا۔ اس لیئے نچلّا بیٹھنا بھی
دشوار تھا۔ چند روز اسی تردّد میں یہ حال
رہا کہ ایک قدم آگے پڑتا تھا۔ دُوسرا پیچھے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہٹتا تھا۔ ناگاہ دیکھا کہ ایک خدا کا بندہ جو اس میدان کا مرد ہے۔ ایک دشوار رستے میں راہ نورد ہے۔ بہت سے لوگ جو اُس کے ساتھ چلے تھے۔ تھک کر پیچھے رہ گئے ہیں بہت سے ابھی اُس کے ساتھ افتاں و خیزاں چلے جاتے ہیں۔ مگر ہونٹوں پر پپڑیاں جمی ہیں۔ پیروں میں چھالے پڑے ہیں۔ دم چڑھ رہا ہے۔ چہرے پر ہوائیاں اُڑ رہی ہیں۔ لیکن وہ اولوالعزم آدمی جو سب کا رہنما ہے۔ اُسی طرح تازہ دم ہے۔ نہ اُسے رستے کی تکان ہے۔ نہ ساتھیوں کے چھوٹ جانے کی پروا ہے۔ نہ منزل کی دُوری سے کچھ ہراس ہے۔ اس کی چتون میں غضب کا جادو بھرا ہے۔ کہ جس کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھا ہے۔ وہ آنکھیں بند کرکے اس کے ساتھ ہو لیتا ہے۔ اس کی ایک نگاہ ادھر بھی پڑی اور اپنا کام کر گئی۔ بیس برس کے تھکے ہارے خستہ اور کوفتہ اسی دشوار گزار رستے پر پڑ لئے۔ نہ یہ خبر ہے کہ کہاں جاتے ہیں نہ یہ معلوم کہ کیوں جاتے ہیں۔ نہ طلب صادق ہے نہ قدمِ راسخ ہے۔ نہ عزم ہے نہ استقلال ہے۔ نہ صدق ہے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

نہ اخلاص ہے۔ مگر ایک زبردست ہاتھ ہے کہ کھینچے لئے جاتا ہے *

زمانہ کا نیا ٹھاٹھ دیکھ کر پرانی شاعری سے جی سیر ہو گیا تھا۔ اور جھوٹے ڈھکوسلے باندھنے سے شرم آنے لگی تھی۔ نہ یاروں کی ابھارن سے دل بڑھتا تھا۔ نہ ساتھیوں کی ریس سے کچھ جوش آتا تھا۔ مگر ایک ایسے ناسور کا منہ بند کرنا تھا جو کسی نہ کسی راہ سے تراوش کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس لئے بخارات درونی جنکے رو کنے سے دم گھٹا جاتا تھا۔ دل و دماغ میں تلاطم کر رہے تھے اور کوئی رخنہ ڈھونڈتے تھے۔ ناصح کی جادو بھری تقریر جی میں گھر کر گئی۔ دل ہی سے نکلی تھی۔ دل ہی میں جا کر ٹھیری۔ برسوں کی بجھی ہوئی طبیعت میں ایک ولولہ پیدا ہوا۔ اور باسی کڑھی میں ایک اُبال آیا۔ افسردہ دل اور پوشیدہ دماغ جو امراض کے متواتر حملوں سے کسی کام کے نہ رہے تھے۔ انہیں سے کام لینا شروع کیا۔ اور ایک مسدّس کی بنیاد ڈالی *

حالی مرحوم

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سوالات

(۱) انسان کی زندگی کتنے حصّوں میں منقسم کی جاتی ہے؟ تصریح کرو +

(۲) بادِ سموم کی تعریف کرو +

(۳) "جذب مقناطیسی" اور "قوتِ کہربائی" سے کیا مراد ہے؟

(۴) ذیل کے الفاظ پر مختصر نوٹ لکھو:-
عصائے موسوی - نمرودِ وقت - ابراہیم خلیلؑ - فرعونِ بے سامان +

(۵) ذیل کے محاورے کس موقع پر استعمال ہوتے ہیں:-
(الف) ہاتھ پاؤں چُور ہو گئے تھے -
(ب) پھَتوں میں غضب کا جادو بھرا ہے -
(ج) باسی کڑھی میں ایک اُبال آیا +

تلوار

ہر سو تھا شور تیغ کا کچھ اور ڈھنگ ہے
قالب میں تیرتی ہے مگر یہ نہنگ ہے
داخل میانِ خانۂ دل بے درنگ ہے
رن کی قسم یہ تیغ بڑی خانہ جنگ ہے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

حق تو یہ ہے کہ مسئلہ داں تیغ شاہ ہے
سر چڑھ کے سب سے لڑتی ہے اور بیگناہ ہے

اُس سے الجھ گئی کبھی اِس سے الجھ گئی
بُرّش نئی صفائی نئی کج رُخی نئی
اک سر سے لگ چلی تو الگ سر ہوئے کئی
گہ زرد گہ سفید ہُوا چرخ سُرمئی

بھاگے ہوؤں کو ضرب پہ لاتی تھی گھیر کر
دو کرتی تھی اُڑی ہوئی رنگت کو پھیر کر

گہ ہمدمئے صورِ سرافیل کرتی تھی
گاہے عیادتِ پرِ جبریل کرتی تھی
گہ برجِ مہر و ماہ میں تحویل کرتی تھی
بُرّش زیادہ چلنے میں تعمیل کرتی تھی

محو نظّارہ مردمِ نظّارہ ہو گئے
قطب سپہر اخترِ سیّارہ ہو گئے

کہتی تھی بار بار قضا کیا ہے؟ میں ہوں میں
طوفانِ حشر و قہر و بلا کیا ہے؟ میں ہوں میں
دوزخ ۔ سقر۔ عذابِ خدا کیا ہے؟ میں ہوں میں
راہِ عدم دیارِ فنا کیا ہے؟ میں ہوں میں

حق سے ڈرو تو مژدۂ فضلِ الٰہ ہے
توبہ کرو تو قبضہ میں میری پناہ ہے

یاں سب کو تھا یقیں کہ وہاں تھی وہیں نہ تھی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

واں اتفاق تھا کہ یہاں تھی یہیں نہ تھی
ہر جا تھی اور پوچھو کہاں تھی کہیں نہ تھی
لاکھوں کے قتل کرنے کو ہاں تھی نہیں نہ تھی

اس برقِ ذوالفقار کے جلوے کہاں نہ تھے
واں تھے جہاں زمین نہ تھی آسماں نہ تھے

رُل کر چلی فلک سے تو بجلی جدا ہوئی
تڑپی بزیرِ خاک تو مچھلی ہوا ہوئی
چمکی جو خودِ سر پر تو قیامت بپا ہوئی
روشن ہوئی جو سینے پہ جوشن چتا ہوئی

کھولے زرہ کے ایک نظر میں ہزار بند
کاٹے ہزار طرح سے عنصر کے چار بند

چمکی - گری - اُٹھی - اِدھر آئی - اُدھر گئی
خالی کئے پرے تو صف خوں سے بھر گئی
کاٹے کبھی قدم - کبھی بالائے سر گئی
ندّی غضب کی تھی کہ چڑھی اور اُتر گئی

غل رن میں تھا یہ کیا ہے جو قہرِ صمد نہیں
ایسا تو رودِ نیل میں بھی جزر و مد نہیں

اک شور تھا کہ تیغ ہے یا ہے خدا کا قہر
بہتی ہے جس کی آگ سے کوسوں لہو کی نہر
ناگن وہ ہے کہ کاٹے کی جس کے نہیں ہے لہر
اُتری گلے سے چڑھ گیا سارے بدن میں زہر

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

زخموں سے جسم ڈر سے کلیجے فگار ہیں
جوہر نہیں ہیں تیغ میں دندانِ مار ہیں

کیا کیا چمک دکھاتی تھی سر کاٹ کاٹ کے
تنتی تھی بس تنوں سے زمیں پاٹ پاٹ کے
پانی وہ خود پیے ہوئے تھی گھاٹ گھاٹ کے
دم اور بڑھ گیا تھا لہو چاٹ چاٹ کے

کیا جانئے ملا تھا مزا کیا زبان کو
کھا جاتی تھی ہما کی طرح استخوان کو

ہر ہاتھ میں اڑا کے کلائی - نکل گئی
کوندی - گری زمیں میں سمائی - نکل گئی
کاٹی زرہ دکھا کے صفائی - نکل گئی
مچھلی تھی اک کہ دام میں آئی - نکل گئی

چار آئنہ کے پاس تھی اک آب و تاب سے
جس طرح برق گر کے نکل جائے آب سے

پیاسی بھی خونِ فوج کی اور آبدار بھی
غل تھا کہ ایک گھاٹ میں پانی بھی نار بھی
بجلی تھی - ابر قہر - خزاں تھی بہار بھی
تلوار تھی - چھری تھی - سپر تھی کٹار بھی

پانی نے اس کے آگ لگا دی زمانے میں
اک آفتِ جہاں تھی لگانے بجھانے میں

میر ببر علی انیسؔ

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سوالات

(۱) صورِ اسرافیل اور پرِ جبریل کی تشریح کرو۔
(۲) برجِ مہر و ماہ سے کیا مراد ہے؟
(۳) ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ:-
رن - نہنگ - ذوالفقار - خودِ سر - زرہ - قہر صمد - جزر و مد - چار آئینہ۔
(۴) ذیل کے الفاظ کی تذکیر و تانیث بتاؤ:-
گھاٹ - خود - جوشن - دوزخ - رن۔
(۵) ذیل کے مصرع میں قبضہ کے لفظ کی کیا خوبی ہے؟
توبہ کرو تو قبضہ میں میری پناہ ہے

سر فیروز شاہ مہتہ

سر فیروز شاہ مہتہ ۵ - اگست ۱۸۴۵ء کو بمبئی میں پیدا ہوئے تھے - ان کی طالب علمی کا زمانہ نہایت شاندار گذرا - کیونکہ اپنی ذہانت و ذکاوت کی وجہ سے وہ سب درجے نہایت سرخروئی کے ساتھ پاس کرتے گئے - حتےٰ کہ انیس برس کی عمر میں آپ نے ایم - اے کی ڈگری حاصل کی

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اور پھر مسٹر ڈبلیو بنرجی کے ساتھ ولایت میں
بیرسٹری کی تعلیم حاصل کرنے چلے گئے۔ یہ دونو
صاحب ایک ہی ساتھ رہتے اور درس و تدریس
میں ساتھ ساتھ مشغول رہتے۔ دونو نوجوان
انگلستان میں مسٹر دادا بھائی نوروجی کے سایۂ
عاطفت میں رہ کر اپنے ملک کی پولٹیکل ضروریات
سے واقف ہوئے۔ اور ملکی مسائل سے آگاہ ہوئے۔
سر فیروز شاہ ۱۸۶۶ء میں بیرسٹر ہو کر ہندوستان
واپس آئے۔ وہ پینتالیس برس تک مسلسل بمبئی
کارپوریشن کے ممبر رہے۔ اور چار مرتبہ اس
کے پریسیڈنٹ منتخب ہوئے۔ ایک بار مسٹر گوکھلے
نے بھی کارپوریشن میں مرحوم کے اثر اختیار
اور حیثیت کا وہ درجہ قرار دیا تھا۔ جو کسی
وقت میں لبرل پارٹی کے مشہور رہبر اور رہنما
مسٹر گلیڈسٹون کو حاصل تھا۔ در اصل بمبئی کی
ترقی اور توسیع میں اس اثر کو بہت بڑا دخل
ہے۔ اور بمبئی میونسپلٹی کو جو رسوخ اور ناموری
مرحوم سر فیروز شاہ کی قابلیت اور عرقریزی
سے حاصل ہوئی ہے۔ وہ ہندوستان میں آپ
اپنی نظیر ہے۔ تعلیمی ترقی میں بھی سر فیروز شاہ
تمام عمر پوری کوشش فرماتے رہے۔ تیس سال

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سے زاید بمبئی یونیورسٹی کے سرگرم ممبر کی حیثیت سے سنڈیکیٹ کے پُر جوش ممبر رہے۔ پھر یونیورسٹی کے وائس چانسلر ہو گئے۔ تین سال تک وہ بمبئی لیجسلیٹو کونسل کے نامزد ممبر رہے۔ اور بائیس برس تک متواتر صوبہ کے قائم مقام و معتمد منتخب ہوتے رہے۔ تین مرتبہ وہ حضور وائسرائے کی کونسل کے بھی ممبر منتخب ہوئے۔ مگر ۱۹۰۱ء میں اس معزز عہدہ سے مسٹر گوکھلے مرحوم کے حق میں مستعفی ہو گئے +

۱۸۸۲ء میں بمبئی پرونیشل کانفرنس پونا اور ۱۸۹۰ء میں انڈین نیشنل کانگرس کلکتہ کے پریسیڈنٹ منتخب ہوئے۔ آپ تین مرتبہ نیشنل کانگرس کی استقبالیہ کمیٹیوں کے چیرمین بھی رہ چکے تھے۔ ایسا کوئی سرکاری عہدہ نہیں ہے۔ جو آپ کو نہ ملا ہو اور ایسا کوئی غیر سرکاری عہدہ نہیں ہے جس کی شان میں مرحوم کی تقرری نے اضافہ نہ کیا ہو۔ وہ گورنمنٹ کے ہمیشہ خیر خواہ رہے۔ لیکن جائز نکتہ چینی میں شاید ہی کسی اور لیڈر نے مرحوم کے برابر جرأت دکھلائی ہو۔ امپیریل کونسل میں ان کی نکتہ چینیوں نے ملکی جد و جہد کی تاریخ میں بالکل نیا دور شروع کر دیا تھا۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

حضور وائسرائے کی قانونی مجلس میں ایک بار سر
جیمس ویسٹ لینڈ نے اُن کی پُر زور تقریروں اور
مدلل اعتراضوں کی یہ کہہ کر داد دی تھی ۔کہ سر
فیروز شاہ کی پُر زور نکتہ چینی نے کونسل ہال کی
دیواروں کو ہلا دیا ہے ۔ بمبئی کارپوریشن میں
ان کا اثر ہمیشہ سب پر حاوی رہا ۔ وہ اپنی
خدمات کے سر انجام اور ادائے فرض منصبی میں
کبھی مرعوب نہیں ہوئے ۔ بمبئی میں جیسا کچھ آپ
کا اثر تھا ۔ اس کی مثال ہندوستان کے کسی
شہر میں ڈھونڈنے پر بھی نہیں ملتی ۔ بمبئی میں
ایسا زبردست اثر ہونا کوئی معمولی بات نہ تھی ۔
یہ آپ کے دل و دماغ کا حصّہ تھا ۔ کہ تمام
احاطۂ بمبئی کے آپ مسلّمہ لیڈر تھے ۔ اور سب
اہل دانش اُن کے عاقلانہ مشورے پر عمل کرنا
اپنا فرض سمجھتے تھے ۔ مرحوم ایک آزمودہ کار
سیاسی جہاز ران تھے ۔ وہ جہاز کو ساحلِ مُراد
پر لے جانے کی پوری قابلیّت رکھتے تھے ۔ ملک
کی منزل مقصود سے کما حقّہٗ آگاہ تھے ۔ راستے
کے دشوار گزار مرحلوں سے بخوبی آشنا تھے ۔ آپ
کی معلومات وسیع اور آپ کا تجربہ فراخ تھا ۔
آپ کی لیاقت مسلّمہ اور عقل کبھی نہ خطا کرنے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

والی تھی ۔ توانے مضبوط اور ہمت مضبوط تر تھی۔ تمام عمر میں ہزارہا اہم معرکوں میں آپ پر رہنمائی کی سخت ذمہ داریاں عاید ہوئیں ۔ لیکن آپ کی ہمت اور حوصلے نے کبھی جواب نہیں دیا اور نہ مرحوم کی رائے صائب نے خطا کی ۔ درحقیقت نازک سے نازک موقعوں پر اُن کے قدم کو کوئی لغزش نہیں ہوئی ۔ اور نہ ہمت نے اُن کا ساتھ چھوڑا ۔ وہ بمبئی کے بے تاج راجہ تھے ۔ مسٹر گوکھلے کہا کرتے تھے کہ اُن کو سر فیروز شاہ کی رائے صائب پر اس قدر وثوق ہے کہ وہ ان کی تائید میں غلطی پر ہونا بھی ان کے خلاف ہونے سے بہتر سمجھتے ہیں ۔ وہ ہر معاملہ میں آپ کی رائے پر کاربند ہونا فرض جانتے تھے ۔

گورنمنٹ کی جانب سے ہمیشہ اُن کی عزت افزائی ہوتی رہی ۔ ۱۸۹۴ء میں ان کو سی ۔ آئی ۔ ای اور ۱۹۰۸ء میں کے ۔ سی ۔ آئی ۔ ای کے معزز خطابات عطا ہوئے ۔

حضور ملک معظم کی تشریف آوری کے موقعہ پر جو خیر مقدمی ایڈریس بمبئی کی طرف سے پیش ہوا ۔ اس کے پیش کرنے کی عزت آپ ہی کو نصیب

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہوئی - اور خاصہ میں حضور اقدس و اعلےٰ نے مرحوم کو اپنے داہنے طرف جگہ دی - مسٹر گوکھلے کی وفات پر بمبئی کے جلسۂ ماتم میں انہوں نے فرمایا تھا کہ رانا ڈے چلے گئے - تلک چلے گئے - طیب جی چلے گئے - اور مسٹر گوکھلے بھی داغ مفارقت دے گئے - اب صرف میں رہ گیا ہوں - سو میں نہیں جاتا - اگست ۱۹۱۵ء میں آپ کی ستّر سالہ سالگرہ منائی گئی تھی - کس کو خیال تھا کہ یہ سال ختم بھی نہ ہونے پائیگا اور یہ زبردست مُدبّر رخصت ہو جائیگا - مگر مشیّتِ ایزدی میں کس کو دخل ہے ؟ ۵ - نومبر کو چھ ہفتہ کی مختصر علالت کے بعد ملک کے ممتاز ترین لیڈر سر فیروز شاہ رہگرائے عالمِ جاودانی ہوئے اور تمام ملک ماتمکدہ بن گیا ٭

دیا نرائن نگم بی اے

سوالات

(۱) ذیل کے الفاظ کی تشریح کرو :-

بیرسٹر - لیڈر - سنڈیکیٹ - کانفرنس - کانگریس - وائس چانسلر ٭

(۲) کارپوریشن سے کیا مراد ہے ؟

(۳) امپیریل کونسل کا مختصر حال بیان کرو ٭

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

تلوار

جس مورچے میں لیلئ تیغ دو سر گئی
چنگے بھلوں کو سایہ سے دیوانہ کر گئی
ہر صف کی خاک اُڑائی ادھر سے اُدھر گئی
پھر یہ نہا نہا کے لہو میں نکھر گئی

عالم نہ پوچھو قطرہ نشانی کے حسن کا
جوبن ٹپک رہا تھا جوانی کے حسن کا

آگے کبھی بڑھی کبھی پیچھے کو پھر مڑی
سر پر جو لڑکھڑائی تو شانوں پہ گر پڑی
تجویز جو لعینوں نے کی وہ مضر پڑی
استاد اُن سے پوچھئے یہ جن کے سر چڑھی

اٹھی۔گری۔بلند ہوئی۔پست ہو گئی
پی پی کے مے کشتوں کا لہو مست ہو گئی

چھائی جو سر پہ شامیوں کے رات ہو گئی
ان کی زمین پردۂ ظلمات ہو گئی
برسا وہ مینہ سروں کا کہ برسات ہو گئی
معجز نمائی اس کے لئے بات ہو گئی

تاثیر چشم زخم بدوں کو دکھا گئی
مثل نظر بدوں کو لگی اور کھا گئی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

نیزے تنے تو اُس نے کہا دیکھے بھالے ہیں
بچتی نہ خنجروں سے کہ گودی کے پالے ہیں
برسے جو تیر سمجھے کمانوں کے نالے ہیں
اُٹھے جو گرز بولی کہ منہ کے نوالے ہیں

ننگ اپنا جان کر نہ کسی سے بگڑتی تھی
ہر پھر کے آپ اپنی طبیعت سے لڑتی تھی

مرزا سلامت علی دبیر مرحوم

سوالات

(۱) ذیل کے الفاظ کی تشریح کرو اور ان کو فقروں میں استعمال کرو :-

مورچہ - تیغ دو سر - جوبن - پردۂ ظلمات - گُرز ۔

(۲) ذیل کے مصرعوں میں لفظی خوبیاں بیان کرو :-

(الف) چھائی جو سر پہ شامیوں کے رات ہو گئی

(ب) افتاد اُن سے پوچھئے یہ جن کے سر چڑھی

(ج) نیزے تنے تو اُس نے کہا دیکھے بھالے ہیں

(۳) ذیل کے محاورات کی صراحت کرو :-

طبیعت سے لڑتی تھی - سر چڑھی - نظر کھا گئی ۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صبح اور شام

رات آخر ہوئی۔ صبح صادق کا جلوہ نظر آنے لگا۔ ستارے جو رات کی تاریکی میں چمک دمک دکھا رہے تھے۔ اپنی روشنی کو پھیکی دیکھ کر شرمائے اور آہستہ آہستہ غائب ہو گئے۔ جیسے چور نور کا تڑکا ہوتے ہی اپنے اپنے ٹھکانے کو بھاگتے ہیں۔ شب کی سیاہی کا رنگ اُڑا۔ مشرقی افق پر سفیدی نمودار ہوئی۔ گویا محبوب صبح نے رات کے سیاہ بکھرے ہوئے بالوں کو چہرے سے سمیٹ لیا۔ اور اس کی نورانی پیشانی نظر آنے لگی۔ نسیم سحری معشوقوں کی طرح خوش خرامی کرتی ہوئی چلی۔ نرم نرم شاخیں درختوں کی مستوں کی مانند جھومنے لگیں۔ جانوروں نے چہچہانا شروع کیا۔ باغ میں غنچے کھلنے لگے۔ جیسے نیند سے کوئی آنکھ کھولے۔ دریا میں پتلی پتلی لہریں پڑیں کاتبِ قدرت نے قلمِ شعاع سے زرنگار کرنے کے لئے صفحۂ آب پر مسطر کیا۔ شاہی نوبت خانے کے کوس و دہل کی آواز بلند ہوئی۔ اس

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کی سُریلی آواز سے لوگ نیند سے چونکے۔ اور اپنے اپنے کام سے لگے۔ میکدہ کا دروازہ کھلا۔ مغبچوں نے صحنِ میخانہ کی رُفت و روب کی۔ پیرِ مُغ نے صراحی اور ساغر سنبھالا۔ مے کشوں نے شب کے خمار کی سرگرانی دفع کرنے کی غرض سے صبوحی کی فکر میں اِس طرف کی راہ لی۔ اودھر مُرغ نے اذاں دی۔ اودھر مؤذن بھی اپنے دڑبے سے نکل صحنِ مسجد میں آ کھڑا ہوا۔ اُس کے گلے سے گلا ملانے لگا۔

یہ سُن کر رات بھر کے جاگے ہوئے عابد انگڑائیاں لے کر سجّادہ پر سے اُٹھے۔ جُبّہ اور عمامہ سنبھال عصا ہاتھ میں لئے مسجد کی راہ ناپتے چلے۔ بتکدہ میں گھنٹے اور ناقوس بجے۔ برہمنوں نے پھول اور سیندور بُتوں پر چڑھا کر بھیروی میں بھجن گانا شروع کیا۔ صنم پرستوں نے سجدۂ بُت کے لئے آمادہ ہو کر بیت الصّنم کا ارادہ کیا۔

دن تمام ہوا۔ جھٹ پٹے وقت نے رات کی آمد کی خبر دی۔ مغربی گوشہ سے تاریکی

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کا جوش ہوا۔ جیسے پہاڑ کی غار سے سیاہ ابر اُمنڈے۔ آفتاب دن کے تماشا ختم ہونے سے ایسا اُداس ہوا۔ کہ منہ پر زردی چھا گئی۔ با دلِ ناخواستہ مغرب کو چلا۔ لیلائے لیل نے اس شرم سے کہ آفتاب جاتے ہوئے اُسے دیکھ نہ لے۔ سیاہ نقاب منہ پر ڈالی۔ ہوا جو دن بھر زور سے چل رہی تھی۔ دھیمی ہوئی اور تھکے ہوئے مسافر کی طرح آہستہ آہستہ چلنے لگی۔ درختوں کے پتّوں نے کھڑکھڑانا ۔ دریا کے پانی نے لہرانا موقوف کیا۔ پالے ہوئے جانور جو دن کو چرائی کے صحرا میں کلیل کر رہے تھے۔ ان کو زندان خانہ نصیب ہوا ۔ جنگلی چوپایوں نے درختوں کے سایہ اور پہاڑ کے غاروں میں پناہ لی۔ طیور نے فضائے آسمان سے منہ موڑ کر کسی نے اپنے آشیانے کا رُخ کیا۔ کسی نے درخت پر بسیرا لیا ۔ مسجدوں میں قندیلیں روشن ہوئیں۔ بتکدوں میں سانجھی دی گئی۔ میخانوں میں خُم نے ثبات اور ساغر نے گردش سے ثوابت و سیاروں کے نقشے دکھائے قدح نے ماہ تمام کا کام کیا ۔ وہ روشنی پھیلائی کہ وہاں اندھیرا ہونے نہ دیا۔ آسمان پرستاروں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

نے چراغاں کر دیا۔ چراغوں نے اپنی روشنی
سے زمین کو آسمان بنا دیا۔ مسافر دن بھر
کے تھکے سراؤں میں آ پڑے۔ اُن کی دن
بھر کی تھکان۔ آخر روز کا اضطراب کہ راہ میں
رات نہ ہو جائے۔ منزل پر پہنچنے کی جلدی۔
سرائے میں ناجنسوں کی ہمسائگی۔ بھٹیاروں کی
ناز برداری۔ گھر کا دھیان۔ اہل و عیال کا خیال
وطن کی یاد۔ یارانِ وطن کا تصوّر۔ دل کی
شکستگی ایک قیامت تھی۔ اس مزے کو وہی
جانتا ہے۔ جس نے کبھی اپنی صبح وطن کو شام
غربت سے بدلا ہے +

خان بہادر منشی غلام غوث بیخبر

سوالات

(۱) ذیل کے الفاظ کے معانی اور ان کی تذکیر و تانیث بتاؤ +
کلیل۔ سانجھی۔ نقاب۔ بھٹیارہ۔ بتکدہ۔ غار۔ جُھٹ پٹہ۔
انگڑائیاں۔ اُفق +

(۲) مُغبچہ کسے کہتے ہیں؟ اور پیرِ مُغ اور صبوحی سے
کیا مراد ہے؟

(۳) ایسے فقرے بناؤ جن میں ذیل کے الفاظ آ جائیں۔
ناقوس۔ جُبّہ۔ عمامہ۔ سیندور +

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

(۴) کوئی ایسا شعر بناؤ جس میں سیندور کا لفظ آجائے۔

خطِ تقدیر

"دُنیا میں ایسی بہت سی باتیں ہیں جو فلسفہ کے خواب و خیال میں بھی نہیں آئیں"۔

کہتے ہیں کہ شہر لکھنؤ میں ایک بڑا وِدّیا وان پنڈت تھا۔ قدرت نے اُس کو سوچنے والا دل اور دیکھنے والی آنکھیں عطا کی تھیں۔ ایک روز شام کے وقت وہ تن تنہا دریا کے کنارے ایک دُور اور غیر آباد مقام پر سیر کر رہا تھا۔ کہ اُس کی نگاہ ریت پر کسی آدھی دبی ہوئی چیز پر پڑی۔ جو سورج کی مغربی شعاعوں میں آئینہ کی طرح چمک رہی تھی۔ پاس جا کر اُٹھائی تو دیکھا کہ کسی مُردے کی پیشانی کی ہڈی ہے۔ قریب تھا کہ ہاتھ سے گرا دے۔ مگر یکایک اس کی نگاہ چند لکیروں پر پڑی۔ جو اس پر کچھ بے قاعدہ سی کھنچی ہوئی تھیں۔ اور چیونٹیوں کی رفتار سے مشابہ تھیں۔ پنڈت بہت سے ایسے علوم سے ماہر تھا۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

جن سے عوام الناس ناواقف ہیں اور ایسی پُر اسرار باتیں پڑھ سکتا تھا جن کا دوسروں کو علم نہیں۔ اُس نے مُردے کی پیشانی کی تحریر کو بغور دیکھ کر اُس کے نوشتۂ تقدیر کو اپنے علم کے رُو سے اِس طرح پڑھا:-

"جہاں کہیں سے بن پڑے بھلی بُری طرح اپنا پیٹ پالو۔ اور گلی کوچوں میں مارے مارے پھرو۔ کھیت اور میدان میں سو۔ دریا کے کنارے پر کُتّے کی موت مرو۔ پھر .... دیکھو ہوتا کیا ہے"!

یہ الفاظ حیرت انگیز اور تعجب خیز تھے اور اُن کا مطلب اس سے بھی زیادہ وحشت زا تھا۔ مگر جس بات سے برہمن حیران تھا۔ وہ یہ تھی کہ یہ تحریر اُس وقت لکھی گئی۔ جب یہ شخص پیدا ہُوا تھا۔ اور خدا جانے کس کس مصیبت اور آفت سے اُس نے زندگی کے دن پورے کئے ہونگے! اب موئے پر سو درّے کی مثال وہ کیا ہے جو اس غریب کو سہنا ہوگا! اسے مرے ہوئے خدا جانے کس قدر عرصہ ہُوا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے گوشت اور پوست کا نشان تک بھی باقی نہیں۔ اور ہڈّیاں گل سڑ کر غبار

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہو گئی ہیں۔ اس پر اب کیا باقی رہا ہے جو
اس کے پیش آئے۔ اسی پیچ و تاب میں برہمن
نے ٹھان لی کہ اب دیکھنا چاہیئے کہ پردۂ غیب
سے کیا ظہور میں آتا ہے! وہ ہڈی کو بڑی
احتیاط سے دھوتی کے دامن میں باندھ کر گھر
کی طرف روانہ ہوا۔ گھر پہنچ کر اُس نے بڑی
حفاظت سے اس ہڈی کو اپنے کمرے میں ایسی
چیزوں کے ساتھ جن کی اپنے پیشے کے متعلق
اس کو ضرورت پڑتی تھی اور جہاں اُس کی نجوم
اور رمل کی کتابیں رہتی تھیں۔ نہایت پوشیدہ
طور پر رکھا۔ ہر صبح کے وقت اپنا بستہ کھولتا
اور خبرداری سے جب کوئی دیکھتا نہ ہو اُس
میں سے بدیں خیال وہ ہڈی نکالتا اور دیکھتا
کہ اس میں کوئی تغیّر تو واقع نہیں ہوا۔ اسی
طرح مدّتیں گذر گئیں اور کچھ بھی ظہور میں نہ
آیا۔ اس اثنا میں برہمن کی عورت اس کی
تمام کارروائی سے آگاہ ہو گئی۔ اور دل ہی
دل میں بیقرار تھی کہ الٰہی یہ کرتا کیا ہے اور
تاک میں رہتی کہ برہمن کسی وقت غافل ہو۔
اور میں اُس کا بستہ کھول کر راز سے واقف
ہو جاؤں۔ ایک روز قریب کے گاؤں میں ایک

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بچہ پیدا ہوا اور برہمن کو صبح سویرے منہ اندھیرے
وہاں سے بُلاوا آیا۔ اور اُس کو فی الفور اپنے
مذہبی فرائض ادا کرنے کو وہاں جانا پڑا۔ عورت
جو موقعہ کی تلاش میں تھی۔ وقت کو غنیمت سمجھی
اور فوراً برہمن کی کوٹھڑی میں گھس اور بستہ
کھول گوہرِ مقصود نکالا۔ تو سوائے اِس استخوانِ
بوسیدہ کے اور کچھ برآمد نہ ہوا۔ بہت سٹپٹائی
کوئی بات سمجھ میں نہ آئی۔ آخر سوچی کہ ہو
نہ ہو یہ ہڈی میری سوت کی ہے۔ اور برہمن کو
اس سے اس قدر محبت ہے کہ مرے بعد بھی
اس کی پیشانی اس حفاظت سے رکھی ہے اور صبح
صبح اُٹھ کر اُس کی پوجا کرتا ہے۔ بس اس خیال
کے آتے ہی آتشِ حسد سے آگ بگولا ہو گئی۔ ہڈی
کو باورچی خانے میں لے جا کر سل بٹے سے
پیس کر سُرمہ کیا۔ اور بدر رَو میں ڈال دیا۔ برہمن
نے آ کر دیکھا تو وہاں کچھ بھی نہ پایا۔ آخر
اپنی بیوی سے پوچھا تو وہ پنجے جھاڑ کر پیچھے
پڑ گئی اور گالی گلوج کا ایسا طوفان اُٹھایا۔
کہ بیچارہ برہمن مُنہ دیکھتا رہ گیا۔ آخر جب
اُس نے بتایا کہ میں نے اُس کُتیا مُردار کی
ہڈی جس کا تم روز درشن کرتے تھے اور جس

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کی پوجا کے بغیر تم نہیں رہ سکتے تھے بدر رو میں ڈال دی۔ تو اُس نے وہاں جا کر دیکھا۔ مگر سوائے ایک بھوری بھوری خاک کے جس میں پاخانہ سے میلا کچیلا پانی بہ کر مل گیا تھا۔ اور کچھ نہ پایا۔ غرض استخوانِ شکستہ کا یہ انجام ہُوا اور یوں اس خوفناک نوشتۂ تقدیر کی آخری پیشین گوئی پوری ہوئی ۔

برہمن کچھ منہ میں بڑبڑاتا ہوا باہر چلا گیا اور جورو اپنی کامیابی پر گویا جامے میں پھولی نہ سماتی تھی ۔ رات کو جب بیوی سو گئی تو خاوند کو موت اور حیات کے پیچیدہ مسئلے سوچتے سوچتے آدھی رات ہو گئی۔ اُس وقت جو اُس نے آنکھ اُٹھا کر دیکھا تو اپنے بستر کے عین برابر چھت میں سے ایک باریک سا تاگا لٹکتا پایا۔ پہلے تو کچھ خیال نہ کیا۔ مگر رفتہ رفتہ تاگا بڑھ کر اُس کی چارپائی کے قریب پہنچنے لگا۔ برہمن آنکھیں ملنے لگا۔ اور قریب تھا کہ بیوی کو آواز دے کہ تاگا ایک نہایت زہریلا سانپ بن گیا۔ اور اُس نے برہمنی کی ناک پر کاٹ کھایا۔ بیشتر اس کے کہ برہمن اٹھ کر بیٹھے سانپ ایک روزنِ دیوار میں سے نکل کر کمرے سے باہر

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہو گیا۔ یہ بمشکل اُٹھ کر دروازہ کھول کر باہر نکلنے کو تھا کہ سانپ نے ایک خوفناک بھیڑیے کی شکل اختیار کر لی۔ اور ایک ہمسائے کے بچے کو جو صحن میں سو رہا تھا۔ پھاڑ کھایا۔ برہمن اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر اس کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ اتنے میں بھیڑیے نے ایک نوجوان کی شکل اختیار کی۔ اور برہمن کی طرف مُڑ کر تبسم بھری نگاہوں سے دیکھا۔ برہمن نے اُس کو اپنے دونو ہاتھوں سے تھام لیا اور اُس کے پاؤں پر گر پڑا کہ یہ ماجرا کیا ہے؟ اُس نوجوان نے جواب ایسی آواز سے دیا جس میں نہ خفگی تھی نہ ناراضگی۔ کہ میں موت کا گماشتہ ہوں۔ اور دُنیا میں جس جس طرح لوگوں کی موت لکھی ہوئی ہے اُس کو پُورا کرنے آتا ہوں۔ بس اب میرا پیچھا نہ کرو ؞

برہمن اپنی جان سے ہاتھ دھو چُکا تھا۔ تعاقب سے باز نہ آیا۔ فرشتہ نے پھر مُڑ کر کہا کہ اب کیا چاہتے ہو؟ برہمن نے کہا۔ کہ میں صرف اس قدر پوچھنا چاہتا ہوں کہ میری موت کس طرح لکھی ہے؟ موت کے گماشتہ نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تم دلیر آدمی ہو۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

مگر اب بھی اُس کی آواز میں کوئی ایسی بات نہ تھی۔ جس سے ترس اور خوف پایا جائے ؞

برہمن اپنی بات پر اڑا رہا۔ اور پھر وہی سوال کیا۔ اس پر فرشتہ نے رعد کی آواز میں جواب دیا کہ تم دریائے گنگا میں نہنگ کا طعمہ بنوگے۔ کیا تم اپنی تقدیر سے بھاگ سکتے ہو؟ اور پیشتر اس کے کہ برہمن اِس خوفناک پیشین گوئی کے معنے سمجھے نوجوان ہوا ہوگیا ؞

برہمن نے گھر آکر اپنی جورو کا کریا کرم کیا اور ہمیشہ کے لئے اپنا گھر بار چھوڑ کر مصمّم ارادہ کر لیا کہ گنگا کے نزدیک نہ رہونگا۔ کہنا آسان ہے مگر کرنا مشکل۔ پھر بھی وہ برما کے علاقہ میں چلا گیا۔ اور ایک چھوٹی سی جھونپڑی بنا کر اُسے سجایا اور اپنے کار و بار میں مشغول ہوا۔ اُس کی لیاقت اور دانشمندی کا جلد شہرہ ہو گیا۔ اور وہاں کے مہاراج کے دربار تک رسائی ہو گئی ؞

اتّفاق سے مہاراج کو اپنے کنور کے لئے ایک اتالیق کی ضرورت تھی۔ برہمن کو اتالیق بنا لیا۔ برہمن نے اپنے گذشتہ حالات کسی کو نہیں بتائے۔ رفتہ رفتہ لڑکا جوان ہو گیا۔ اور تجویز یہ ہوئی۔ کہ شہزادہ اتالیق کے ہمراہ سیر و سیاحت کے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

لئے جائے تاکہ اُس کی معلومات میں اضافہ ہو۔ اتالیق نے باہر جانے سے انکار کیا۔ کانوں پر ہاتھ رکھے اور کہا کہ مجھے معاف رکھا جائے۔ جب راجہ نے اصرار کیا تو اُسنے فرشتہ کی پیشین گوئی سنائی۔ جس پر ایک فرمائشی قہقہ پڑا۔ ناچار برہمن کھسیانہ ہوکر شہزادہ کے ہمرکاب جانے پر راضی ہوگیا۔ اور جب لگن دیکھ کر روانگی کا وقت آیا تو راجہ سے وعدہ لے لیا کہ اگر کہیں دریائے گنگا کے نواح میں پہنچ جائیں۔ تو اُسے فوراً واپس کر دیا جائیگا ۔

غرض اِدھر اُدھر پھرتے پھراتے وہ جنوبی بنگال میں پہنچ گئے۔ برہمن نے گھبرا کر وعدہ یاد دلایا۔ مگر شہزادے نے ایک نہ سُنی۔ اور تمام منطق اور فلسفہ برہمن کو سمجھانے میں خرچ کر ڈالا۔ یہ کہا کہ آپ دل سے وہم نکال دیجئے۔ میں آپ کو مالا مال کر دونگا۔ ورنہ ناحق جگ ہنسائی ہوگی۔ شہزادے کے اصرار۔ انعام کی توقع اور ہمراہیوں کی چھیڑ چھاڑ سے برہمن کے شکوک زائل ہونے لگے۔ انجام کار وہ راضی ہوگیا۔ فوراً ایک سو سورما جوان زرہ بکتر پہنے۔ ہتھیار لگائے ساتھ ہو لئے۔ شہزادہ اور اتالیق بھی اپنے اپنے گھوڑوں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سے اُترے۔ اور کنارے پر کھڑے ہو کر دریا کی
طرف دیکھنے لگے۔ پانی صاف اور خاموش تھا۔ کہیں
لہر کا نام نہ تھا۔ سب نے ہنس کر کہا کہ یہاں
گھڑیال کہاں ؟ یہ سُن کر برہمن بھی مسکرانے لگا۔
شہزادہ کے حکم پر سپاہی پانی میں کود پڑے۔
اور ننگی تلواریں ہاتھ میں لیئے ایک ایسی جگہ
حلقہ باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ جہاں پانی کمر سے
اُونچا نہ تھا۔ اس حلقہ میں شہزادہ کو اشنان کرنا
تھا۔ اِس وقت شہزادہ نے مسکرا کر اپنے اتالیق
کی طرف دیکھا۔ برہمن سے نہ رہا گیا۔ اس کے
ہاتھ میں ہاتھ دے کر بولا کہ جب چاروں طرف
پہرہ ہے تو میں ایسا بُزدل نہیں ہوں کہ آپ
کا ساتھ نہ دوں۔ اس طرح ایک دوسرے کے ہاتھ
میں ہاتھ دئے مزے مزے کی باتیں کرتے دونو
پانی میں اُترے۔ اور سپاہیوں کے حلقے میں جا
کھڑے ہوئے۔ سورج اندر باہر تھا۔ نہانے والوں
نے اتفاق کا گیت گانا شروع کیا۔ ایک لحظہ میں
سب کا پانی میں غوطہ لگانا تھا کہ یکایک شہزادہ ایک
عجیب گھڑیال بن گیا۔ گھڑیال نے گرج کر کہا۔ او
برہمن میں وہی اجل کا گماشتہ ہوں۔ اور برہمن کو کمر
سے پکڑ کر مسلح آدمیوں کی صف چیر کر گہرے پانی

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

میں لے گھسا۔ اور نظروں سے غائب ہو گیا ؛
سچ ہے کہ اگر کوئی چاہے کہ مضبوط سے مضبوط مکان
میں پناہ لے تو بھی موت سے بچ نہیں سکتا ؛
(عالمِ خیال)

سوالات

(۱) اس کہانی سے کیا نتیجہ نکلتا ہے ؟
(۲) ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ اور انہیں خوشخط لکھو ؛
وِدّیا وان۔ عوام النّاس۔ نوشتۂ تقدیر۔ پیچ و تاب۔
استخوانِ بوسیدہ۔ متبسّم۔
(۳) تشریح کرو :۔
پنجے جھاڑ کر پیچھے پڑ گئی۔
دل دونو ہاتھوں سے تھام لیا۔
(۴) قواعد کے رُو سے ذیل کے الفاظ کیا ہیں ؟ :۔
نہنگ۔ مصمّم۔ منطق۔ برما ؛

نمودِ شام

۱۔ نمودِ شام ہے اے ساکنانِ رُوے زمیں
کسی کے واسطے دوزخ کسی کو خُلدِ بریں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

۲۔ کہیں خیامِ شبستانِ شادمانی ہے
کہیں یہ مجلسِ آفاتِ آسمانی ہے
۳۔ کہیں ہے گیسوے لیلاے محملِ راحت
کہیں ہے موے سرِ غولِ بیشۂ وحشت
۴۔ کہیں ہے بقعۂ امید گلستانِ احساس
کہیں ہے کلبۂ احزانِ بیم یاس و ہراس
۵۔ ہُماے اوجِ سعادت کا آشیاں ہے کہیں
تو جل کے بجھتی چتاؤں کا یہ دھواں ہے کہیں
۶۔ بجا ہے مہرِ مسرّت کی اس کو ٹاکھ کہیں
روا ہے منقلِ عسرت کی اس کو راکھ کہیں
۷۔ پلنگ پہ پھول کسی کے لئے بچھانی ہے
کسی کو خارِ مغیلاں پہ یہ سلاتی ہے
۸۔ غرض کہیں یہ سوادِ دیارِ عشرت ہے
کہیں حبابِ سرِ قلزمِ مصیبت ہے
۹۔ بھبوت جسم پہ جب مل کے سانولی آئی
تو آفتاب کے چہرے پہ مُردنی چھائی
۱۰۔ زوالِ حُسن سے رنگت ہوئی کپاسی ہے
غمِ رحیل ہے حسرت ہے اور اُداسی ہے
۱۱۔ ترے جنازے کی اے آفتابِ ذرّہ نواز
شفق سے لے کے مصلّٰے پڑھائیگی یہ نماز
۱۲۔ چراغِ مہر کو گُل کرکے دھر دیا اس نے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سنہری طاس سیاہی سے بھر دیا اس نے

۱۳۔ سیاہی چھائی ہے شہروں میں مرغزاروں میں
سمندر اور پہاڑ اور آبشاروں میں

۱۴۔ خموشی بستی ہے کھیتوں میں گلہ بانوں میں
گلوں میں پتوں میں شاخوں میں آشیانوں میں

۱۵۔ شہیدِ تیغِ وفا جاں گداز پروانے
جہانِ عشق میں بدمست اور دیوانے

۱۶۔ متاعِ صبر و تحمل لٹانے آئیں گے
لگا کے آگ مجھے رات بھر جلائیں گے

(خان احمد حسین خاں)

سوالات

(۱) اس نظم میں شاعر نے شام کو کن کن چیزوں سے تشبیہ دی ہے؟

(۲) ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ:-

خلدِ بریں - خیام - شبستاں - آفات - محمل - غول - بقعہ - کلبہ - بیم - چتاؤں - منقل - عشرت - خارِ مغیلاں +

(۳) جن جن الفاظ کے نیچے لکیر ہے - اگر جمع ہیں تو واحد اور اگر واحد ہیں تو ان کی جمع بتاؤ +

(۴) پروانوں کو بدمست اور دیوانے کیوں کہا ہے؟

(۵) شعر نمبر ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ کا مطلب بیان کرو +

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

مشاہدہ

صبح و شام ایک پھیری والا جوگی صدا لگا جاتا ہے "آنکھوں والو انکھیاں بڑی نعمت ہیں"۔ کئی مہینوں سے یہ جادو بھرے الفاظ شہر کی گلی گلی کوچے کوچے میں گونج رہے ہیں۔ مگر شاید ہی کسی نے کان دھر کر انہیں سُنا ہوگا۔ ہم اپنی ہی کہتے ہیں کہ ہم نے انہیں اس کان سُنا اور اس کان نکال دیا۔ غور کرنا تو درکنار جھوٹوں بھی ہمیں اس طرف توجہ نہیں ہوئی۔ بلکہ سنتے سنتے کچھ ایسی مساوات ہو گئی ہے کہ ہم نے انہیں بینواؤں کی صدا یا فقیروں کی بولی ٹھٹھولی سمجھ کر اس کان سُنا۔ اُس کان اڑا دیا۔ مگر نہیں! ان پُر معنیٰ الفاظ میں ایک عجیب بھید اور اچھا خاصہ فلسفہ نہاں ہے اور ایک نہایت مفید نصیحت پوشیدہ ہے۔ انہیں حکمت کا پارس اور فلسفہ کی جان کہیں تو بجا ہے۔ بیشک آنکھیں بڑی نعمت ہیں۔ آنکھیں نہ ہوں تو دُنیا ہماری آنکھوں میں اندھیری ہو جائے۔ سیاہ و سفید۔ اچھے بُرے کی ہمیں مُطلق

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

تیز نہ ہو - اور زندگی بے مزہ ہو جائے - لیکن کیا یہ ہٹ دھرمی نہیں ہے کہ جس منعم حقیقی کی غیر مترقبہ بخشش سے ہم آنکھوں والے کہلائیں - اور اسی کی نا متناہی قدرت کے مشاہدے سے آنکھیں چرائیں +

ہاں یوں تو آئے دن ہم صبح - شام - رات دن - دھوپ چھاؤں - اندھیرا - اُجالا - آسمان تارے - چاند سورج - پھل پھول - آگ پانی وغیرہ وغیرہ - سبھی کچھ دیکھتے ہیں - مگر اصل میں یہ دیکھنا دیکھنا نہیں ہے - افسوس ہے ہماری آنکھیں کھلی رہنے پر بھی بند ہیں - قدرت کی صنعتیں حکمتیں ہیں - اور قدرت کے نمونے قادرِ بے نیاز کی گلرنگیاں ذرہ - ذرہ - پتی پتی - خال خال سے ظاہر کر رہی ہیں - دیکھنے والے کو سلیقہ اور سمجھنے والے کو سمجھ ہو تو ان ہوش رُبا جھلکیوں میں کیا کچھ نہیں دیکھ سکتا! اور ذرا سے غور میں کیا کچھ نہیں سمجھ سکتا - مگر آہ ان جلووں کے دیکھنے والی آنکھیں بہت ہی کم ہیں +

قدرت کے حُسن کی طرف چاہے ہم ذرا بھی اعتنا نہ کریں - مگر اُس کی رنگیلی طبیعت ہر ہر قدم پر ہر وقت ہماری دلچسپی کا سامان مہیا کرنے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہیں مصروف ہے۔ ہزارہا مخلوق۔ کروڑہا صورتیں
ایسی خلق کرتی ہے کہ انسان ٹکٹکی باندھ کر دیکھا
کرے مگر نگاہیں کبھی سیر نہ ہوں اور پھر لطف
یہ کہ ایک کی شکل دوسرے سے نہیں ملتی۔ اُف
کیا کیا نیرنگیاں کرتی ہے۔ کیسے کیسے گل بوٹے
کترتی ہے کہ دیکھئے اور عش عش کرنے کے قابل
ہیں۔ گرمی۔ جاڑا۔ برسات۔ خزاں۔ بہار کیا کیا
البیلی متوالی رُتیں پیدا کرتی ہے۔ اور اُنہیں کے
مناسب حال کیسے کیسے بانکے سہانے سمے باندھ
دیتی ہے۔ جن کے مشاہدے سے کلی کلی کی رسیا
نگاہیں لبریز ہوکر مست ہو جاتی ہیں۔ کہیں چمن
میں جوہی لدی کھڑی ہے۔ کہیں چمپا گندمی رنگ
بسنتی پوش اپنے جوبن کی رسیلی بہار دکھا رہی
ہے۔ کہیں موتیا کھلی ہے۔ کہیں گلاب کے
غنچے جھوم جھوم کر کبھی اس پھول پر مسکرا
دیتے ہیں۔ کبھی اس پنکھڑی پر کھِل کھلا کر
ہنس پڑتے ہیں۔ لب جُو ہریالا متوالا سبزہ
کبھی کبھی یہ سہانا سماں دیکھنے۔ ذرا کی ذرا
سنبھلتا ہے اور پھر اُسی رنگ میں محو ہو کر
میٹھی نیند سو جاتا ہے۔ کہیں کہیں نرگس کی
کلیاں بھی چٹخ کر مدتبری گلابی رسیلی انکھڑیوں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کی نیم بازانہ ترکیب دکھا جاتی ہے۔ جنگل میں
قدرتی منظروں کی بہاریں ہیں کہ جان لئے
لیتی ہیں۔ گھنے گھنیرے درختوں میں نتھرے ہوئے
پانی کے چھوٹے چھوٹے چشموں کا آہستہ آہستہ
بہنا۔ صبح سویرے خوشگوار ہوا سے بھریریاں لے
کر خوش الحان پرندوں کا درختوں کی نازک ٹہنیوں
اونچی اونچی پھنگیوں پر بیٹھ کر درد بھرے زمزموں
سے چہکنا۔ پہاڑوں سے آبشاروں کا گرنا۔ جھرنوں
کا جھرنا۔ کالی کالی دھواں دھار گھٹاؤں میں ہمالہ
کی برف سے ڈھکی ہوئی چوٹیوں کا بگلوں کی
سفید سفید قطاریں دکھا جانا۔ کیا یہ دستِ قدرت
کی صنّاعیاں اور پیاری فطرت کی معجز نمائیاں نہیں
ہیں؟ جن میں ہماری آنکھوں کے لئے نور اور
دل کے لئے سرور کے خزانے بھرے ہیں۔ ہاں
ہم اُن کی طرف سے آنکھوں پر ٹھیکری رکھ
لیں تو وہ اور بات ہے +

اے آنکھوں والو! دیکھو۔ شاعروں اور فسانہ نگاروں
نے سنسان بیابانوں کے سین۔ سرسبز میدانوں
کے منظر۔ نامور بہادروں کے کارنامے۔ اخلاق
کے انمول گنجینے۔ طمع۔ حسد اور جابرانہ مظالم کی
خون آشام تصویریں۔ جاں نثاروں کے سچے اعزاز

انسانی جذبات کے سرچشمے - دلی ولولوں کے چھلکتے ہوئے دریا کس حسن و خوبی سے دکھائے ہیں- یہ سب قدرت کے مشاہدوں کے ادنئے کرشمے ہیں *

شاعر اور فسانہ نگار ہی پر کیا موقوف ہے- نیچر کے خزانے سنگ تراش - مصوّر - رنگ ساز - دستکار - ڈاکٹر - فلاسفر سب کے لئے یکساں کھُلے ہیں- شرط یہ ہے کہ آنکھیں کھولیں اور دیکھیں *

جوگی کی صدا " انکھیاں والو انکھیاں بڑی نعمت ہیں " ایک ملہمِ غیبی ہے - یہ ہر روز تم کو شانے ہلا ہلا کر- جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر خوابِ گراں سے بیدار کرتی ہے- وقت ہوا ہوُا جاتا ہے- زندگی دن گن رہی ہے - خواہشیں وبالِ جان ہو رہی ہیں- مگر ہم ہیں کہ غفلت کی نیند سو کر کروٹ تک نہیں لیتے - آنکھوں والو! جوگی کی صدا میں اعلٰے فلاسفی کوُٹ کوُٹ کر بھری ہے *

نارائن پرشاد ورما

سوالات

(۱) جوگی کسے کہتے ہیں؟ اگر تم نے کبھی جوگی دیکھا ہے تو اُس کی شکل اور لباس بیان کرو *

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

(۲) ذیل کے فقروں کی تشریح کرو :-
شاید ہی کسی نے کان دھر کے سنا ہوگا -
جھوٹوں میں بھی اس کی طرف توجہ نہیں کی -
انہیں حکمت کا پارس اور فلسفہ کی جان کہنا چاہیئے -
سنتے سنتے مساوات ہو گئے ہیں -
مشاہدے سے آنکھیں چرائیں -
عش عش کرنے کے قابل ہیں +
(۳) ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ :-
ٹکٹکی - رسیا - البیلی - متوالی - پھریریاں - پھنگیوں -
صناعیاں - معجز نمائیاں +
(۴) "آنکھوں پر ٹھیکری رکھ لیں" کیا محاورہ ہے ؟ اور
کس موقع پر بولتے ہیں ؟
(۵) ذیل کے الفاظ اپنے فقروں میں استعمال کرو :-
خون آشام - جذبات - ملہم غیبی +

شراب خانہ خراب

۱- اگر ہے توبہ شکن کیفِ پُر بہار شراب
تو جاں شکن بھی ہے خمیازۂ خمار شراب
۲- نہ ہو فریفتہ گلرنگ جامِ صہبا پر
کہیں نہ حلق میں چُبھ جائیں دیکھ خارِ شراب

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

۳- وہ بعد مرگ ہے یہ جیتے جی ہے اے مَیخوار
فشارِ قبر سے بھی ہے سوا فشارِ شراب

۴- یہ زندہ مجرم شرعی کا ایک مدفن ہے
نہیں ہے یہ خم صہبا یہ ہے مزارِ شراب

۵- عجب یہ جنس ہے یاں نقدِ جاں کو دے کر بھی
کوئی ہُوا نہ کسی طرح کا مگارِ شراب

۶- اگر بشر ہے تُو بے شر تو آب شر کو نہ پی
نہ بھول کر بھی ہو ساقی سے خواستگارِ شراب

۷- بس اب نہ پال اسے آستینِ عادت میں
ڈسیگا ایک نہ اِک دن سیاہ مارِ شراب

۸- کہیں دکھائے نہ یہ سبز باغ نا فرماں!
نظر کے سامنے یہ پھولا ہے لالہ زارِ شراب

۹- یہ رز کی بیٹی ہے اِس واسطے رذالی ہے
کبھی شریفوں میں ہوتا نہیں وقارِ شراب

۱۰- کسی کو پھل نہ ملا نیک شاخِ مینا سے
ثمر سے دُور رہا سرو جوئبارِ شراب

۱۱- نجف کی حد میں جو پہنچی تو بن گئی سرکہ
گیا امیر کے دربار میں وقارِ شراب

۱۲- نشاں مٹا دئے جس کے گلے کا ہار ہوئی
خزاں کا رنگ لئے ہے گُلِ بہارِ شراب

۱۳- جہان میں ہے یہ مشہور آتشِ سیّال

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

جلائیں خانۂ عزت نہ کیوں شرارِ شراب

۱۴- یہ زرد رُو ہے سدا شاخِ زعفراں کی طرح
کبھی ہرا نہیں ہوتا ہے کشت زارِ شراب

۱۵- سدا ذلیل ہے مَیخوار شک نہیں اے شوق
وہی عزیز ہے یاں جو ہو رُستگارِ شراب

میر عبدالرؤف شوق جعفری

سوالات

(۱) شراب خانہ خراب کی بُرائیاں بیان کرو ٭

(۲) ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ :-
جامِ صہبا - فشار - رز - رستگار - سروِ جوئبار ٭

(۳) ساتویں شعر کا مطلب بیان کرو ٭

(۴) شعر نمبر ۶ میں جو لفظی خوبیاں ہیں - ان کی تشریح کرو ٭

(۵) ترکیب نحوی کرو ؎
خزاں کا رنگ لئے ہے گلِ بہارِ شراب

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

مینڈل کیمرہ

معمولی کیمرہ سے تصویریں لینے میں اب تک سب سے بڑی دقت یہ ہے کہ تصویر میلے شیشے پر لی جاتی ہے - پھر وہ اندھیری کوٹھڑی میں لے جاکر مختلف عروق میں ڈالی اور دھوئی جاتی ہے - پھر تصویر کے کاغذ پر چھاپی جاتی ہے - اس میں بہت دیر لگ جاتی ہے - اور بڑا وقت ضائع ہوتا ہے - اب امریکہ میں شہر چکاگو کی ایک فیرو ٹائپ کمپنی نے مینڈل کیمرے ایسے کیمرے ایجاد کئے ہیں - جن میں تصویر بجائے شیشے کے تصویر کے کاغذ پر براہِ راست لی جاتی ہے - اور اس کیمرے کے نیچے ایک خانہ لگا ہوتا ہے جس میں عرق بھر دیا جاتا ہے - تصویر لیتے ہی فوراً کیمرے کے اندر ہی تصویر کا کاغذ اس عرق میں ڈبو دیا جاتا ہے - اور ایک منٹ ڈوبے رہنے کے بعد باہر نکال کر صاف پانی سے دھوکر فوراً تصویر تیار ہو جاتی ہے ؛

ان جدید مینڈل کیمروں کی قیمت تیس روپیہ سے لے کر ایک سو ساٹھ روپیہ تک علٰے قدر

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

جسامت و نفاست متقرر ہے۔ علاوہ ایک عمدہ سامان تفریح کے یہ کیمرہ بڑے شہروں میں ایک معقول ذریعۂ آمدنی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وہاں تصویر کھچوانے کے شائق بہت ہوتے ہیں۔ اور اُن کی فرمائش دو تین منٹ میں پُوری ہو کر مکمل تصویر اُن کے ہاتھ فروخت ہو سکتی ہے۔ بڑے جلسوں کے موقعوں پر اگر بیس شرکائے جلسہ بھی اپنی اپنی تصویر منفرداً کھچوائیں تو مصوّر کو معقول رقم گھنٹہ سوا گھنٹہ کے اندر ان سے وصول ہو سکتی ہے۔ اس کیمرے کے متعلق ہدایات حسب ذیل ہیں۔ بغیر ان ہدایات کو بار بار پڑھے اور سمجھے ہوئے تصویر مت کھینچو۔

ان ہدایات کو سمجھ کر پہلا کام عرق بنانا ہے اس کی ترکیب ڈبہ پر جو کیمرے کے ساتھ ملتا ہے۔ چھپی ہوئی ہے۔ ڈبہ میں تین سفوف ہوتے ہیں۔ کیمرہ کے نیچے جو خانہ عرق بھرنے کے لئے لگا ہوُا ہے۔ اس میں تقریباً تین اونس پانی ڈالنا کافی ہے۔ لہذا تین اونس عرق بنانے کے لئے پہلی دوا کی ڈبیہ میں سے جو سب سے چھوٹی ہے۔ ستائیس گرین دوا اور دوسری ڈبیہ میں سے جو اس سے بڑی ہے ایک

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ڈرام بیالیس گرین دوا اور تیسری ڈبیہ میں سے
جو سب سے بڑی ہے۔ پانچ ڈرام بیس گرین
دوا تول کر اور تینوں دواؤں کو ملا کر ان میں
تین اونس گرم پانی ملا دو۔ پھر اس میں ڈیڑھ
ڈرام لیکر ایمونیا جو تینوں سفوف سے علیحدہ
ایک بوتل میں کیمرہ کے ساتھ آتا ہے ملا دو۔
اب دوا تیار ہے۔ مگر جب تک ٹھنڈی نہ ہو۔
قابلِ استعمال نہیں۔ جب سرد ہو جائے تو کیمرے
کے نیچے لوہے کے خانہ میں بھر دو۔ تینوں
سفوف گھولنے سے دوا دھندلی بنتی ہے۔ لیکن
ایمونیا ڈالنے سے وہ صاف اور شفاف ہو جاتی
ہے +

کارڈ پر تصویر لی جاتی ہے۔ یہ کارڈ دو
قسم کے ہیں۔ چھوٹے اور بڑے کارڈوں کا
ایک بکس کیمرے کی سیاہ آستین کے اندر لے
جا کر اس طرح رکھو۔ کہ کارڈوں کی چکنی سطح
جس پر تصویر اُترتی ہے۔ کیمرہ کی دیوار کی
طرف رہے۔ اس طرح ایک بکس ۵ فوٹو بٹن کا
کیمرے کے اندر رکھ دو۔ اور عرق کے خانہ کو
تقریباً تین اونس دوا سے اتنا بھر دو۔ کہ تین
حصہ بھر جائے۔ ایک حصہ خالی رہے۔ یہ خانہ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کیمرے کے پچھلے حصّہ میں لٹکایا جاتا ہے - جب
تصویر لینی چاہو تو سیاہ آستین میں سے ہاتھ کیمرے
کے اندر لے جاکر ہولڈر کھولو - یعنی اپنی طرف
سرکا لو - اس میں کارڈ یا بٹن لگایا جاتا ہے - پھر
کارڈ کے بکس میں سے ایک کارڈ نکال کر ہولڈر
میں رکھ دو اور ہولڈر کو پورا بند کر دو - اور
کیمرہ کے اوپر جو شیشہ چوکور لگا ہے اُس میں
اس شخص یا چیز کو دیکھو جس کی تصویر لینی
ہے - یہ احتیاط ضروری ہے کہ وہ چیز جس کی
تصویر لینی ہے - اس شیشے کے بیچ میں دکھائی
دے - ایسا نہ ہوگا تو تصویر بیچ میں نہ اُتریگی -
جب شیشہ کے بیچ میں وہ چیز دکھائی دینے لگے
تو کیمرے کے اندر سوراخ کھلتا ہے اور کارڈ
پر تصویر اُترتی ہے - اب کیمرے کے اندر آستین
میں سے ہاتھ لے جاکر وہ ہولڈر جس میں کارڈ
لگا تھا - اپنی طرف سرکا لو - اور کارڈ اُس میں
سے نکال کر دوائی کے خانہ میں ڈبو دو - ایک
منٹ تک ڈوبا رہنے دو - عرق کے خانہ ہی میں
چار کارڈ تک ایک ساتھ یا کسی قدر آگے پیچھے
ڈبوئے جا سکتے ہیں - خانہ میں سے ایک منٹ
کے بعد کارڈ نکال کر تصویر کو صاف پانی میں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ایک منٹ تک کھنگالنا چاہیئے +

ہولڈر میں ایک گول سوراخ بھی ہے۔ یہاں بٹن لگایا جاتا ہے۔ جب بٹن فوٹو لینا ہو۔ تو ہولڈر کے کھولنے یعنی اپنی طرف سرکانے کی ضرورت نہیں ہے۔ بٹن کے بکس سے جو کیمرے کے اندر رکھ دیا ہے۔ ایک بٹن کو نکال کر سوراخ کے باہر اس طرح لگا دو کہ بٹن کی چکنی سطح پر جو تصویر آئیگی۔ باہر شیشے کی طرف رہے۔ سوراخ کے نیچے بٹن رکھنے کی جگہ بنی ہوئی ہے۔ اب جس چیز کی تصویر لینی ہے۔ اس کو چوکور شیشے میں دیکھو اور کیمرہ اس طرح رکھو کہ اس چیز کا عکس شیشے کے بیچوں بیچ پڑے۔ پھر کیمرے کا منہ کھول کر جو تسمہ باہر لٹکتا ہے۔ اس کا بٹن دباؤ۔ پھر کیمرے کے اندر ہاتھ لے جا کر بٹن کو جہاں سوراخ کے پیچھے لگایا تھا وہاں سے ہٹا کر عرق کے خانہ میں ڈبو دو +

ہولڈر کو سرکا کر ترچھا کیا جا سکتا ہے تاکہ کارڈ پر تصویر بجائے کھڑی کے آڑی لی جا سکے۔ جب کئی چیزوں یا اشخاص کی تصویر اتارنی ہو تو یہ طریقہ مناسب ہوتا ہے۔ اس کی ترکیب یہ ہے کہ ہولڈر میں پہلے کارڈ رکھ کر بند کر دو۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

پھر ہولڈر کو سرکا کر آڑا کر دو۔ یعنی جہاں تک وہ آڑا ہو سکے۔ گھماؤ۔ پھر کیمرہ کا منہ کھول کر تسمہ کا بٹن دبا کر تصویر لو۔ اب ہولڈر کو جو آڑا کر دیا تھا۔ پھر اپنی اصلی جگہ سرکا کر کھڑا کر دو۔ پھر ہولڈر کو کھولو اور تصویر کا کارڈ اس میں سے نکال کر دوا کے خانہ میں ڈال دو۔ پورے ایک منٹ تک ڈالے رکھو۔ پھر تصویر کے خانہ میں سے نکال کر ایک منٹ تک تازہ پانی میں کھنگالو +

یہ یاد رکھو کہ زیادہ دیر تک بٹن دبانے سے تصویر اجلی آتی ہے۔ تھوڑی دیر دبانے سے گہری یعنی سیاہی مائل تصویر آئیگی۔ جس چیز کی تصویر لینی ہو۔ اس کو اچھی روشنی میں رکھو۔ یعنی اگر آدمی کی تصویر لینی ہو تو اس کو اس ترکیب سے کھڑا کرو یا بٹھاؤ کہ اُس کے منہ پر پُوری روشنی ہو۔ اگر وہ شخص دھوپ میں کھڑا ہے۔ اور اُس کے چہرے پر دھوپ ہے۔ تو تسمہ کا بٹن دبا کر چھوڑ دو۔ اگر وہ سایہ میں ہے یا ابر آ رہا ہے۔ اور دھوپ نہیں ہے تو تسمہ کا بٹن آدھے منٹ تک دبایا جا سکتا ہے۔ جتنی دیر تک بٹن دباؤگے۔ اسی قدر تصویر اُجلی آئیگی۔ اگر تصویر

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اجلی آئے تو سمجھ لو کہ تم نے بٹن زیادہ دیر
تک دبایا۔ اگر تصویر بہت گہری آئی تو سمجھ لو
کہ تم نے تسمہ کا بٹن زیادہ دیر تک نہیں دبایا۔
جب تسمہ کا بٹن دبایا جائے تو کیمرہ ہلنا نہیں چاہئے۔
اگر ذرا بھی ہل گیا تو تصویر بگڑ جائیگی۔ چیزیں
کیمرہ سے جس قدر دُور ہونگی۔ اسی قدر اُن کی
تصویر چھوٹی آئیگی۔ مثلاً اگر تمہیں پندرہ آدمیوں
کی تصویر یک جا لینی ہو تو اُن کو کیمرے سے
سات آٹھ گز کے فاصلہ پر کھڑا کرنا چاہئے۔
اس سے کم فاصلہ پر ان سب کی تصویریں نہیں
آ سکینگی۔ پیمانہ جو کیمرے کے ساتھ آتا ہے۔
اس میں چار اونس پانی آ سکتا ہے۔ پہلے اونس
کے آٹھ حصے کر دئے گئے ہیں۔ کیونکہ ایک اونس
میں آٹھ ڈرام ہوتے ہیں۔ اگر ہم کو دو ڈرام
ایمونیا ڈالنا ہے تو پیمانہ وہاں تک بھرو۔ جہاں
نیچے کی طرف کا چھوٹا ہندسہ پیمانہ میں بنا ہے۔
تصویر دھونے کا پانی جلد جلد بدلتے رہو۔
دوا تازہ بنا کر خانہ میں بھرنی چاہئے۔ صفائی کی
نہایت ضرورت ہے۔ دوا کا خانہ۔ پانی کا پیالہ
اور پیمانہ خصوصاً بہت صاف رہنے چاہئیں۔ دوا
کے خانہ کو ہمیشہ بند رکھنا چاہئے۔ ورنہ روشنی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

میں تصویریں بگڑ جائینگی - ایک تصویر کو دو یا
تین منٹ تک ڈبونا کافی ہے - لیکن سردی میں کسی
قدر زیادہ عرصہ تک ڈبونا ضروری ہے - اور
گرمی میں کم - دوا میں سے بہت جلد تصویر
نکالنے سے وہ بگڑ جاتی ہے - نکالنے کے بعد
ایک منٹ تک تصویر کو صاف پانی میں کھنگالو -
جتنی دیر تک کھنگالوگے اسی قدر تصویر دیرپا
ہوگی - اگر نہ دھوئی گئی یا کم دھلی ہو - تو چند
منٹ کے بعد اُڑ جائیگی - گیلی تصویر کو ہاتھ مت
لگاؤ - اگر تصویر نیلی یا ہری آئے تو سمجھو ایمونیا
کم ڈالا ہے - یا ایمونیا اچھا نہیں ہے - ایمونیا
کُھلا رہنے سے ہلکا ہو جاتا ہے - ایمونیا چھبیس
نمبر کا ہونا چاہیئے - اور بیس نمبر سے کم طاقت
کا بیکار ہے ۔

شیبانی

سوالات

(۱) فوٹو مذکر ہے یا مؤنث ؟ کوئی ایسا شعر بناؤ جس
میں فوٹو کا لفظ آئے ۔
(۲) کیمرہ کسے کہتے ہیں اور مینڈل کیمرہ کیا ہوتا ہے ؟
(۳) تصویر تیار کرنے کا طریقہ مختصر الفاظ میں بیان کرو -
(۴) تصویر کارڈ پر کس طرح لی جاتی ہے ؟

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

(۵) ذیل کے الفاظ کی تشریح کرو:-
اونس - ڈرام - لیکور ایمونیا - بٹن - ہولڈر

بستر بیمار

۱- یوں تو ہو جاتا ہے مایوسی میں ہر دل بیقرار
ہے مریض غم کا لیکن سخت ابتر حالِ زار
۲- ضعف سے بیکار سب اعضا سراسر ہو گئے
لاغری سے ہے تنِ محزوں کی رگ رگ آشکار
۳- جسم میں اب فرطِ غم سے خون اتنا بھی نہیں
جس کو کر دے قلب مضطر نذرِ چشمِ اشکبار
۴- منظرِ عالم سے ساری خوبیاں جاتی رہیں
اب کہاں لطفِ ہوائے باغ و سیرِ کوہسار
۵- بار ہے آنکھوں کی پلکوں کا اٹھانا ضعف سے
ایک دفتر ہے نگاہِ لاغرِ بیمارِ زار
۶- اب کہاں ہیں آرزوئے دل کی وہ بیباکیاں
اب کہاں ہے شوق کا وہ جذبۂ بے اختیار
۷- جسمِ لاغر اور تنِ محزوں کا جب یہ حال ہو
کیا بیاں ہو کیا رقم ہو اس کے دل کا اضطرار

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

۸- ایک محشر ہے بپا اس کے تخیل میں مگر
کشمکش میں ہے مریضِ مضطرب کی جانِ زار

۹- اک طرف مستغنئ عالم ہے جانِ درد مند
اک طرف دامن کشاں بچوں کا اخلاص اور پیار

۱۰- اک طرف مایوسئ دل مقتضائے ترکِ حرص
اک طرف ہے خونِ بربادئ جملہ کار و بار

۱۱- جانِ بیمارِ حزیں کو چین آئے کس طرح
مبتلا ہے سخت حیرانی میں عقلِ سادہ کار

۱۲- رفتہ رفتہ پھر تخیّل اس سے جاتا ہے گذر
دل پہ چھا جاتا ہے یادِ عمرِ رفتہ کا غبار

۱۳- پھرتا ہے نظروں میں اُس کی پھر لڑکپن کا سماں
پھرتی ہے آنکھوں میں اُس کی پھر جوانی کی بہار

۱۴- دیکھتا ہے ہر طرف حیرت بھرے انداز سے
یاد آتے ہیں اُسے سب ہمنشین و غم گُسار

۱۵- یاد آتے ہیں اُسے پھر اپنے اعمالِ قبیح
دل ہی دل میں اپنے ہوتا ہے نہایت شرمسار

۱۶- غور کرتا ہے کرے ان کی تلافی کچھ مگر
یہ خیال آتا ہے آخر ہے حیاتِ مستعار

۱۷- دل ہی دل میں ہوتا ہے اپنے پشیماں وہ مریض
بازگشتِ عمر کی کرتا ہے خواہش بار بار

۱۸- پھر اسی حالت میں ہو جاتا ہے غالب ضعفِ قلب

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اور ہو جاتا ہے آنکھوں میں جہاں تاریک و تار

جگت موہن لال رواں ایم - اے

سوالات

(۱) اس نظم کا خلاصہ نثر میں بیان کرو ۔
(۲) معانی بتاؤ :-
لاغری - قلب مضطر - محزوں - مستغنی - تخیّل ۔
(۳) عقلِ سادہ کار سے کیا مراد ہے اور اعمالِ قبیح کسے کہتے ہیں ؟
(۴) حیاتِ مستعار کا کیا مطلب ہے ؟
(۵) قواعد کے رُو سے ذیل کے الفاظ کیا ہیں :-
تاریک و تار - غمگسار - لڑکپن - یاد ۔
(۶) ترکیب نحوی کرو ۔
دل پہ چھا جاتا ہے یادِ عمرِ رفتہ کا غبار

انوکھی ستی

ہندوستان کی درسی کتابوں میں اکثر زور کے ساتھ اس زمانہ کا ذکر کیا جاتا ہے - جب سایۂ برطانیہ نے سرزمینِ ہند سے رسمِ ستی کی بیخکنی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کر دی۔ مُردہ خاوند کی لاش کے ساتھ بیوی کا جل مرنا قانوناً جرم قرار دے دیا اور اس فعل کی امداد اور اعانت کو بھی جُرم ٹھیرایا۔ لیکن نہ معلوم کتنے لوگوں نے اس بات پر غور کیا ہے کہ رسم ستی فی الحقیقت ہند بھی ہو گئی ہے یا نہیں! اس میں شک نہیں کہ جہاں تک ظاہری جل مرنے کا تعلق تھا وہ تو رُک گیا ہے مگر ایک اور جل مرنا ہے جو ابھی تک جاری ہے جس کے انسداد کی کوئی صُورت جلد بنتی نظر نہیں آتی اور ہندوستان کی عورتوں کو اس طرح جلا کر خاک کر دینے والی آگ سے بچانے والا کوئی دکھائی نہیں دیتا۔ ستی بذاتِ خود ایسی بُری رسم نہ تھی کہ اُسے جُرم کہا جا سکے۔ اس کو معیوب اس بات نے بنا دیا کہ عورتیں جلنے پر مجبور کی جانے لگیں۔ ورنہ باختیارِ خود جوشِ محبّت کے اثر سے آگ میں کُود پڑنا مجنونانہ حرکت ہو تو ہو۔ مگر محض وحشیانہ حرکت نہ تھی۔ بلکہ انسانی طبیعت کے ایک زبردست جذبہ کا پُر زور ظہور تھا۔ ہندوستان کی بیشمار ستی ہونے والی بیواؤں میں کتنی ایسی نیک نہاد اور پاک طینت عورتیں بھی ہو نگی کہ جن کی مردانگی کی یادگار میں بت بیبیاں بنائے جائیں تو مناسب ہونگے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

دیکھئے ایک ایرانی شاعر کے دل پر ہندوستان کی اس رسم کا کیا اثر ہوا - وہ کہتا ہے ؎

در[1] محبت چو زنِ ہندی کسے مردانہ نیست
سوختن بر شمع مُردہ کارِ ہر پروانہ نیست

دیکھئے اُس نے جل مرنے کو ایسا فعل قرار دے کر جو رضا و رغبت سے کیا گیا ہو - ستی کی کیسے خوبصورت الفاظ میں تعریف کی ہے - اور ہندوستان کی عورتوں کی محبت اور مردانگی کی کیا بے ساختہ داد دی ہے - اُس آگ میں اگر اسّی فی صدی مجبوراً کودتی تھیں تو یہاں نوّے فی صدی مجبوراً کُڑھ کُڑھ کر مر جاتی ہیں - اس میں چوبیس فی صدی سچّے جوش سے اپنے آپ کو قربان کرتی تھیں - کم از کم اُن کی داد تو ملتی تھی - ان کی قسمت پر ہمارے ایرانی شاعر جیسے آنسو بہانے والے تو پیدا ہو جاتے تھے - اور یہاں تو نہ کوئی خوشی سے بقیۂ زندگی تلخ کر لینے والیوں کی داد دیتا ہے نہ مجبوراً جل بجھنے والیوں کے درد کو محسوس کرتا ہے - ہندوستان

[1] محبت میں ہندوستانی عورت کے برابر کوئی بہادر نہیں ہے - بجھی ہوئی شمع پر جلنا ہر پروانہ کا کام نہیں ہے ۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کے ہر گھر اور ہر گھر میں نہیں تو ہر گلی میں اور ہر گلی میں نہیں تو ہر محلے میں ایسا بھاڑ موجود ہے جس میں کوئی نہ کوئی باعصمت خاتون بیگناہ نہ جل رہی ہو۔ مگر غضب ہے کہ دھواں تک نہیں اُٹھتا۔ اور اگر اُٹھتا ہے تو کوئی دیکھتا تک نہیں۔ اور اگر کوئی دیکھتا بھی ہے تو آگ بجھاتا نہیں۔ وہ جلنا ایک آدھ گھنٹے کے لئے تھا۔ یہ جلنا ساری عمر کے لئے ہوتا ہے۔ اُس جلنے پر کفِ افسوس ملتے تھے۔ اِس جلنے کی کسی کو خبر بھی نہیں۔ اُس جلنے کے بعد راکھ قدر و منزلت کے ساتھ اُٹھا کر دریائے رواں کے صاف شفاف اور ٹھنڈے پانی میں بہا دیتے تھے۔ اور اُس راکھ کے ذرّوں کو پانی برسوں ٹھنڈک تو پہنچاتا تھا۔ یہاں راکھ ہونے کی نوبت آنے سے پہلے ہی کچھ ایسے سامان ہوتے ہیں جو آگ پر تیل کا کام دیں۔ اور تیل بھی وہ تیل کہ جو چپکے چپکے آتش کو تیز تو کر دے۔ مگر بھڑکنے نہ دے۔

یہ سب امتیاز چھوڑ کر اُس ستی اور آج کل کی ستی میں بڑا فرق یہ ہے کہ وہ قربانی خاوند کے مرنے کے بعد کرنی پڑتی تھی۔ اور اِس قربانی میں کئی ایک نیک بخت عورتیں بھی ہیں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

جو خاوندوں کے جیتے جی پچتا رہی ہیں۔ شاعر نے
فی الواقعہ عجیب نکتہ پیدا کیا ہے اور زنانِ ہند
کو نہایت نفیس پیرایہ میں دوسری عورتوں پر قربانیٔ
نفس میں ترجیح دی ہے۔ مانا کہ محبت میں بڑی
قوت ہے۔ اور عورت خاوند کی محبت میں یوں
جان دیدے۔ جیسے پروانہ شمع پر نثار ہو کر
مر جاتا ہے۔ مگر ایسا پروانہ اور کہاں ملتا ہے
جو گل شدہ شمع کے گرد پھرے۔ اور بجھی ہوئی شمع
پر فدا ہو جائے۔ یہاں بجھی شمع پر فدا ہونے
والیاں آج بھی موجود ہیں۔ ایک تو وہ جو
خاوند کے مرنے سے حسبِ رواج ملک زندہ در
گور ہیں۔ اُن کی حالت کی پُر درد کہانی چھیڑنے
کے قابل نہیں۔ کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ اِن کو
چھوڑ کر ذرا ان کی حالت پر نظر ڈالیئے۔ جو
خاوندوں کے جیتے جی اپنی مُصیبت میں ہیں۔
کئی گھر ایسے ملینگے۔ جہاں خاوند کے دل میں
محبت کی آگ یا تو جہاں تک بیوی کا تعلق
ہے۔ کبھی بھڑکی ہی نہیں۔ یا تھی تو بجھ چکی
ہے۔ مگر بیوی کے دل کو ٹٹولو۔ اسی بجھے ہوئے
شعلہ کے گرد چکر لگا رہا ہے۔ جو الفت پہلے
تھی۔ اب بھی ہے اور جو خدمت کا شوق شروع

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

میں تھا۔ وہ آخر تک پایا جاتا ہے۔ جو ایثار آغاز میں تھا۔ وہی انجام تک ہے۔ جو وفا بچپن سے سیکھی تھی وہ ہاتھ سے نہیں گئی۔ اندر ہی اندر تن من سب جلا دیا مگر ظلم پر اُف تک نہیں کی۔ یہ وہ ستی ہے جس میں زنِ ہند آج تک ستی سے بڑھ کر مردانگی دکھا رہی ہے۔ ہاں آج کل اس بہادری کی قدر مفقود ہے۔ مگر یہ بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ اِس صفت خاص میں دُنیا بھر کی عورتوں میں ہندی عورت اپنا جواب نہیں رکھتی۔

شیخ سر عبد القادر

سوالات

(۱) ستی سے کیا مراد ہے؟ یہ رسم کس کے وقت میں بند کی گئی؟

(۲) فاضل مضمون نگار نے گزشتہ اور موجودہ زمانہ کی ستی میں کیا فرق دکھایا ہے؟

(۳) ایرانی شاعر سے کس کی طرف اشارہ ہے؟

(۴) وہ کونسی صفت ہے جس میں ہندوستانی عورت دُنیا بھر کی عورتوں میں اپنا جواب نہیں رکھتی؟

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

پان

۱- شاہِ اکبر ہند کا سب سے بڑا تھا تاجدار
نورتن دربار میں جس کے تھے فخرِ روزگار
۲- اپنے اپنے علم و فن میں تھا ہر اک اہلِ خطاب
بیربر ان سب میں تھا لیکن عجب حاضر جواب
۳- شاہ کیواں جاہ جب کچھ اس سے کرتے تھے سوال
بے تکلف عرض کرتا تھا جواب حسبِ حال
۴- بذلہ سنج و نکتہ دان و خوش بیاں ایسے کہاں!
باکمال ایسے کہاں اب قدرداں ایسے کہاں!
۵- حسبِ دستور ایک دن دربار میں شہ نے کہا
کوئی پتا ہے جہاں میں سارے پتوں سے بڑا
۶- مسکرا کر رہ گئے خاموش اہلِ انجمن
بیربر سمجھا کہ ہے میری طرف روئے سخن
۷- بول اٹھا برجستہ اس پتے کا میں دے دوں پتا
شاہ کے منہ تک جو پہنچے ہے وہی پتا بڑا

۸- اس لطیفے میں تھا اک پر لطف اشارہ پان کا
واقعی پتہ بھی ہے یہ اک انوکھی شان کا
۹- پودے ہیں سو سو طرح کے اور ملکوں میں مگر

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بیل اس کی تو کہیں چڑھتی نہیں آتی نظر
۱۰- تخت ہے سرسبز کیسا کشت زارِ ہند کا
ہے یہ برگِ سبز بھی تحفہ دیارِ ہند کا
۱۱- ہدیۂ منعم بھی ہے یہ تحفۂ درویش بھی
قدرداں ہر بزم میں ہیں خاص و عام اس کے سبھی
۱۲- میزباں کا بے تکلف خوانِ نعمت ہے یہی
ہند میں مہماں کی پہلی رسم دعوت ہے یہی
۱۳- ہو گلاب و عطر آکر پیشکش یا ہار پھول
پا ہی جاتا ہے یہ برگِ سبز بھی رنگِ قبول
۱۴- ہے یہ برگِ سبز خاصیت میں بھی اپنی عجیب
کہتے ہیں اس کو مفرح بھی مسکن بھی طبیب
۱۵- ہے یہ فرحت بخش قلبِ ناتواں کے واسطے
بخشتا ہے بو بے خوش کام و زباں کے واسطے
۱۶- اک گلوری کھا کے اس پتے کی لذت دیکھئے
قلب میں ہوتی ہے کیا پیدا بشاشت دیکھئے

مولانا شفق عمادپوری

سوالات

(۱) اکبری نورتن سے کیا مراد ہے؟ تشریح کرو۔
(۲) بیربر کون تھا اور کیوں مشہور ہے؟
(۳) بذلہ سنج کسے کہتے ہیں؟

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

(۴) ذیل کے الفاظ اپنے نقروں میں استعمال کرو:-
کشت زار - برگِ سبز - خوانِ نعمت - پیشکش +
(۵) پان کس طرح مفید ہے؟

قُطب نُما

ا- قطب نما کو عربی زبان میں "ابرۃ القبلہ" یا "ابرۃ الملاحین" اور انگریزی زبان میں کمپس (Compass) کہتے ہیں- یہ ایک آلہ ہے- جو ایک دائرہ اور ایک سوئی پر مشتمل ہے- دائرہ کے مرکز میں سوئی اُفقی ہیئت پر ایک کیل میں جمی ہوتی ہے- جو نیچے اوپر تو نہیں ہٹ سکتی- البتہ چاروں طرف گھوم سکتی ہے- دائرہ کو عموماً چار خطوں کے ذریعہ سے چار حصّوں پر تقسیم کر کے چار سمتیں ظاہر کی جاتی ہیں- انگریزی ساخت کے قطب نما میں مغرب کے لئے (W) مشرق کے لئے (E) جنوب کے لئے (S) شمال کے لئے (N) استعمال کیا جاتا ہے- بعض قطب نما اور خاص کر جہازی کمپس میں چار حصّوں کے علاوہ دائرہ میں درجوں کے نشان بھی پائے جاتے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہیں اور شمال کے لئے ایک پھول ہوتا ہے ٭

۲- یہ چھوٹا سا آلہ ہے لیکن بڑی اور بحری مسافروں کا رہبر اور بھولے بھٹکوں کے لئے خضر رہنما ہے- لق و دق بیابانوں اور صحراؤں میں یہ ہاتف غیب کا کام دیتا ہے- گھنے جنگلوں اور پیچ در پیچ دریاؤں کی صحیح سمتوں کا معلوم کرنا اسی آلہ پر منحصر ہے- اندر ہی اندر سرنگیں لگانا زیادہ تر اسی پر موقوف ہے- آسمان پر ستارے کچھ کام دے سکتے ہیں- لیکن زمین پر صحیح سمت اسی سے معلوم ہو سکتی ہے- اگر یہ نہ ہو تو خاطر خواہ سرنگ کا تیار ہونا محال ہو جائے- ابر اور کہر میں یہ ہی کام آتا ہے- اس نے فن جہاز رانی میں جان ڈال دی ہے- اور انسان کو ناپیدا کنار سمندروں کا مالک بنا دیا ہے ٭

۳- قطب نما کی اصل چیز صرف اُس کی سوئی ہے جو ہمیشہ شمال و جنوب کو بتاتی ہے- سوئی میں یہ خاص میلان پیدا کرنے والی چیز مقناطیسی یا برقی قوت ہے- مقناطیسی سوئی کا رُخ قطبین کی جانب رہتا ہے- اور سوئی کا ہر ایک سرا ایک ایک قطب سے مخصوص رہتا ہے- جنوبی سرا شمال کی طرف کبھی نہیں ہو سکتا- برقی یعنی مقناطیسی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

قوت کی دو قسمیں ہیں۔ یعنی موجبہ اور سالبہ۔
ان کا نقطۂ اتصال سوئی کے بیچوں بیچ میں ہے۔
موجبہ کا رُخ ہمیشہ شمال کی طرف اور سالبہ کا
جنوب کی طرف رہتا ہے +

۴۔ برقی قوت کو کہربائی قوت بھی کہتے
ہیں۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ سب سے پہلے
اس کا تجربہ کہربا پر کیا گیا تھا۔ سنہ ہجری سے
تقریباً بارہ سو اور آج سے تخمیناً اڑھائی ہزار
سال پہلے حکیم تالیس ملطی نے یہ دریافت کیا
تھا کہ کہربا کو رگڑنے سے اس میں ایک نئی
کیفیت پیدا ہوتی ہے کہ وہ تنکوں اور پرزوں
کو جو اس کے قریب ہوں۔ اپنی طرف کھینچ
لیتی ہے +

۵۔ اس امر کا صحیح پتہ نہیں چل سکتا۔ کہ
مقناطیس کی یہ خاصیت یعنی قطبین کا بتانا انسان
پر کب اور کس طرح منکشف ہوئی اور یہ قدرتی
بھید اس پر کس طرح کھلا۔ لیکن اتنا ضرور
ثابت ہے کہ آج سے تقریباً تین ہزار سال
پہلے دُنیا میں قطب نما موجود تھا۔ آج سے دو
ہزار سال پہلے چین میں قطب نما رائج تھا۔
ممکن ہے کہ سب سے پہلے چینیوں ہی نے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

مقناطیس کی یہ خاصیت معلوم کی ہو اور وہی اس سے قطب نما کا کام لینے میں کُل اقوام سے آگے ہوں ۔

۶۔ پتہ نہیں چل سکتا کہ ہندوستان میں قطب نما کب سے موجود ہے ۔ لیکن قدیم آثار و علامات جن کا وجود دو ہزار برس یا اُس کے قبل سے ہند میں موجود ہے ۔ ہمیں یہ قیاس کرنے کی اجازت دیتے ہیں ۔ کہ قدیم زمانہ میں ہند میں بھی قطب نما کامیابی کے ساتھ رائج ہوگا ۔ تہ خانوں اور سرنگوں کے مٹے ہوئے آثار جو ہندوستان کے متعدد مقامات میں موجود ہیں ۔ شاہد ہیں کہ ہند والے اس آلہ کو استعمال کرتے تھے ۔

یہ ثابت ہو چکا ہے کہ چھٹی صدی عیسوی سے پہلے عربوں میں قطب نما کا رواج ہو چلا تھا ۔ اور اس صدی کے اوائل میں تو اس کا استعمال ان میں بالکل عام ہو گیا تھا ۔ یہ وہ زمانہ ہے ۔ جبکہ یورپ اور مغربی ایشیا کی کسی قوم کے پاس قطب نما کا پتہ نہ تھا ۔ بلکہ وہ اس سے محض ناواقف تھے ۔ چونکہ یہ ثابت نہیں ہوتا کہ عربوں میں قطب نما چین سے آیا ۔ اس لئے اکثر مؤرخوں نے عربوں کو ہی قطب نما کا موجد مانا ہے ۔ وہ کہتے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہیں کہ چینیوں نے کبھی بڑے سفر نہیں کئے نہ دوسرے ملکوں میں تجارتی اغراض سے آمد و رفت کا سلسلہ قائم کیا۔ برخلاف اس کے عربوں نے چین سے مستقل طور پر سلسلۂ آمد و رفت قائم کر دیا تھا۔ چین اور عرب کے مابین وہ بُعد المشرقین اور نا معلوم راستوں کی نا محدود صعوبتوں کے باوجود کامیابی کے ساتھ سفر طے کرتے تھے۔ یہ قطب نما کے استعمال کا بیّن ثبوت ہے۔ خواہ عربوں نے قطب نما کو اہلِ چین سے لیا ہو یا اُس کے موجد خود ہی ہوں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ دوسری قوموں اور خاص کر یوروپین اقوام نے جتنی مفید مفید چیزیں مسلمانوں سے لی ہیں۔ اُن کی فہرست میں قطب نما نہایت مہتم بالشّان ہے۔ کیونکہ یہ ہی آلہ یوروپ کی کل بحری طاقت۔ سہولتِ آمد و رفت ۔ تجارتی ترقی اور اکثر تحقیقات بلکہ تقریباً جملہ ترقیات کی کنجی ہے ۔

یوروپین اقوام میں سب سے پہلے فرانسیسیوں اور پرتگالیوں میں قطب نما کے استعمال کا پتہ ملتا ہے۔ ایک عرصہ تک ان اقوام نے بھی اس کو راز کی طرح چھپائے رکھا۔ لیکن رفتہ رفتہ دوسری قوموں نے بھی اسے اُڑا لیا۔ ڈاکٹر گلبرٹ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کا قول ہے کہ مارکو پولو سب سے پہلے ۱۲۹۵ء میں چین سے اٹلی میں قطب نما لایا تھا۔ لیکن یہ صحیح نہیں۔ کیونکہ اہل یورپ نے چین سے اس کا استعمال نہیں سیکھا۔ بلکہ مسلمانوں سے حاصل کیا ہے۔ ممکن ہے کہ ۱۲۹۵ء میں یہ چین سے بھی لایا گیا ہو۔ لیکن اوّلیت کسی طرح اس کو نصیب نہیں ہو سکتی۔ بہت سے ثبوت ہیں کہ سوریا بروج وغیرہ میں ۱۲۹۶ء سے پہلے قطب نما کا رواج موجود تھا۔ بلکہ فرانس میں تو ۵۸۶ھ ہجری میں قطب نما سے کام لیا جانا پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا ہے۔ اوّل اوّل تو یورپ میں مسلمانوں یا چینیوں کے تیار کردہ قطب نما استعمال ہوتے رہے۔ اور بعد میں خود بھی بنانے لگے۔ اس کا استعمال چھٹی صدی ہجری کے اوائل سے ثابت ہوتا ہے۔ اور آٹھویں صدی ہجری کے اوائل میں تو یہ آلہ خود یہیں تیار ہو گیا۔ چنانچہ سب سے پہلے نابلی یعنی نیپلز کے ایک باشندے "فلافیوجا" نے ۷۰۳ھ میں قطب نما کی سوئی تیار کی کہ جس کو یورپ میں قطب نما کا موجد و مخترع مانا جاتا ہے۔ اس کے بعد کئی شخصوں نے قطب نما تیار کیے مگر اس وقت اُن کی ساخت اور صناعی کا دائرہ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ایک حد تک محدود رہا - جب تک کہربائی یا برقی قوت کی تحقیقات نے خاطر خواہ ترقی نہیں پائی۔ اور مصنوعی مقناطیس بنانے کا گُر انسان کے ہاتھ نہ لگ گیا - اس کے بعد سے قطب نما کا بنانا اور استعمال کرنا روز بروز اس قدر عام ہوتا گیا - کہ آج ایک معمولی آدمی بھی اپنی گھڑی کے ساتھ اس کو زیب صدر کئے رہتا ہے ۔

مصنوعی مقناطیس ایک نعل کی شکل کا فولاد ہے - جس میں برقی باٹری کے ذریعہ برقی قوت بھر دی جاتی ہے - اس مصنوعی مقناطیس پر کوئی فولادی چیز رگڑ دی جائے تو اس میں اصلی مقناطیس کا اثر پیدا ہو سکتا ہے ۔

سید شہاب الدین ہمدوی

سوالات

(۱) قطب نما کی تشریح کرو ۔
(۲) قطب نما کے کیا فواید ہیں ؟
(۳) ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ :-
لق و دق - ہاتف غیب - برّی اور بحری - قطبین - اوائل ۔
(۴) مقناطیسی قوت کو اور کس کس نام سے پکارا جاتا ہے؟ اس کے اقسام بتاؤ ۔
(۵) سب سے پہلے یہ آلہ کس نے ایجاد کیا اور یورپ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

تصویرِ درد

۱۔ نہیں منّت کشِ تابِ شنیدن داستاں میری
خموشی گفتگو ہے بے زبانی ہے زباں میری

۲۔ یہ دستورِ زباں بندی ہے کیسا تیری محفل میں
یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری

۳۔ اٹھائے کچھ ورق لالے نے کچھ نرگس نے کچھ گل نے
چمن میں ہر طرف بکھری ہوئی ہے داستاں میری

۴۔ اڑا لی قمریوں نے طوطیوں نے عندلیبوں نے
چمن والوں نے مل کر لوٹ لی طرزِ فغاں میری

۵۔ ٹپکسا اے شمع آنسو بن کے پروانے کی آنکھوں سے
سراپا درد ہوں حسرت بھری ہے داستاں میری

۶۔ الٰہی پھر مزا کیا ہے یہاں دُنیا میں رہنے کا
حیاتِ جاوداں میری نہ مرگِ ناگہاں میری

۷۔ مرا رونا نہیں رونا ہے یہ سارے گلستاں کا
وہ گل ہوں میں خزاں ہر گل کی ہے گویا خزاں میری

۸۔ عطا ایسا بیاں مجھ کو ہوا رنگیں بیانوں میں

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کہ بامِ عرش کے طائر ہیں میرے ہمزبانوں میں

۹- اثر یہ بھی ہے اک میرے جنونِ فتنہ ساماں کا
مرا آئینۂ دل ہے قضا کے راز دانوں میں

۱۰- چھپا کر آستیں میں بجلیاں رکھی ہیں گردوں نے
عنادل باغ کے غافل نہ بیٹھیں آشیانوں میں

۱۱- سُن اے غافل صدا میری یہ ایسی چیز ہے جس کو
وظیفہ جان کر پڑھتے ہیں طائر بوستانوں میں

۱۲- یہ خاموشی کہاں تک لذّتِ فریاد پیدا کر
زمیں پر تو ہو اور تیری صدا ہو آسمانوں میں

ڈاکٹر سر شیخ محمد اقبال

سوالات

(۱) درد مذکّر استعمال ہوتا ہے یا مؤنّث؟ کوئی ایسا شعر سناؤ جس میں درد کا لفظ آ جائے۔

(۲) ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ:-
زباں بندی - سراپا - حیاتِ جاوداں - مرگِ ناگہاں - وظیفہ۔

(۳) کیا آسمان کو گردوں کہنا درست ہے؟

(۴) ذیل کے الفاظ میں جو واحد ہیں اُن کی جمع اور جو جمع ہیں اُن کے واحد بناؤ:-
عنادل - فغاں - داستاں - قمریوں - شمع۔

(۵) اس شعر کا مطلب بیان کرو:-

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

نہیں منت کش تاب شنیدن داستاں میری
خموشی گفتگو ہے بے زبانی ہے زباں میری

۱۔ کیڑے مکوڑوں میں اگر عقل اور ادراک کو نہ
مانا جائے تو اُن کے قوائے اندرونی جس کے ذریعہ
سے وہ اپنی زندگی کی کل ضرورتوں کو پورا کر
لیتے ہیں۔ ایسا راز ہے جس کو سوائے خُدا کے
اور کوئی نہیں جانتا۔ ادنٰے درجہ کی مخلوق میں
قدرت نے کس طرح سے حواس عطا کئے ہیں۔
اُن کے احساس کا ہم ہرگز تصوّر نہیں کر سکتے۔
اگر یہ مان لیں کہ خدا نے ان کو بھی عقل کا
نورانی جوہر عطا کیا ہے تو یہ بات سمجھ میں
نہیں آتی۔ کہ ایک بئے کا بچّہ جس نے
ماں باپ کی پر حیرت عمارت کی ساخت کو ایک
مرتبہ بھی نہ دیکھا ہو۔ جب اس کو ضرورت
پڑتی ہے تو وہ اُسی طرح کا گھونسلا بناتا ہے
جس طرح کا اور بئے بنایا کرتے ہیں +
۲۔ سوال یہ ہے کہ جانور اپنے فائدے کے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کام سمجھ بوجھ کر کرتے ہیں۔ یا اُن میں کوئی فطرتی قوت ہے؟ اس طرح کام کرنے کی عقل کو عقل حیوانی کہتے ہیں۔ لیکن سچ پوچھو تو عقلِ حیوانی جس کو تعلیم و تربیت سے کوئی واسطہ نہیں۔ جانوروں کے کام کرنے کے ایک نامعلوم اصول کا نام ہے۔ جس کو ہم خود نہیں جانتے ٭

اکثر سائنس دانوں کی یہ رائے ہے کہ شہد کی مکھی میں کسی طرح کی عقل یا سمجھ نہیں۔ وہ مثل اور کیڑے مکوڑوں کے اپنے کل کاموں کو عقلِ حیوانی سے انجام دیتی ہے۔ اس کی انوکھی کاریگری جس کو دیکھ کر بے ساختہ منہ سے داد نکلتی ہے محض عقلِ حیوانی کا نتیجہ ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جو کام وہ کرتی ہے۔ وہ اس کے جسم کی ساخت اور بناوٹ کے مقتضی ہیں۔ لاکھوں برس کی مدت میں ضرورت نے بناتے بناتے چھتہ کی ساخت اور اس کے بنانے کا ایک اصول قائم کر دیا ہے۔ اور یہ کاریگری ہزاروں برس کی مشق سے اس کی عادت بن گئی ہے ٭

۳۔ اس کے برخلاف ایک گروہ کی یہ رائے ہے کہ شہد کی مکھی کو قدرت نے غیر معمولی عقل

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اور سمجھ عطا فرمائی ہے۔ کیونکہ جب کوئی نئی مشکل آن پڑتی ہے تو اُس کے حل کرنے میں مکھیاں اس قسم کی دانائی سے کام لیتی ہیں جنہیں ہم عادت یا فطرت نہیں کہہ سکتے ۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مکھیاں کسی چھتے میں سرگرمی سے کام کر رہی تھیں۔ اتفاقاً چھتے کا ایک ٹکڑا ٹوٹ کر گر گیا۔ یہ دیکھ کر مکھیوں نے اپنا کام بند کر دیا اور چھتے کی جڑ میں سریش لگانا شروع کیا اور جب تک چھتے کی جڑ خوب مستحکم نہ ہوئی۔ سارا کام بند رہا۔ چھتے کا گرنا ایک عظیم خطرہ تھا جس میں جان ومال کی بربادی کا ڈر تھا۔ اس سے بچنے کے لئے خود ہی تدبیر کی گئی اور چھتے کی جڑ کو اوّل بنانے کی ضرورت مقدم مانی گئی ۔ دیکھا گیا ہے کہ ایک مرتبہ جہاں سے مکھیاں پھولوں کا رس لے جاتی ہیں ۔ وہاں برابر آیا کرتی ہیں ۔ اور اُس جگہ کو خوب یاد رکھتی ہیں ۔ یورپ میں جو لوگ مکھیوں کو پالتے ہیں ۔ اُن سے مانوس ہو جاتی ہیں اور اپنے آقا کو اچھی طرح پہچان سکتی ہیں ۔ جس سے ظاہر ہے کہ اُن میں قوت حافظہ موجود ہے ۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

۴ - آپ یہ معلوم کر کے حیران ہونگے کہ جب نروں کی ضرورت نہیں رہتی تو اُن کو اُس وقت خادم مکھیاں چھتوں سے باہر نکال دیتی ہیں - یا ہلاک کر ڈالتی ہیں - یا جب بچّہ کش ملکہ مر جاتی ہے تو اُس وقت خادم مکھیوں میں سے ایک کو مقوی غذائیں کھلا کر نئی ملکہ تیار کی جاتی ہے - یا جب ایک سے زیادہ دو یا تین شہزادیاں پیدا ہو جائیں تو وہ ملکہ مکھی کے خوف سے جو اُن کو دیکھ کر رشک کھاتی ہے - نظر بند کر دی جاتی ہیں - ان باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مکھیوں میں قوّت ارادی بھی ہے - جس طرح دو بادشاہوں کا ایک اقلیم میں رہنا ناممکن ٹھہرایا گیا ہے اسی طرح دو ملکہ مکھیاں ایک چھتے میں نہیں رہ سکتیں - اگر دو ایک چھتے میں آ جائیں تو لڑتے لڑتے اُن میں سے ایک مر جاتی ہے اور جو زندہ رہ جاتی ہے - اُس کا خیر مقدم کیا جاتا ہے - اور چھتے کی حکمرانی اُس کے سپُرد کی جاتی ہے ۔

۵ - لکھا ہے کہ دو مکھیاں حکومت کے لئے جنگ کر رہی تھیں - اتفاقاً لڑتے لڑتے دونو آپس میں اِس طرح گتھ گئیں کہ ایک دوسری کے ڈنک کی زد پر آ گئیں - جب خادم مکھیوں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

نے دیکھا کہ دونو ہلاک ہوا چاہتی ہیں - اور چھتے کی آبادی برباد ہونے کو ہے تو اُنہوں نے فوراً لڑنے والی مکھیوں کو جو ایک دوسری کے خون کی پیاسی تھیں - الگ کر دیا *

چھتے کے اندر صفائی کا ایک خاص اہتمام رکھنا - مُردہ مکھیوں کی لاشوں کو باہر نکال پھینکنا - اپنے غنیم پر خشم ناک حملہ کرنا - اپنی مکھیوں کے ساتھ جن کی جھولی میں شہد بھرا ہوتا ہے اخلاق سے پیش آنا - مفلس چور مکھیوں کو ڈانٹ بتانا - چھتے کے اندر تازہ ہوا پہنچانے کا انتظام کرنا - ایسی باتیں ہیں جن سے مکھیوں میں عقل کے نورانی جوہر کی جھلک دکھائی دے جاتی ہے - مکھیوں کی ایثار نفسی اور اپنی قوم پر اُن کا بے دریغ اپنی ننھی جانوں کا نثار کرنا تعجب خیز باتیں ہیں *

خلاصہ یہ ہے کہ مکھی کے قوائے دماغی میں دونو باتیں موجود ہیں - کچھ کام تو ایسے ہیں جن کو وہ سمجھ کر کرتی ہے - اور کچھ ایسے ہیں جن کا کرنا اُس کی عادت اور فطرت میں ہے - لیکن ان کاموں کی تخصیص ہمارے لئے دشوار اور ناممکن ہے * (سید راحت حسین بی - اے)

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سوالات

(۱) عقلِ حیوانی کی تعریف کرو۔ اس میں اور عقلِ انسانی میں کیا فرق ہے ؟

(۲) ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ :-
ادراک ۔ قواےِ اندرونی ۔ جوہر ۔

(۳) کیا مکھی کی عقل اور سمجھ کے متعلق سائنس دان متفق ہیں ؟

(۴) کوئی ایسی مثال دو جس سے ظاہر ہو جائے ۔ کہ مکھی میں عقل اور قوتِ ارادی اور حافظہ ہے ۔

جوگی

۱۔ کل صبح کہ مطلعِ تاباں سے جب عالم بقعۂ نور ہوا
سب چاند ستارے ماند ہوئے ۔ خورشید کا نور ظہور ہوا
۲۔ مستانہ ہواے گلشن تھی ۔ جانانہ اداے گلبن تھی
ہر وادی وادیۂ ایمن تھی ۔ ہر کوہ پہ جلوۂ طور ہوا
۳۔ جب بادِ صبا مضراب بنی ۔ ہر شاخ نہال رباب بنی
شمشاد و چنار ستار بنے ۔ ہر سرو سمن طنبور ہوا
۴۔ سب طائر مل کر گانے لگے ۔ عرفان کی تانیں اُٹھانے لگے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اشجار بھی وجد میں آنے لگے ۔ دلکش وہ سماں طیور ہؤا
۵۔سبزے نے بساط بچھائی تھی ۔ اور بزم سرور سجائی تھی
بن میں ۔ گلشن میں ۔ آنگن میں فرشِ سنجاب وسمور ہؤا
۶۔تھا دلکش منظرِ دشت و جبل اور چال صبا کی مستانہ
اس حال میں ایک پہاڑی پر جا نکلا ناظر دیوانہ

۷۔چیلوں نے جھنڈے گاڑے تھے پربت پر چھاؤنی چھائی تھی
تھے خیمے ڈیرے بادل کے ۔ کہرے نے قنات لگائی تھی
۸۔یاں برف کے تودے گلتے تھے ۔ چاندی کے فوارے چلتے تھے
چشمے سیماب اُگلتے تھے ۔ نالوں نے دھوم مچائی تھی
۹۔یاں قلۂ کوہ پہ رہتا تھا ۔ اک مست قلندر بیراگی
تھی راکھ جٹوں میں جوگی کے اور انگ بھبوت رمائی تھی
۱۰۔تھا راکھ کا جوگی کا بستر ۔ اور راکھ کا پیراہن تن پر
تھی ایک لنگوٹی زیبِ کمر ۔ جو گھٹنوں تک لٹکائی تھی
۱۱۔سب خلقِ خدا سے بیگانہ ۔ اور مست قلندر دیوانہ
بیٹھا تھا جوگی مستانہ ۔ آنکھوں میں مستی چھائی تھی
۱۲۔جوگی سے آنکھیں چار ہوئیں اور جُھک کر میں نے سلام کیا
تب آنکھ اُٹھا کر ناظر سے یوں بن باسی نے کلام کیا

۱۳۔کیوں بابا ناحق جوگی کو تم کس لئے آکے ستاتے ہو
ہیں پنکھ پکھیرو بن باسی ۔ تم جال میں آن پھنساتے ہو

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

۱۴- کوئی جھگڑا دال چپاتی کا- کوئی دعوےٰ گھوڑے ہاتھی کا
کوئی شکوہ سنگی ساتھی کا- تم ہم کو آن سناتے ہو
۱۵- ہم حرص و ہوا کو چھوڑ چکے- اس نگری سے منہ موڑ چکے
ہم جو زنجیریں توڑ چکے- تم لا کے وہی پہناتے ہو
۱۶- تم پوجا کرتے ہو دھن کی- ہم سیوا کرتے ہیں ساجن کی
ہم جوت جگاتے ہیں من کی- تم اُس کو آ کے بجھاتے ہو
۱۷- سنسار سے یاں مُکھ پھیرا ہے- من میں ساجن کا ڈیرا ہے
یاں آنکھ لگی ہے پیتم سے- تم کس سے آنکھ ملاتے ہو
۱۸- اس مست قلندر جوگی نے- جب ناظر سے یہ عتاب کیا
کچھ دیر تو ہم خاموش رہے- پھر جوگی سے یہ خطاب کیا

۱۹- ہیں ہم پردیسی سیلانی- مت ناحق طیش میں آ جوگی
ہم آئے تھے تیرے درشن کو- چتون پر میل نہ لا جوگی
۲۰- آبادی سے منہ پھیرا کیوں؟ پربت میں کیا ہے ڈیرا کیوں!
ہر محفل میں ہر منزل میں- ہر دل میں نورِ خدا جوگی
۲۱- کیا مسجد میں کیا مندر میں- سب جلوے ہیں وجہ اللہ کے
پربت میں- نگر میں- ساگر میں- ہر اُترا ہے ہر جا جوگی
۲۲- جی شہر میں خوب بہلتا ہے- واں حسن پہ عشق مچلتا ہے
واں پریم کا ساغر چلتا ہے- چل دل کی پیاس بجھا جوگی
۲۳- واں دل کا غنچہ کھلتا ہے- ہر رنگ میں موہن ملتا ہے
چل شہر میں سنکھ بجا جوگی- بازار میں دھونی رما جوگی

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

۲۴- ان چکنی چُپڑی باتوں سے۔ مت جوگی کو پھسلا بابا
جو آگ بجھائی جتنوں سے۔ پھر اُس پہ نہ تیل گرا بابا

۲۵- ہے شہروں میں غل شور بہت۔ اور حرص و ہوا کا زور بہت
بستے ہیں نگر میں چور بہت۔ سادھو کی ہے بن میں جا بابا

۲۶- ہے شہر میں شورش نفسانی۔ جنگل میں جلوہ روحانی
ہے نگر میں ڈگری کثرت کی۔ بن وحدت کا دریا بابا

۲۷- ہم جنگل کے پھل کھاتے ہیں۔ چشموں سے پیاس بجھاتے ہیں
راجا کے نہ دوارے جاتے ہیں۔ پرجا کی نہیں پروا بابا

۲۸- سر پر آکاس کا منڈل ہے۔ دھرتی پہ سہانی مخمل ہے
دن کو سورج کی محفل ہے۔ شب کو تاروں کی سبھا بابا

۲۹- جو جھوم کے پاں گھن آتے ہیں۔ مستی کا رنگ جماتے ہیں
چشمے طنبور بجاتے ہیں۔ گاتی ہے ملار ہوا بابا

۳۰- یاں پنچھی مل کر گاتے ہیں۔ پیتم کے سندیس سناتے ہیں
یاں روپ انوپ دکھاتے ہیں۔ پھل پھول اور برگِ گیا بابا

۳۱- ہے پیٹ کا ہردم دھیان تمہیں۔ اور یاد نہیں بھگوان تمہیں
محل۔ پتھر اینٹ۔ مکان تمہیں۔ دیتے ہیں سکھ سے چھڑا بابا

۳۲- تم من کو دھن میں لگاتے ہو۔ پیتم کو دل سے بھلاتے ہو
ماٹی میں لعل گنواتے ہو۔ تم بندۂ حرص و ہوا بابا

۳۳- دھن دولت آنی جانی ہے۔ یہ دُنیا رام کہانی ہے
یہ عالم عالمِ فانی ہے۔ باقی ہے ذاتِ خدا بابا

خان بہادر چوہدری خوشی محمد بی۔ اے ناظر

سوالات

(۱) ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ :-
مطلع تاباں - بقعۂ نور - گلبن - وادیِ ایمن - جلوۂ طور - دشت و جبل +

(۲) تشریح کرو :-
عرفان کی تانیں - سماع طیور - قلندر بیراگی - پنکھ پکھیرو - پردیسی سیلانی - حرص و ہوا - اکاس کا منڈل +

(۳) "ملار" سے کیا مراد ہے؟ چند مشہور راگوں کے نام اور وقت بتاؤ +

(۴) جوگی کا حلیہ اور ناظر سے سوال و جواب کا خلاصہ بیان کرو +

امیرزادوں کو نوکری کی تلاش

میاں آزاد صبح منہ اندھیرے تاروں کی چھاؤں میں بستر استراحت سے اٹھے۔ شاید دل میں ٹھان لی چلو بھئی ادھر اُدھر کے تو خوب سیر سپاٹے کئے۔ اب ذرا عدالت اور کچہری کی بھی دو گھڑی سیر کر آئیں۔ پہنچے تو

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

دیکھنے کیا ہیں کہ ایک لق و دق باغ ہے۔ اور سہاونی چھاؤں میں میلہ سا جمع ہے۔ کوئی حلوائی سے میٹھی میٹھی باتیں کرتا ہے۔ کہیں خوانچے والا بیٹھا ہے۔ گلابی حلوا سوہن بدایئے حقے ایک سمت تازے کئے جاتے ہیں ۔ وہ تڑاقا کہ واہ واہ میں آ تو آیہ آ وہ آ۔ آدمیوں کا تانتا لگا ہوا ہے۔ بیسیوں منشی متصدی چٹائیوں پر بیٹھے عرضیاں لکھ رہے ہیں مستغیث ہیں کہ ایک ایک کے پاس دس دس جھرمٹ کئے بیٹھے قانون چھانٹ رہے ہیں۔ گواہ گھر کی طرف جو رُخ کیا تو سبحان اللہ! سبز سندیلیں اور فوق ابھڑک چغے بی چغے نظر آتے ہیں۔ وکلا ادھر اُدھر بیٹھے مقدمے چکا رہے ہیں۔ ہیں تو مرزا منش لیکن یہ چکوتا کیسا! ادھر ادھر دیکھا۔ یار نہ غمگسار۔ نہ کوئی ہال ہوں سے شریک۔ نہ کوئی پرسانِ حال۔ اکیلا وسوباولا مثل مشہور ہے۔ پیچھے پھر کر دیکھا۔ ایک دوست گلوریاں بنوا رہے تھے۔ جان میں جان آئی۔ مارے خوشی کے باچھیں کھِل گئیں۔ فرط ابتہاج سے بول اُٹھے۔ کہ اے حضرت

ہم بھی ہیں پانچویں سواروں میں

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اخاہ آپ ہیں! آئیے کہاں بھول پڑے! جی یوں ہی چلا آیا۔ دوست نے کہا۔ آئیے کچہری کے اندر چلئے۔ وہ قدم بڑھے تھے کہ چپراسی نے کڑک کر آواز لگائی "ستبا بیگم حاضر ہے" ایک افیمی کے پاؤں لڑکھڑائے۔ سیڑھیوں سے لڑھکتے ہوئے دھم سے نیچے۔ یا علی۔ ایک ٹھٹھول باز نے کہا۔ واہ قبلہ دیکھئے یہ شرط نہ تھی۔ گرے تو مگر بندۂ درگاہ سے پوچھ نہ لیا۔ اٹھے تو یار لوگوں نے گرد جھاڑ دی۔ اتنے میں ایک اپرنٹس (امیدوار) آیا اور کرسی پر ڈٹ گیا۔

امیدوار۔ "کہاں سے آنا ہوا؟

دوست۔ "جی اسی شہر میں رہتا ہوں"۔

امیدوار۔ "کچہری میں کھڑے رہنے کا حکم نہیں ہمارے کمرے میں سے آپ جائیے۔ ورنہ چپراسی کو آواز دیتا ہوں۔

دوست۔ بگڑئے نہیں۔ بس صرف یہ تو بتا دیجئے کہ آپ کا عہدہ کیا ہے؟"

امیدوار۔ ہم امیدواری کرتے ہیں تین مہینے سے اور یہاں کام سیکھتے ہیں۔ اب فرّاٹے اڑاتا ہوں۔ آٹھوں گانٹھ کمیت۔ ڈاکٹ تڑ سے لکھ لوں۔ نقشہ چٹکیوں میں بنا دوں۔

کسی کام میں بند نہیں - پندرہ روپے کی اسامی ہمیں صبح و شام ملا ہی چاہتی ہے - مگر پہلے تو واللہ گھاس چھیلنا مشکل معلوم ہوتا تھا - اب بقراط بن گیا "

آزاد - کیوں میاں صاحبزادے! تمہارے والد کہاں نوکر ہیں ؟"

امیدوار - نوکر - توبہ توبہ کیجئے! وہ دس گاؤں کے زمیندار ہیں "

آزاد - تو کیا تم کو گھر سے نکال دیا یا عاق کر دیا - یا کچھ کھٹ پٹ ہے "؟

امیدوار - ہم ہونہار لڑکے ہیں - اِس سن میں نوکری کی فکر ہوئی "

آزاد - حضرت! جسے کھانے کو روٹیاں نہ ہوں - وہ ستو باندھ کر نوکری کے پیچھے پڑے - تو مضائقہ ندارد - تم خدا کے فضل سے خوش و خرم مرفہ الحال - فارغ البال - زمیندار - روپے والے ہو - تم کو یہ کیا سوجھی کہ دس پانچ کی نوکری کے لئے ایڑیاں رگڑتے ہو - اسی سے تو ہندوستان خراب ہے - واہ رے ادبار جسے دیکھو - نوکری پر ہزار جان سے عاشق - میاں صاحبزادے کہا مانو - اپنے گھر

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

جاؤ - اپنا کام دیکھو - اس پھیر میں نہ پڑو۔ عمامہ باندھا اور چھری ہیں۔ جوتیاں چٹخاتے پھرتے ہیں - محرری پر لٹو - امانت پر اُدھار کھائے بیٹھے ہیں اور گھر میں سونے کی اینٹیں بھری ہیں - لاحول و لا قوۃ!

دوسرے امیدوار کی نسبت معلوم ہُوا کہ ایک مہاجن لکھ پتی کا لڑکا امیدواری کرتا ہے - باپ کی کوٹھی چلتی ہے - لاکھوں کا وارا نیارا۔ بیٹا بارہ روپے کی نوکری کے لئے سو چکّر لگاتا ہے - چوتھے درجہ سے مدرسہ چھوڑا۔ اپرینٹس ہوئے - کام خاک نہیں جانتے۔ ڈاکٹ میں لکھتے ہیں آنرڈ سر۔ باہر جاتے ہیں۔ تو منصرم صاحب سے پوچھ کر۔ مولوی صاحب اگر اجازت ہو تو پانی پی آؤں - اس وقت جب سب دفتر والے گھر جانے لگے تو حضرت پوچھتے کیا ہیں - کیوں جی یہ سب چلے جاتے ہیں - اور ابھی چھٹی کی گھنٹی تو بجی ہی نہیں۔ اسکول کی گھنٹی یاد آ گئی *

میاں آزاد دل ہی دل میں سوچتے تھے۔ کہ کم سن لڑکے مسیں بھیگتی ہوئیں - نوجوان۔ امیروں کے لڑکے ابھی گبھرو نامِ خدا پندرہ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

پندرہ سولہ برس کا سن - پڑھنے لکھنے کے دن مدرسہ چھوڑا - کالج سے منہ موڑا - امیدواروں کے زمرے میں شامل - اپرینٹسوں کی ٹکڑی میں داخل - الغرض الف نے بگاڑا - علم و ہنر کو چنے کے کھیت میں دے پچھاڑا - ٹلے ستم! وائے ستم! محنت کرنا وبال ہے - درس تدریس میں جی لگانا دشوار ہے - دو چار برس جم کر پڑھنا محال - لاحول ولا - یہ سب ادبار پر وال ہے - یورپ میں دیکھئے کہ ایک ایک پیرزال تک تربیت یافتہ و بدیع الخیال ہے - افسوس اپنی تو یہ کیفیت کہ جہاں کسی کم سن مرفہ حال کو قبل از تکمیل مدرسہ چھوڑتے دیکھا سینہ پاش پاش ہو گیا - دل کراہنے لگا - اکثر لوگوں سے پوچھا کہ بھئی صاحبزادے مدرسہ کیوں چھوڑ بیٹھے - تو جواب یہی پایا کہ اقلیدس کی اشکل سے نفرت ہے - جبرو مقابلہ سیکھنا طبیعت پر جبر کرتا تھا - تاریخ یاد کیسے رہے! یہاں تو خدا جھوٹ نہ بلائے گھر کے بچوں کا نام بھی یاد نہیں آتا - لہذا پڑھنے کی دم میں نمدہ باندھا - ہم نے بھی سوچا کہ کہاں کی جھنجھٹ - بھئی الگ بھی کرو - چلتا دھندا کرو - اور لطیفہ

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سنئے۔ مدرسہ چھوڑا اور نوکری کی فکر ہوئی۔ عمامہ اوٹ پٹانگ باندھا اور کچہری میں غڑاپ موجود۔ اس لٹ پٹی دستار کے قربان اور اس وحشت کے صدقے۔ زمیندار کے لڑکے کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ کھیتی کو یکقلم الغط کرے۔ اور کچہری میں گھس بیٹھ کر داخل ہووے۔ تاجر کے صاحبزادے کو جی سے لگی ہے۔ کہ کالج سے چمپت ہوں۔ اور کچہری کی کرسی پر جا ڈٹوں۔ متصدّی۔ محرر۔ منشی اہل قلم کے صاحب زادوں کی تو گھٹی ہی میں نوکری ہے۔ علما۔ فضلا۔ عقلا۔ کملا۔ معزز حکام افسران ذوی الاحترام کہتے تھک گئے کہ پڑھ لکھ کر اپنا اپنا پیشہ کرو۔ اور اُسی کو چمکاؤ۔ مگر بابو بننے کا شوق اور اہل دفتر کہلانے کا عشق ایسا چراتا ہے کہ عقل بالائے طاق۔ وحشت گلے کا ہار ہوتی ہے۔ مگر دیکھئے تو سہی رفتہ رفتہ سب سیدھے ڈرے پر آ جائینگے۔ اور چار دانگ ہند میں تربیت یافتہ ہی تربیت یافتہ نظر آئینگے ۰

(فسانہ آزاد)

رتن ناتھ سرشار

سوالات

(۱) ذیل کے فقروں کی تشریح کرو:-

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

(الف) متا دل میں ٹھان لی ۔
(ب) منہ اندھیرے تاروں کی چھاؤں ۔
(ج) لق و دق باغ ہے ۔
(د) آدمیوں کا تانتا لگا ہوا ہے ۔
(ﮦ) سبز منڈیلیں اور فرق البھرک پچتے ہیں ۔
(و) اکیلا سو باؤلا مشہور ہے ۔
(ز) ہم بھی ہیں پانچوں سواروں میں ۔
(۲) ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ ۔ اور انہیں اپنے نقروں میں استعمال کرو :-
منشی ۔ متصدی ۔ مستخبت ۔ جھرمٹ ۔ دکلا ۔ چکوتا ۔ گلوریاں ۔ ٹھٹول ۔ عاق ۔ ادبار ۔ ڈاکٹ ۔ انڈوسر ۔ گبھرو ۔ ٹھکری ۔ اقلیدس ۔ منصرم ۔
(۳) "مارے خوشی کے باچھیں کھل گئیں" کیا محاورہ ہے؟ اور کب بولا جاتا ہے؟
(۴) ذیل کے محاوروں کی توضیح کرو :-
(الف) آنکھوں کا نٹھ گسینٹ ۔
(ب) گھاس چھیلنا مشکل معلوم ہوتا تھا ۔
(ج) اب بقراط بن گیا ۔
(د) اس پھیر میں نہ پڑو ۔
(ﮦ) الف نے یگاڑا ۔ علم و ہنر کو ہنے کے کھیت میں پچھاڑا ۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

(۵) مطلب بیان کرو :-
(الف) جوتیاں چٹخاتے پھرتے ہیں ۔
(ب) امانت پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں ۔

لانگ فیلو کی مشہور انگریزی نظم
"سام آف لائف" کا ترجمہ

۱- کیوں درد ناک لفظوں میں کرتے ہو یہ کلام
انساں کی زندگی کا ہے خواب و خیال نام
جس خفتہ بخت سے نہ ہو تفریق اصل و نقل
سمجھو تم اُس کی روح کو مُردہ ہے لا کلام

۲- ہے زندگی قدیم گنواؤ نہ اس کو مُفت
مرنے کو یہ نہ سمجھو کہ ہے اس کا اختتام
تو خاک سے بنا ہے ملیگا تو خاک میں
تھا جسم کے لئے نہ کہ یہ روح کو پیام

۳- ہر روز بلکہ شغلوں میں ایسے لگے رہے
جن سے ترقیات زیادہ ملیں مدام

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

۴۔ کرنا بہت ہے کام مگر وقت ہے قلیل
دل میں تمہارے گو نہیں خوف و خطر کا نام
تاہم دہل کی طرح دھڑکتے ہیں دم بدم
اور موت کی خبر ہمیں دیتے ہیں صبح و شام

۵۔ دنیا کو سمجھو جنگ کا میدان دوستو
اور اس کے عیش جانو ہیں آرام کا مقام
تنبیہ چاہو تم نہ بہائم کے طور پر
مردوں کی مثل شوق سے خود ہو شریک لام

۶۔ آئندہ وقت پر نہ بھروسہ کرو کبھی
گذرے ہوئے زمانہ پہ بھیجا کرو سلام
لے کر خدا کا نام کرو حوصلہ بلند
موجودہ وقت کام میں لاؤ بصد نظام

۷۔ بتلا رہے ہیں ہم کو بزرگوں کے واقعات
ہم بھی بنیں زمانہ میں یکتا و شاد کام
اور کام وہ کریں کہ جو مرنے کے بعد بھی
قائم رہیں جہان کا جب تک رہے قیام

۸۔ تا گر کسی عزیز کا دنیا کے بحر میں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ڈوبے جہاز اور نہایت ہو مُستہام
یعنے جو آ گیا ہو زمانہ کے پھیر میں
یہ واقعات دیکھ کے حاصل کرے مرام

۹- پس ہو کے مستعد رہیں مصروف کار ہم
نقصان و فائدہ کا مقدّر سے رکھیں کام
جب تک کہ اس کو پورا نہ کر لیں نہ چھوڑیں ہم
محنت اُٹھائیں صبر کریں عجز ہم مدام

علی الدین عجز بدایونی

سوالات

(۱) انساں کی زندگی کو خواب و خیال کیوں کہا جاتا ہے؟
(۲) ہماری زیست کا منشا کیا ہے - اس پر مختصر جواب مضمون لکھو۔
(۳) اس مصرعہ کا مطلب بیان کرو ؎
مردوں کے مثل شوق سے خود ہو شریکِ لام
(۴) ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ:-
مستہام - مرام - دم بدم - بہائم - لا کلام ۔
(۵) ایسے فقرے بناؤ جن میں ذیل کے الفاظ آ جائیں:-
تفریق - اصل و نقل - حوصلہ - مصروف کار - خفتہ بخت ۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کلیسیم اور روما کے تماشے

جوں جوں اہل روما مغرور اور عیش پسند ہوئے۔ ان کی یہ کیفیت ہو گئی کہ جب تک کوئی انہیں تفریح طبع کے لیئے تماشے نہ دکھلاتا وہ اس سے کبھی راضی نہ ہوتے۔ کسی شخص کو سرکاری عہدے کی تمنّا ہوتی تو یہ معمولی بات تھی کہ وہ اہل شہر کو دل پسند تماشے دکھا کر خوش کیا کرتا۔ اب بھی جہاں کہیں پہلے زمانے میں اہل روما کی بڑی بڑی بستیاں تھیں۔ ایسے تماشہ گاہوں کے کھنڈر ملتے ہیں۔ جن میں اہل شہر سیر دیکھنے اور لطف اُڑانے کے لیئے جمع ہوا کرتے تھے۔ یہ تماشہ گاہیں کہیں تو پہاڑ کے بیچ میں تراشی گئی ہیں اور کہیں میدان میں زمین کھود کر بنائی گئی ہیں ؎

اس قسم کی سب سے زیادہ مشہور اور نہایت شاندار عمارت روما کی تماشہ گاہ ہے۔ شہنشاہ ویسپیسین اور اس کے بیٹے ٹائیٹس نے اُسے روما کی سات پہاڑیوں کے بیچ میں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ایک وادی کے اندر بنوایا تھا۔ یہودیوں نے
جنہیں یہ باپ بیٹا یروشلم سے قید کرکے لائے
تھے۔ اس کے بنانے میں محنت کی تھی۔ اس
عمارت کا مصالحہ جو باہر سنگِ سرخ اور اندر
سنگ سفید ہے ایسا پختہ ہے کہ حالانکہ اس پر
اتنی صدیاں گذریں۔ اس کی صورت میں فرق
نہیں آیا۔ اس کا بیضوی شکل کا احاطہ پانچ
ایکڑ زمین گھیرے ہوئے تھا۔ اس پر محرابوں
کی قطاریں در قطاریں اوپر نیچے بنی ہوئی تھیں
اور اندر نشست گاہیں اور نیچے وسط میں ایک
وسیع دنگل تھا۔ جب روما کے شہنشاہ نمائش
پسند ہو گئے۔ تو اُنہوں نے دنگل کو طرح طرح
کی دھاتوں کے برادے سے۔ قرمز سے اور
بیش بہا پتھروں کے چورے سے سجانا شروع
کیا۔ تاہم بہتر یہی سمجھا جاتا تھا کہ بجائے ان
تکلفات کے ایک قسم کے ملائم سفید پتھر کے
باریک ریزے دنگل میں بکھیرے جائیں۔ ان سے
دنگل بالکل ایسا نظر آتا تھا۔ گویا صاف شفاف
اچھوتی برف پڑی ہوئی ہے۔ اس احاطہ کے
گرد تازہ ستھرے پانی کی ایک نہر بہتی تھی۔
تماشہ گاہ کے نیچے کے درجے میں کسی قدر

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اونچائی پر شہنشاہ کے لئے تخت - مجسٹریٹوں
اور مشیروں کے لئے سونے چاندی اور ہاتھی
دانت کی کرسیاں اور راہب عورتوں کے لئے
نشست گاہیں تھیں - اس سے اوپر اہل شہر کی
نشست گاہیں اور سب سے اوپر خواتین کے
بیٹھنے کی جگہیں تھیں - اس عالیشان عمارت میں
کوئی ستاسی ہزار آدمی سما سکتے تھے لیکن جب
کبھی بارش ہوتی یا دھوپ تیز ہو جاتی تو زربفت
اور ریشم کے سائبان تان دئے جاتے تھے -
رنگ ان سائبانوں کا ارغوانی ہوتا تھا - جس
وقت دھوپ پڑتی تھی تو سفید ڈنگل اور سفید
پوشاکوں پر عجیب دلفریب گلابی رنگ کا عکس
پڑتا تھا ۞

تماشہ پسند لوگ دن بھر بیٹھے رہتے تھے -
عوام سب سے پہلے جمع ہو جایا کرتے تھے -
اس کے بعد بڑے بڑے اہلکار آتے تھے -
اور بیٹھتے جاتے تھے - ان کے آنے پر آفرین
یا نفریں کا نعرہ بلند ہوتا تھا - آفرین اہلکار
معلوم کی ہر دلعزیزی اور نفریں اس کی نسبت
ناراضی کا نشان ہوتا تھا - جب شہنشاہ شامیانے
کے نیچے مسند پر متمکن ہوتا تھا تو زور سے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

نعرے بلند ہوتے تھے۔ "مرحبا! خداوند مرحبا! تیرا اقبال بلند ہو"۔ شہنشاہ کے بیٹھ جانے کے بعد تماشا شروع ہوتا تھا۔ بعض دفعہ سب سے پہلے ایک بازیگر ہاتھی آتا تھا اور ایک رسّی پر چڑھتا اور اُترتا تھا۔ پھر ایک ریچھ آتا تھا۔ معزز خاتونوں کا لباس پہنے ہوئے ایک ڈولی میں بیٹھا ہوا جسے دو کہار اُٹھائے ہوتے تھے۔ یہ خواتین کے محافوں کی نقل ہوا کرتی تھی۔ پھر ایک اور ریچھ آتا۔ وکیلوں کا لباس پہنے ہوئے جو پچھلی ٹانگوں پر کھڑا ہو کر ایسے اشارات کیا کرتا تھا۔ گویا قیدی کی وکالت کر رہا ہے۔ پھر ایک شیر نکلتا تھا۔ سر پر مرصع تاج۔ گلے میں الماس کا کنٹھا۔ ایال اور پنجوں پر سنہری کام جو ایک چھوٹے سے خرگوش کے ساتھ طرح طرح کی بے شمار دلپسند حرکات کیا کرتا تھا۔ اور خرگوش اُس کے آگے مزے لے لے کر ناچا کرتا تھا۔ پھر بارہ ہاتھی آتے تھے۔ چھ مردوں کے لباس میں چھ عورتوں کے بھیس میں۔ منہ پر نقاب پڑا ہوتا تھا۔ آکر کوچوں پر ایک ہاتھی دانت کی میز کے گرد بیٹھ جاتے تھے اور بیٹھ کر نہایت

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سلیقہ کے ساتھ کھانا کھاتے تھے۔ ساتھ ہی ہنسی ہنسی میں قریب کے لوگوں پر گلاب چھڑکتے جاتے تھے۔ پھر اپنی ہی جنس کے مہمانوں کا اٹھ کر استقبال کرتے تھے۔ اور ان پر سے پھول نثار کرتے تھے۔ اس کے بعد سب مل کر ناچتے تھے۔ یہ ناچ ہمیشہ ناچ کے مقررہ لباس میں ہوا کرتا تھا ؞

بعض اوقات دنگل میں پانی چھوڑ دیا جاتا تھا ایک جہاز تیرتا ہوا آتا تھا۔ اور بیچ میں آ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا تھا۔ اس میں سے عجیب و غریب جانور نکلتے تھے۔ بعض دفعہ زمین پھٹتی تھی اور بلند بالا درخت نمودار ہوتے تھے۔ ان پر سونے کے میوے لگے ہوتے تھے ؞

اس کے بعد جنگلی درندے چھوڑے جاتے تھے۔ گینڈے اور چیتے۔ سانڈ اور شیر۔ تیندوے اور جنگلی سؤر اور لوگ بڑے مزے سے بیٹھے ہوئے لڑائی کا تماشہ دیکھا کرتے تھے۔ اور ان کو جوش آ جاتا تھا۔ جب یہ جانور لڑتے لڑتے تھک جاتے تھے۔ تو انہیں طرح طرح سے اُبھارتے تھے۔ سانڈوں کو سُرخ رنگ دکھایا جاتا تھا۔ سؤروں کو سفید رنگ۔ بعض کے جسم

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

میں آگ پر سُرخ کیئے ہوئے آنکس گھونپ دیئے جاتے تھے۔ اور بعض چابکوں سے پیٹتے تھے۔ یہ تمام کھیل لوگ بڑے ذوق و شوق سے دیکھتے تھے۔ اور بجائے مرعوب ہونے کے خوش ہوتے تھے ۔

ان وحشیانہ تماشوں کے لیئے بے شمار جانور باہر سے منگائے جاتے تھے۔ دُور دُور کے عمّال فرض سمجھ کر شیروں - ہاتھیوں - شتر مرغوں - تیندوؤں کے غول کے غول تحفتاً بھیجا کرتے تھے۔ جتنا زیادہ جانور تند خو ہوتا تھا۔ اُتنا ہی اچھا خیال کیا جاتا تھا ۔

اس وحشیانہ پن میں بھی ایک عجیب نزاکت تھی۔ وہ یہ کہ خون کی بُو ناپسند خیال کی جاتی تھی۔ اسی لئے سارے پتھر کے فرش کے نیچے نلیاں لگی ہوئی تھیں۔ ان میں سے طرح طرح کی خوشبوئیں اور ان کے ابخرات سارے دنگل میں پہنچائے جاتے تھے ۔

پھر یہ ہی مہیب کھیل کافی نہ سمجھے جاتے تھے۔ آدمیوں اور درندوں کی کشتیاں بھی ہوتی تھیں۔ بعض ان آدمیوں میں سے مسلّح ہوتے تھے۔ اور عموماً جانور پر غالب آجاتے تھے۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بعض دفعہ نہتے شکاری آتے تھے - اور اپنی
چالاکی اور پھرتی سے شیر کے سر پر کپڑا ڈال
کر یا اُس کے حلق میں پہنچا ٹھونس کر شیر
کو مغلوب کر لیتے تھے - پھر بڑے بڑے مجرم
شیروں کی ضیافت کے لئے چھوڑے جاتے
تھے - ایسے مجرموں میں بعض دفعہ کوئی غریب
عیسائی بھی ہوتا تھا - اس کا قتل لوگ بڑے
شوق سے دیکھا کرتے تھے - اور یہ کھیل عموماً
اخیر میں دکھایا جاتا تھا - اور سب تماشوں
سے عمدہ تماشہ سمجھا جاتا تھا +

ان جانوروں کی لاشیں خادم لوہے کے
کانٹوں میں پھنسا کر دُور کھینچ لے جاتے
تھے - دنگل میں تازی صاف ستھری رہ بچھائی
جاتی تھی - خوشبوؤں کے بقعے کے بقعے چھوڑے
جاتے تھے - اور اس کے بعد قد آور قوی ہیکل
نوجوانوں کا ایک گروہ نکلتا تھا - جن میں بعض
کے پاس تلواریں اور برچھے ہوتے تھے بعض
کے پاس ترسول اور جال - کوئی ہلکی سی زرہ
پہنے ہوتا تھا - کوئی پورے سپاہیانہ ساز و سامان
سے آراستہ ہوتا تھا - کوئی گھوڑے پر سوار کوئی
رتھ میں اور کوئی پیدل - یہ سب لوگ مل کر

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

شہنشاہ کے آگے آتے تھے۔ اور آداب بجا لا کر اور ہم آہنگ ہو کر پکارتے تھے "بادشاہ سلامت مرنے والے تجھے سلام کہتے ہیں"۔ یہ لوگ شمشیر زن (گلیڈی اے ٹر) کہلاتے تھے۔ انہیں ایسے ہی تماشوں کے لئے سدھایا کرتے تھے۔ یہ غریب عموماً غلام ہوتے تھے۔ جنہیں فوجی مدرسوں میں تعلیم دی جاتی تھی۔ مگر بعض اوقات ان میں ایسے لوگ بھی ہوتے تھے جو اپنی خوشی سے دنگل کی لڑائی اپنا پیشہ قرار دیتے تھے۔ جو شمشیر زن موت سے بچ جاتے تھے۔ انہیں خدمت معاف ہو جاتی تھی۔ اور وہ بڑھاپا آرام سے بسر کرتے تھے ۔

یہ دنگل کی لڑائیاں طرح طرح سے ہوتی تھیں۔ کبھی ہلکی زرہ والے سپاہی اور جال بردار کا جوڑ لڑتا تھا۔ کبھی بھالا بردار اور نیزہ دار اور کبھی دو پورے مسلح جنگجوؤں کا۔ بعض دفعہ دست بدست لڑائی نہیں ہوتی تھی بلکہ یلا بول دیا جاتا تھا۔ جب کوئی شمشیر زن مدِ مقابل کو زخمی کر دیتا تھا تو حاضرین کی طرف مخاطب ہو کر پکارتا تھا "وہ مارا" اور پھر انتظار کرتا تھا کہ لوگ کیا چاہتے ہیں۔ اگر لوگ انگوٹھے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بلند کر دیتے تھے تو مغلوب کو موقع دیا جاتا تھا کہ پھر اٹھ کر وار کرے۔ اگر وہ ہاتھ نیچے کر لیتے تھے تو یہ مغلوب کے قتل کا نشان تھا۔ غریب مغلوب آخری چرکا لینے سے اگر کچھ چکراتا تو ہر طرف سے تحقیر کے طعنے بلند ہوتے تھے ٭

مقدس راہب عورتیں۔ نرم دل مائیں سنگدل حاکم اور مشیر سب اس بے رحمی کو معصومانہ کھیل سمجھتے تھے۔ خاص لوگ دنگل میں جا کر جانکنی اور حالت نزع کا تماشا دیکھتے تھے۔ اور لاش کے گھسیٹے جانے سے پیشتر خاص خاص بہادروں کے خون کو چکھا کرتے تھے ٭

یہ قابل نفرت مہیب تماشے مدت تک رائج رہے۔ اور جب دین مسیحی کا دنیا میں دور دورا ہوا تو ان کی رونق کم ہو گئی۔ اور آخر کار جب ایک عیسائی راہب نے دنگل میں کود کر اپنی جان دی۔ تو ہمیشہ کے لئے بند ہو گئے ٭

(ترجمہ) سید نذیر حسین

سوالات

(۱) مغرور اور عیش پسند کسے کہتے ہیں؟ توضیح کرو۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اور مثال دو :-

(۲) کلیسیم یعنے روما کی تماشہ گاہ کے حالات اپنے الفاظ میں بیان کرو۔

(۳) تماشہ گاہ میں خون کی بُو روکنے کا کیا انتظام تھا؟

(۴) گینڈا کیا جانور ہے؟ اُس کا حلیہ بیان کرو۔ گینڈا کہاں ملتا ہے؟

(۵) انکس کسے کہتے ہیں اور کس کام آتا ہے؟

(۶) روما کے حبیب تماشوں کا کس طرح خاتمہ ہوا؟

افلاطون

خطۂ یونان کو اپنی علمی جلالت-قدر اور کمالِ حکمت آفرینی کی بدولت کسی زمانہ میں جو برتری حاصل تھی وہ ہندوستان اور عرب کے سوا کسی ملک کو میسّر نہ ہوئی- ایک زمانہ میں وہ وہ زبردست فلسفی اور حکیم اس سرزمین میں پیدا ہوئے- جن کا جواب مادر گیتی پیدا نہ کر سکی- اور جن کی بصیرت کا سکہ آج بھی دنیا میں رائج ہے- ان میں افلاطون الٰہی بھی تھا- جس کا نام باوجود تقریباً ڈھائی ہزار برس کا زمانہ گزرنے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کے۔ اب تک علمی دنیا میں زندہ ہے اور رہیگا۔ اور اس کی شہرت کا چاند کبھی ماند نہیں پڑا اور نہ پڑیگا۔

افلاطون کے حالات تقریباً دنیا کی ہر زبان میں لکھے گئے ہیں۔ اردو دنیا میں بھی بارہا اس کا نام آیا۔ کتابوں۔ رسالوں۔ اخباروں میں اس کے سوانح زندگی بکثرت شائع ہوئے۔ ایسے حکما کے حالاتِ زندگی پڑھنا دل اور دماغ کو ضرور روشنی بخشتا اور جلا دیتا ہے۔

یہ نامور حکیم اور فلسفہ کا استاذ الاساتذہ ۴۲۷ء قبل مسیح میں ایک نامور قبیلہ میں پیدا ہوا۔ لیکن کہاں پیدا ہوا؟ اس میں مورخین کا اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ایتھنز پایہ تخت یونان میں اس کی ولادت ہوئی۔ اور بعض لکھتے ہیں کہ جزیرۂ اجینا کو اس کے مولد ہونے کا شرف حاصل ہے۔

افلاطون بہت عالی خاندان اور اونچے گھرانے میں پیدا ہوا تھا۔ یعنی اس کی ماں یونان کے مشہور حکیم سولون کی نسل سے تھی۔ اور باپ قدروس بادشاہ کی اولاد میں۔ قدروس۔ یونان کا وہ بدنصیب بادشاہ تھا۔ جس پر ایتھنز

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کی قدیم سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔ یونانیوں کا یہ گمان ہے کہ قدروس اور سولون کا سلسلۂ نسب دیوتاؤں سے ملتا ہے۔ دلدادگانِ افلاطون نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کی۔ بلکہ وہ کہتے ہیں کہ افلاطون خاص ابلون دیوتا کا بیٹا ہے۔ اسی وجہ سے اس کا لقب افلاطون الٰہی ہو گیا۔ یونانی ماہ مئی کے آخری دن میں اس کی عید میلاد مناتے تھے۔ جو ابلون دیوتا کی عید ولادت کا دن تھا۔ اور کہتے تھے کہ افلاطون جب بچہ تھا تو شہد کی مکھیاں اس کے پاس آتیں اور اسے شہد پلا جاتی تھیں ✤

افلاطون کا اصلی نام اُس کے دادا کے نام پر ارسطو نلیس تھا۔ لیکن جو استاد اُسے ورزشی کھیل سکھایا کرتا تھا۔ اُس نے اس کا نام افلاطون رکھا۔ کیونکہ اس کی پیشانی بہت کشادہ تھی۔ یونانی زبان میں کشادہ پیشانی والے کو افلاطون کہتے تھے ✤

کہتے ہیں کہ اس کو بچی کم سنی ہی سے شعر گوئی کا شوق ہو گیا تھا۔ افلاطون کا استاد سقراط تھا۔ دیو جانس کہتا ہے کہ افلاطون جس وقت

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سقراط کا شاگرد ہوا۔ اس کی عمر صرف بیس سال کی تھی۔ سقراط کے حلقہ درس میں وہ آٹھ سال رہا۔ جس وقت سقراط کو زہر دیا گیا اور اُس نے انتقال کیا ہے۔ اُس وقت افلاطون خود بھی بیمار اور صاحب فراش تھا۔ اس سبب سے وہ اپنے استاد کے آخری وصایا نہ سن سکا۔ افلاطون کچھ سیاسی خدمات ادا نہ کر سکا۔ نہ حکومت میں کوئی مرتبہ و عہدہ پا سکا۔ چونکہ اس کے خاندانی تعلقات نے اُسے اس گروہ کے ساتھ وابستہ کر رکھا تھا۔ جو حکومت جمہوریہ کے خلاف سمجھا جاتا تھا۔ اور اس وقت تمام ممالک کی عنانِ حکومت جمہوریہ کے ہاتھ میں تھی۔ نیز جب سقراط محض ستم و جور کی بنیاد پر زہر دے کر مارا گیا تو افلاطون ارباب سیاست و حکومت سے اور زیادہ متنفر ہو گیا۔ بلکہ سقراط کی وفات کے بعد وہ یونان کے ایک دوسرے شہر مجاری نامی میں چلا آیا۔ اور یہیں رہنے لگا۔ جہاں اقلیدس رہا کرتا تھا۔ معلوم نہیں کہ شہر مجاری میں افلاطون نے کتنے زمانہ تک قیام کیا۔ لیکن وہاں سے قیام

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اور علمی مشاغل نے اس کے افکار و خیالات میں بہت اثر پیدا کیا۔ اور بہت کچھ جلا دی۔ افلاطون نے بڑے بڑے سفر کئے۔ وہ قیروان۔ مصر۔ ایطالیا۔ اور صقلیہ گیا۔ بلاد فارس۔ بابل۔ اور فلسطین کی سیر کی۔ فارس کے مجوسیوں۔ بابلیوں اور فلسطین کے یہودیوں سے ملا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ وہ صقلیہ سے اپنے وطن کو آ رہا تھا۔ کہ وہاں کے حاکم کے حکم سے گرفتار کر لیا گیا۔ اور غلام بنا کر بیچ ڈالا گیا۔ مگر قیروان کے باشندوں میں سے کسی نے فدیہ دے کر چھڑایا۔ اور آزاد کر دیا۔ پھر افلاطون ایتھنز واپس چلا آیا۔ اور اکاڈمی میں درس دینے لگا۔ جو ایتھنز کے اطراف میں ریاضیات کا بڑا مرکز اور مرجع تھی۔ اس مشہور اکاڈمی میں ایک جانب افلاطون کا ایک ذاتی باغ تھا۔ اس باغ میں اُس نے قیام کیا۔ یہاں کثرت سے اس کے پاس طلبہ آنے لگے۔ وہ اسی باغ میں درس دیتا تھا۔ ان درسوں کو اپنے مکالمات میں لکھ لیتا تھا۔ خدا کی شان! جس شہر میں وہ غلام بنایا گیا۔ وہیں سے اُسے عزت اور احترام کے ساتھ بلاوا آیا۔ اور جب

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

وہ وہاں گیا تو بڑی شان و شوکت سے اس کا
استقبال ہوا۔ فاخرانہ جلوس نکالا گیا۔ اور سلامتی
کے ساتھ پہنچنے پر شکریہ میں قربانیاں چڑھائی گئیں۔
سرقوسہ کے باشندے افلاطون کے آنے پر بہت
مسرور ہوئے۔ دیونیسوس اصغر سیراقوسہ کا بادشاہ
افلاطون کی خدمت میں اکتساب فیض کرنے اور
اس کے دریائے حکمت سے سیراب ہونے میں
سب سے آگے تھا۔ لیکن انسان کی عادت اور
طبیعت کو بدل دینا کچھ دشوار بات نہیں۔
افلاطون کو سیراقوسہ آئے کچھ زیادہ زمانہ نہ
گزرا تھا۔ کہ دیونیسوس اپنے خوشامد پسند ناعاقبت
اندیش ہوا خواہوں کے فریب میں آگیا۔ وہ رفتہ
رفتہ اس کے حکیمانہ نصائح کی جانب سے تغافل
برتنے لگا۔ بدخواہوں اور چغل خوروں نے یہ کہہ
کہہ کر اُس کے کان بھرنے شروع کئے۔ کہ
دیون اور افلاطون جیسے ذلیل اور کم مرتبہ غلاموں
کی صحبت آپ کے شایانِ شان نہیں ہے۔ آخر
اُس نے ان بدکرداروں کی باتوں میں آ کر
دیون کو شہر بدر اور افلاطون کو اُس کے وطن
واپس کیا ۔

تھوڑے دنوں بعد افلاطون پھر سیراقوسہ

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

گیا تاکہ دیونیسوس اور اُس کے چچا دیون میں مصالحت کرا دے۔ مگر کامیاب نہ ہوا۔ بلکہ قریب تھا کہ اُسے کچھ سزا بھی بھگتنی پڑے۔ لیکن اُس کے ایک عقیدتمند کی سفارش نے آنے والی مصیبت سے بچا لیا۔ افلاطون نے ایتھنز میں آکر گوشہ نشینی اختیار کی۔ اور درس تدریس کا مشغلہ جاری رکھا۔ آخر اکاسی سال کی عمر میں وفات پائی۔ افلاطون کی علمی اکاڈمی میں اُس کی جگہ اس کا بھانجا سپوسپوس جانشین ہوا۔ مگر حقیقی اور اصلی جانشینی کا سہرا اُس کے شاگرد رشید ارسطا طالیس ہی کے سر رہا۔

افلاطون نے اپنی زندگی میں بہت سی کتابیں لکھی تھیں۔ اور یہ سب کتابیں ارسطو کو مل گئیں۔ ان میں سے کوئی ضائع نہیں ہوئی۔ بلکہ ارسطو کو ساتھ ہی کچھ اور کتابیں بھی ملیں جو اگرچہ درحقیقت افلاطون کی نہ تھیں۔ مگر اس کی جانب منسوب کی جاتی تھیں۔

اہلِ قلم اور مترتبین کتب کا یہ مسلک رہا ہے کہ وہ فلسفۂ افلاطون کو تین قسموں میں تقسیم کرتے ہیں:-

۱۔ منطق۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

۲- طبیعات *
۳- ادبیات *
مگر خود افلاطون سنے اپنی کتابوں کو اس صورت سے تقسیم نہیں کیا۔ نہ اُس کا کوئی خاص فلسفیانہ طریقہ ہی تھا۔ نہ کوئی خاص دستور العمل بلکہ افلاطون وہی بتاتا اور وہ ہی کہتا ہے۔ جو اُس سنے اپنے استاد سقراط سے سنا تھا۔ اور اس کا تمام فلسفہ فلسفۂ سقراط پر مبنی ہے۔ البتہ ان قدیم فلاسفہ کے اقوال بھی شامل کرتا جاتا ہے۔ جن کو سقراط نے قصداً چھوڑ دیا تھا۔ مگر ارسطو نے افلاطون کے اقوال لے کر اُن پر اپنے فلسفہ کی بنیاد رکھی۔ اور ایک نئی عمارت تیار کی۔ گویا اس نے اپنے اُستاد کے اقوال اور مکالمات میں وہ فلسفیانہ اور حکیمانہ رموز پائے۔ جنہیں خود افلاطون محسوس نہیں کر سکا تھا *

افلاطون کی نسبت یہ بھی منقول ہے۔ کہ اس نے اپنے مدرسہ کے دروازے پر لکھ دیا تھا کہ جو شخص علم ہندسہ نہیں جانتا۔ وہ اس کے اندر نہ آئے۔ علم ہندسہ اور ہندسی اشکال کو افلاطون کے فلسفہ میں بڑا دخل حاصل ہے۔ کیونکہ یہ بھی ایک ایسا علم تھا جس کی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بدولت مختلف اشکال اور صورتوں پر بحث کرنا افلاطون کے لئے آسان ہو گیا تھا *

مولوی محمد حسین محوی

سوالات

(۱) علمِ ہندسہ سے کیا مراد ہے ؟
(۲) افلاطون کس کا شاگرد تھا - اور اُس کے شاگردوں میں سب سے بڑھ کر مشہور کون ہے ؟
(۳) ایتھنز کہاں ہے اور کیوں مشہور ہے ؟
(۴) یونان کے چند مشہور حکیموں کے نام بتاؤ *
(۵) ذیل کے الفاظ کی تشریح کرو :-
فلسفی - مورخین - اکتفا - عید میلاد - افلاطون - جمہوریہ - سیاست - مجوسی *
(۶) مرکز اور مرجع میں کیا فرق ہے ؟
(۷) افلاطون کے حالات اپنی عبارت میں لکھو *

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

فرعون

لفظ "فرعون" جو آج کل مروّج ہے۔ ایک عجیب لفظ ہے۔ ماہرانِ علم اللسان نے بڑی جدّ و جہد کے بعد اس کی نسبت یہ فیصلہ دیا ہے:۔
"فرعون مصری زبان کا لفظ ہے۔ جس کا صحیح تلفّظ زمانۂ قدیم میں فارع تھا۔ اور اس کے معنے آفتاب کے ہیں" مصریوں کے نزدیک جس طرح آسمان کا حاکم آفتاب ہے۔ اسی طرح زمین کا فرمانروا بھی فرعون (بادشاہ) ہے۔ مرورِ زمانہ کے بعد یہ لفظ بادنٰی تغیّر عبرانی کی وساطت سے عرب میں پہنچا۔ فرعون کسی خاص شخص کا نام نہیں۔ البتّہ ایک خاص خطاب ہے۔ جو شاہانِ مصر نے اپنے لئے اسی طرح انتخاب کر رکھا تھا۔ جیسا کہ آج کل سُلطان۔ خدیو۔ امیر۔ شریف۔ قیصر وغیرہ۔ انجیل میں یہی لفظ بغیر کسی خاص تمیز کے آٹھ یا دس بادشاہوں کے نام کے ساتھ استعمال کیا گیا ہے۔ سلطنت مصر جب فراعنہ کے ہاتھ سے چلی گئی تو جو خاندان اُن کے بعد فرمانروا ہوُا۔ اُس نے فرعون کی بجائے ایک

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ایسا لفظ نکالا جو عربی لفظ راعی (چرواہا) کا ہم معنی ہے +

مصریوں میں اکابر کی عزت کا خاص خیال تھا۔ وہ ان کے بُت تو بناتے نہ تھے۔ مگر اُن کا پیٹ چاک کرکے آنتیں وغیرہ نکال کر ایک خاص قسم کے ہنوط سے بھر کر اوپر سے سی ڈالتے تھے۔ کہتے ہیں یہ ہنوط موم۔ تیل۔ سریش۔ مچھلی کی چربی اور دو ایک اور چیزوں کے ملانے سے بنایا جاتا تھا۔ اگرچہ یہ معلوم نہیں ہوتا۔ ان کے ہاں اس مصالحہ بھرنے کا یا اس مصالحہ بھری لاش کا کیا نام تھا۔ مگر آج کل انگریزی میں اس کے واسطے لفظ ممی استعمال کرتے ہیں۔ حالانکہ غور سے دیکھا جائے تو پایا جاتا ہے کہ ممی در اصل مومی ہے +

جس خاندان کے بادشاہوں کا لقب فرعون تھا۔ اُس کے بانی کو ریمزیز اعظم کہتے تھے۔ اس کے عہد میں سلطنت مصر کی حد وادئ حلفہ تک تھی۔ جو اُس کے بیٹے سیتی اوّل کے وقت میں شام تک بڑھی۔ ریمزیز ثانی بن سیتی اوّل کے زمانہ میں مملکت کا حلقہ بہت وسیع ہو گیا تھا۔ یہ جوانمرد اکثر خود

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

میدانِ جنگ میں جاتا اور حریف سے کلّہ بہ کلّہ لڑتا۔ اس کا قول تھا "جو فائدہ دو بادشاہوں کی دست بدست لڑائی سے حاصل ہوتا ہے۔ وہ فوجوں کے لڑانے اور کٹانے سے حاصل نہیں ہوتا"۔ اس کے وقت میں بہت سے بلند پایہ شہر مقبوضاتِ خاص میں شامل ہو گئے تھے۔ سیتی اوّل اور ریمزیز ثانی کے مذاق میں بڑا فرق تھا۔ باپ کو تعمیرات کا شوق تھا اور بیٹے کو محاربات کا ذوق۔ مگر اس میں شک نہیں کہ دونو میں باکمالوں کی قدر افزائی کا خاص جوہر تھا۔ سیتی اوّل ریمزیز ثانی کے بعد منفتح فرعون ہوا۔ اس کی آرام پسند۔ امن دوست طبیعت نے پیشۂ جنگ کی طرف اس قسم کی بے اعتنائی کی۔ جس کا خمیازہ اُس کے بیٹے سیتی ثانی کو بھگتنا پڑا۔ جس کے ساتھ فراعنہ کے خاندان کا دفتر بھی ختم ہو گیا +

جس فرعون کے ساتھ حضرت موسےٰ کو سابقہ پڑا تھا۔ وہ یہ ہی منفتح بن ریمزیز تھا۔ اس کی لاش ڈاکٹر ایم۔ لورٹ نے عمن ہوتب ثانی کے گورستان واقع باب الملوک (تھیبز) سے پائی تھی۔ اور ۱۹۰۰ء میں قاہرہ کے عجائب خانہ میں

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

پہنچائی گئی۔ پھر جولائی ۱۹۰۸ء کے پہلے ہفتہ
میں اس لاش کا صندوق کھولا گیا۔ منفتح کا جسم
فربہ۔ قد متوسط۔ معیار سے کسی قدر بڑھا ہوا۔
کالا رنگ۔ سر گنجا۔ چندیا کے گرد جھالر کی طرح
سر کے بال۔ صرف اوپر ایک دانت باقی تھا (جس
نے ٹھوڑی پر ناک کو گرنے سے روکا تھا)
صندوق کے اندر زرد زرد ساٹن منڈھی ہوئی
تھی۔ سینے کے قریب ایک ہلکی سی سیاہی کی
تحریر تھی۔ گویا یہ ہی اس با جبروت سلطنت
پناہ کی بچی کھچی پونجی تھی۔ جس کی قلمرو کے
نیچے کسی وقت مصر کی عالی شان سلطنت کے
دونو حصے تھے۔ جب لفافہ پر کے ساٹن کے
بند بھی کھول دئے گئے اور سینہ دکھلائی دینے
لگا۔ تو حاضرین میں سے ایک زندہ دل بول
اٹھا۔ "یہی تو اس کا رہا سہا سرمایہ ہے۔ اب
کیا اس سے بھی محروم کرنے کا ارادہ ہے"۔
لانبی لانبی باہوں کی کچھ کھلی کچھ بند
مٹھیاں دیکھنے میں آئیں۔ اگرچہ اُس وقت اِن
میں وہ سونے کا عصا نہ تھا۔ جو کسی وقت
فراعنہ کے اقتدار حکومت کا سچا نشان بن
سکے آخری دم تک ان کے ہاتھوں سے جُدا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

نہیں ہوتا تھا۔ مگر پھر بھی یہ ہی معلوم دیتا تھا۔ کہ خود بدولت اس کو تھامنے کے لئے ہمہ تن تیار ہیں۔ کیونکہ اس کی نقل و حرکت کو ان کی انگلیاں خوب جانتی تھیں۔ لفافہ جو سر کا تو منڈا ہؤا سر۔ کتابی چہرہ۔ اونچی محراب دار ناک دکھائی دی۔ مگر آنکھوں کے نشان "گرد پسِ کارواں" سے زیادہ معدوم تھے ✦

گو یہ ثبوت کو نہیں پہنچ سکا کہ منفتح کی موت کس طریق سے ہوئی۔ مگر قرائن اور فلسفہ استدلالیہ نے ثابت کر دیا کہ اس کے آخری دن کچھ اچھے نہیں گزرے تھے۔ جلد کا ڈھیلا پڑ جانا صاف کہے دیتا تھا کہ وہ ایک ایسے مرض میں مُبتلا ہؤا تھا۔ جس کی وجہ سے اس کی آنتیں انجماد پذیر ہو گئی تھیں۔ اور دانتوں کے نہ ہونے سے یہی کہہ سکتے ہیں۔ کہ مرنے سے پہلے اس جلیل القدر بادشاہ کو نعمائے دنیا سے ایک گونہ مایوسی تھی ✦

میر کرامت اللہ میر

سوالات

(۱) لفظ فرعون کے معنے اور وجہ تسمیہ بیان کرو ✦

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

(۲) علم اللسان کی تعریف کرو ۔
(۳) خطاب کسے کہتے ہیں؟ مختلف ممالک کے بادشاہوں کو کس کس خطاب سے یاد کیا جاتا ہے ؟
(۴) ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ :-
ہنوط - کلّہ بہ کلّہ - دست بدست - خمیازہ - جوہر ۔
(۵) حضرت موسےٰ کون تھے ؟ اُن کا کچھ مختصر حال بیان کرو ۔

فلسفہ

ہے مرکب فابلاس اور سوفیا سے فلسفا
جس کے معنے ہیں محبت عقل کی اے باصفا
وضع کی سقراط نے پہلے پہل یہ اصطلاح
تھا جو سوفیائیوں کو عقل کا دعوےٰ بڑا
جانتے تھے خود وہ اپنے کو زمانہ سے عقیل
چھیڑنے کو ان کے یہ شوخی تھی صرف اور کچھ نہ تھا
دیکھ کر سرگشتہ ان کو اپنے زورِ عقل میں
خود فلاسوفی لقب سقراط نے اپنا رکھا
فلسفہ کیا ہے؟ فقط اشیائے موجودہ کا علم
فلسفہ کیا؟ علم لاہوتی کی جس پر انتہا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہیں یہ چند اقوال افلاطون کے بس یادگار
فلسفہ ہے علمِ موت اے چاشنی گیرِ فنا
علم ہے تشبیہ پیدا کرنے کا اللہ سے
جس قدر طاقت بشر کی ہے نہ کچھ اس سے سوا
ہے یہ وہ عشرتکدے میں دہر کے اعلےٰ سرور
جس کی لذّت جاننے والا ہی ہے کچھ جانتا
ہے جہاں میں صنعتوں کی صفت اور علموں کا علم
فضل کو اس کے ارسطو نے بھی ثابت کر دیا
یہ دوائے روح ہے بیشک بشر کے واسطے
متفق اس پر اطبّا کا بھی فرقہ ہو گیا
واقعاتِ صادقہ ذہنی ہوں وہ یا مادّی
صرف اس کا علم رکھنا بس یہی ہے فلسفا
قول بیکن ہے کہ ہے یہ قوت کسب علوم
اور علموں پر شرف اس واسطے اس کو ہوا
ہے وسیلے سے عقل کے علم معلومات کا
ہابس نے یہ اور ہملٹن نے کیا ہے فیصلہ
ہو علل کی حیثیت سے بحث موجودات پر
ہے یہی بقراط کے نزدیک اس کا مُدّعا
اصل بس یہ ہے جہاں تک ہوگی تحقیق علل
ملتا جائیگا وہاں تک اس کو وحدت کا پتا
آئیگا حق کی طرح پر علّت آخر کے بعد

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

علّتِ اولے جسے کہئے اگر تو ہے بجا
لیکن اُن کی عقل و دانش پر بہت افسوس ہے
فلسفہ پڑھ کر ہوئے جو منکرِ ذاتِ خُدا

عقل سے ہے ہاتھ دھویا پڑھ کے علم النفس کو
کیا اثر تعلیم کا تو نے لیا ہے مرحبا

عزیز لکھنوی

سوالات

(۱) علم النفس کی تعریف کرو۔
(۲) بقول شاعر فلسفہ کسے کہتے ہیں؟
(۳) ذیل کے ناموں پر مختصر نوٹ لکھو:-
سقراط - افلاطون - ارسطو۔
(۴) ہابس کون تھا اور ہملٹن کیوں مشہور ہے؟
(۵) علّت اور معلول کی تشریح کرو اور علل کا مفہوم بتاؤ۔ علّتِ اولٰے سے کیا مراد ہے؟
(۶) طب اور حکمت میں کیا فرق ہے؟
(۷) علم لاہوتی کی توضیح کرو۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ایران

ایران کا موسم بہار قابل دید ہے۔ بہار میں تمام نیچر شجر سے لے کر حیوان۔ اور حیوان سے لے کر انسان تک مثل ایک نئی دُلھن کے آراستہ ہوتی ہے۔ ایک شگفتگی ہر قدم پر ہویدا ہے۔ باد بہاری اور نسیم کے ہلکے اور لطیف جھونکے تمام نیچر میں ایک نئی روح پھونک دیتے ہیں۔ عورت۔ مرد اور بچّوں کے رخسارے گلاب کے پھول بن جاتے ہیں۔ پُر فضا میدانوں کا نظّارہ۔ باغ ہائے خوشگوار کی مہک۔ تر و تازہ۔ سرسبز اور شاداب وادیوں کا تماشا۔ سر بفلک پہاڑ اور پہاڑیوں کی برف سے ڈھکی ہوئی نورانی چوٹیاں اِس قسم کے منظر ہیں کہ جنہیں افسردگی کا علاج کہنا چاہیئے اور فرحت و انبساط کا مژدہ۔ دیکھو۔ بُلبلیں نازک شاخوں پر جو پھولوں سے لدی ہیں۔ چہچہا رہی ہیں۔ اور اپنی سُریلی و شیریں منقاروں سے ہارمونیم اور پیانو کی سُریلی آوازوں کو مات کر رہی ہیں۔ جن سے انسانی طبیعتوں میں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

جو ولولے اور اُمنگیں پیدا ہوتی ہیں - اُن کی مثال کسی. اور آب و ہوا میں کمیاب ہے ۔

ایران کی خوراک عموماً متقوّی اور صحت بخش ہے - اور غربا بھی خوش خوراک ہیں۔ بادشاہ سے لے کر گدا تک نانِ گندم و گوشت دُنبہ کھاتا ہے - اور ادنٰے سپاہی سے لے کر شہنشاہ تک کوئی ایران کے کسی غریب سے غریب کو بھی مذہبی یا قومی ذلت کی نظر سے نہیں دیکھ سکتا - ایران میں دیسی اور فرنگی میں کچھ فرق نہیں - کسی زبردست سے زبردست غیر سلطنت کا ایران پر تسلط پا لینا یا براہِ راست حکومت قائم کر لینا مشکل معلوم ہوتا ہے - ایران نہایت کوہستانی مُلک ہے - علاوہ اس کے بلوچستان سے لے کر آذر بائیجان تک .جو روسی کوہ قاف کے قریب ہے - اور خراسان و مشہد سے لے کر .بصرہ تک تمام ایرانی ایک قوم - ایک زبان ایک مذہب اور ایک لباس رکھتے ہیں - یہ یک رنگی اور اتحاد ایران کے استحکام و قومی بقا .کا راز ہے - علاوہ اس قومی - لسانی اور مذہبی یکرنگی کے ایرانی .بہت سی ایسی مشرکانہ اور دیگر قابل اعتراض رسومات سے بری ہیں جنھوں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

نے مسلمانانِ ہند کو من حیث القوم مفلوج کر رکھا ہے۔ اگرچہ ایرانی مذہب شیعہ رکھتے ہیں لیکن وہاں میں نے محرم میں نہ تعزئے دیکھے نہ باجے نہ ڈھول۔ نہ شیر چیتے کے سوانگ۔ نہ وہاں پیر پرستی ہے نہ قبر پرستی۔ ہاں عشرۂ محرم میں تمام قوم سیاہ پوش ہو جاتی ہے۔ اور ہر قسم کے جشن و جلسے بند۔ مرثیہ خوانی و نوحہ خوانی عموماً سلیقہ سے ہوتی ہے۔ اور بعض سرگرم مذہبی جوش میں سینہ کوبی بھی کرتے ہیں ✦

شادی بیاہ ایران میں نہایت سادہ رسومات سے ہوتے ہیں۔ ہندوستان کے سے باجے گاجے ناچ رنگ اور فضول تباہ کن رسومات وہاں نہیں پائی جاتیں ✦

ایران کی سوشل حالت قابل تعریف ہے۔ وہاں سیّد تو البتہ تعظیم کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ لیکن شیخ۔ مغل۔ پٹھان وغیرہ کا کوئی مزید امتیاز نہیں ہے۔ جو اور امتیازات مثل حسب و نسب و پیدائش و کسب پر مبنی ہیں۔ مطلق پائے نہیں جاتے۔ نہ کوئی ان کو باعثِ فخر خیال کرتا ہے۔ ایک کفش دوز۔ نداف۔ قناد۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سراج - طبّاخ - قصاب - سبزی فروش کسی لحاظ سے عام سوسائٹی میں ذلیل نہیں سمجھا جاتا۔ ایک پیشہ ور بڑے سے بڑے آدمی کی لڑکی سے شادی کی تجویز کر سکتا ہے - اور اسی طرح بڑے سے بڑا مجتہد و شہزادہ بلا خیالِ تحقیر ادنے سے ادنےٰ طبّاخ یا قصاب کی دختر سے شادی کرسکتا ہے - معیار شرافت و عزّت شرافت ذاتی ہے - ایران میں ہر فرد بشر حتے کہ شہزادے بھی کوئی نہ کوئی پیشہ سیکھتے ہیں - اور پہلا سوال اجنبی مسافر سے یہی ہوتا ہے کہ تیرا پیشہ کیا ہے؟ بے ہنر اور بے پیشہ کو بدمعاش چور اور بے اعتبار سمجھا جاتا ہے - اور پیشہ ور کو ہر کوچہ و بازار میں کرسی ملتی ہے - ہندوستان میں مرزا ایک ذات بن گئی ہے - ایران میں مرزا منشی کو کہتے ہیں ؛

ایرانی عورتیں ہندی عورتوں کا سا پردہ نہیں کرتیں - امرا سے لے کر ادنےٰ عورتوں تک برقعہ کے ساتھ بازار میں اپنی پسند کا سودا خریدنے خود جاتی ہیں - دُکان پر کپڑے اور دوسری اشیا کی دیکھ بھال کرتی ہیں -

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اس وقت رو بند جو عموماً سفید ململ کا جالی دار ہوتا ہے۔ اس کو سر کے اوپر کی طرف کر لیتی ہیں۔ تاکہ آنکھوں۔ ناک اور منہ سے چیز کو دیکھ۔ سونگھ یا چکھ سکیں۔ عورتیں مسجدوں میں نماز کو جاتی ہیں۔ اور اکثر پچھلی صفیں عورتوں کی ہوتی ہیں۔ علماء کا وعظ سُنتی ہیں۔ اور مرثیہ خوانی کی مجلسوں میں شریک ہوتی ہیں۔ شام کو باغات میں تفریح کے لئے مل کر جاتی ہیں۔ جو قدرے خوشحال ہیں۔ وہ اپنے خاوندوں یا عزیزوں کے ساتھ سفید ایرانی گدھوں پر بیٹھ کر دو یا چار میل شہر کے باہر ہوا خوری کو نکل جاتی ہیں ؂

ہندوستان میں فی الحقیقت لڑکی کو ایسا موقعہ بہت کم ملتا ہے کہ وہ اپنے شوہر سے قبلِ نکاح کے بات چیت کر سکے۔ یا اپنا فیصلہ خود کر سکے۔ ایران میں ۹۵ فی صدی نکاح مرد و عورت کے بالکلیہ براہِ راست رضا مندی سے ہوتے ہیں۔ اور شرع ہمیشہ مظلوم و کمزور کی محافظ رہتی ہے۔ کیا مجال ہے کہ کوئی کسی عورت پر بیجا ظلم کر سکے۔ جہاں کہیں مردوں نے عورتوں کی قوت ارادی کو زائل کر دیا ہے۔ وہاں نسل

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کمزور اور بُزدل پیدا ہوتی ہے۔ ماں کا تخیّل بچوں پر بہت اثر کرتا ہے۔ اور ماں کی گود بچوں کا پہلا مدرسہ ہے۔ جوان بیوہ کا ایران میں بغیر نکاح رہنا معیوب ہے۔ ایران میں مذہب شیعہ کے موافق دو قسم کے عقد ہوتے ہیں۔ ایک عقد دائم اور دوسرا عقد منقطع۔ عقد دائم میں مدّت نہیں ہوتی۔ اور عقد منقطع میں ایک مدّت معینہ ٹھیر جاتی ہے۔ باقی عدّت کے قانون ایک ہی ہیں۔ ایران کا وہ حصّہ جو روسی کوہ قاف کے قریب ہے۔ جس کے حدود ایک طرف بحر اسود اور بحر اخضر ہیں۔ اور دوسری طرف آرمینیا اور کردستان۔ بلحاظ حُسن کے تمام دنیا میں بہتر ہیں +

(ترجمہ از جان میلکم)

سوالات

(۱) ایران کی بہار کی تصویر اپنے الفاظ میں بیان کرو +
(۲) ایرانی کس قسم کی خوراک استعمال کرتے ہیں؟
(۳) کیا ایران میں ذاتوں کا امتیاز ہے؟
(۴) عدّت کی توضیح کرو +

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اخلاقی جرأت

۱۔ اخلاقی جرأت کو ہماری عادات سے خاص تعلق ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ جو لوگ جسمانی جرأت کے مالک ہیں۔ وہ اخلاقی جرأت سے بھی غلامی کا پٹہ لکھوا لیں۔ بہت سے سپاہی لڑنے میں بیباک ہوتے ہیں۔ لیکن اتنی تاب نہیں لاتے۔ کہ اپنے ہمچشموں کے مزاج اور دل لگی اور ہنسی کا مقابلہ کر سکیں۔ برعکس اس کے ایسی نازک بدن بیبیاں بھی ہیں۔ جن میں انتہا درجہ کی اخلاقی جرأت پائی جاتی ہے۔ اس سے وہ بہادری مراد ہے جو انسان کو ایمان دار اور راست گفتار اور قرض سے محترز اور ہوائے نفسانی کا دشمن ہونے اور اپنے فرائض کو باحسن الوجوہ انجام دینے کی تحریک دیتی ہے +

۲۔ اخلاقی جرأت کے نہ ہونے کی وجہ سے انسان کے چال چلن میں بڑا بھاری نقص واقع ہو جاتا ہے۔ اور طاقت ارادی کچھ ایسی کمزور اور قریب باطل پڑ جاتی ہے کہ حالانکہ وہ یہ دیکھتا ہے کہ یہ درست راستہ ہے۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اور دل سے چاہتا بھی ہے کہ میں اسی راہِ مستقیم کا رہرو بنوں - اور ٹیڑھے رستے کو بُرا سمجھتا ہے اور اس سے پرہیز کرنا چاہتا ہے لیکن پھر بھی وہی ٹیڑھا رستہ بصد ناز و ادا اس کو اپنی طرف کشاں کشاں لے آتا ہے- اور اس میں اتنی اخلاقی جرأت نہیں ہوتی کہ اس بیجا طریق سے نہایت ہی بہادری کے ساتھ پرے ہٹ جائے ۔

۳- پہلے پہل اخلاقی جرأت کا ظہور یقیناً راست گفتاری میں ہوتا ہے - اگر ہم نے کوئی قصور کیا اور بغیر کسی شرم و حجاب کے اس قصور کا نہایت ہی پاک باطنی سے اعتراف کریں - تو یہ اخلاقی جرأت کی ایک بڑی مثال ہے - دروغگوئی اور فریب عموماً نتیجے ہیں بُزدلی کے - اخلاقی کم ہمتی کی مثال یہ ہے- کہ ایک باپ کو اپنی لڑکی کی شادی جلد کرنی ہے - اور اس کی ماہواری آمدنی صرف پچاس روپے ہے اور بدقسمتی سے وہ اب تک ایک پائی بھی شادی کے لئے جمع نہیں کر سکا- لیکن اس کی ظاہری حیثیت اس بات کی مقتضی ہے کہ وہ شادی میں پانسو روپیہ صرف کرے-

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

تو پھر اُسے کیا کرنا چاہیئے۔ کیا وہ نہایت ہی دلیری سے یہ کہہ دیتا ہے کہ میرے پاس شادی میں اتنا روپیہ لگانے کو نہیں ہے۔ اور یہ عین حماقت ہے کہ شادی کے لئے قرض دام لے کر رات دن کی فکر کا شکار بنوں؟ نہیں بلکہ ایسے اعلےٰ خیالات والے چند ہی بندے خدا کے ہیں۔ ورنہ ایک بڑی تعداد لوگوں کی ایسے موقع پر اپنی ناک ساکھ کی خاطر بے دھڑک روپیہ قرض لے لیتے ہیں۔ اور انجام پر ذرا غور نہیں کرتے۔ ایسے لوگ نہایت بزدلی اور جہالت سے اپنی گردن قرض کے جوئے کے نیچے دبا لیتے ہیں۔ ۵

برین عقل و دانش بباید گریست

برخلاف اس کے جس شخص میں اخلاقی جرأت ہوتی ہے۔ وہ اپنی بساط سے زیادہ خرچ ہرگز نہیں کرتا۔ اور وہ قرض کے وبال سے خود ہی نہیں بچا رہتا۔ بلکہ وہ اپنے ملکی بھائیوں کے لئے خود ایک زندہ مثال بنتا ہے۔ اور اس طرح ان کو اخلاقی جرأت کا سبق سکھاتا ہے ؁

۴ — ہر زمانے اور ہر وقت میں مُصلحان کو اخلاقی جرأت کی انتہا درجے کی ضرورت

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

پڑتی رہتی ہے۔ بہت دفعہ ایسا اتفاق ہوا ہے
کہ ان کو تمام عمر ملزم قرار دیا گیا ہے۔ بعض
کو جیلخانہ کی سخت مصیبتیں جھیلنی پڑی ہیں۔
اور بہت سے مصلح لوگوں نے اپنے ایمان اور
عقیدے پر اپنی جانیں نثار کر دی ہیں۔ یہی
وہ لوگ ہیں جو دُنیا کی بہبودی کی مشین کے
پرزے ہیں۔ اور دنیا کی تاریخ میں ان کے نام
نہایت ہی عزت کے ساتھ ابد الآباد تک قائم
رہینگے۔ اور سخت سے سخت مُصیبت اور دشوار
سے دشوار مہم میں لوگوں کی دستگیری اور رہبری
کرینگے ؛

مارٹن لوتھر کا نام آپ نے سُنا ہوگا۔ یہ
نامور مصلح نومبر ۱۴۸۳ء میں بمقام ایلیبن
واقعہ سیکسنی میں پیدا ہوا۔ جب بڑا ہوا تو باپ
کے حکم کے بموجب وکالت کی تیاری کرنے لگا
لیکن جب اُس کا ایک عزیز دوست بجلی کے
گرنے سے اُس کی آنکھوں کے سامنے مرا۔
تو اس کا دل دُنیا کی دلچسپیوں سے اُچاٹ
ہو گیا۔ اور اس نے بمقام ارفرٹ ایک خانقاہ
میں گوشہ نشینی اختیار کی۔ ایک دن اس
خانقاہ کے کتب خانہ میں اُسے ایک پُرانی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بائبل لاطینی زبان کی ہاتھ لگی۔ اور وہ رومن کیتھالک مذہب کی اصلاح پر آمادہ ہوگیا۔ پوپ نے کئی مرتبہ اس کو نرمی سے اور کبھی غیظ و غضب سے یہ کہا کہ تو اِن حرکات سے باز آ۔ اور پھر یہ دھمکی دی کہ میں تجھ کو زندہ جلواکر خاک سیاہ کر ڈالونگا۔ مگر اس نے علانیہ کہ دیا کہ چاہے پوپ اور دُنیا کے بادشاہ مجھ کو پا بزنجیر زمیں دوز جیل خانے میں مقیّد رکھیں۔ خواہ زندہ گاڑیں۔ اور چاہے وہ جیتے جی جلا کر میرا نام و نشان تک مٹا دیں۔ میں اپنے ایمان سے ہرگز دست بردار نہیں ہو سکتا۔ اس کا نام ہے اخلاقی جرأت۔ کہ جان جاوے مگر راستی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے ٭

ڈاکٹر سمائلز لکھتا ہے کہ" دنیا کی تمام بڑی بڑی مہمیں اخلاقی جرأت ہی نے سر کی ہیں۔ ہر قوم کی تاریخ پڑھنے سے واضح ہوتا ہے۔ کہ کوشش کے میدان میں ترقی کے قدم ان لوگوں نے ہی بڑھائے ہیں۔ جو دل کے دلیر تھے۔ اور اخلاقی جرأت اپنے حصّہ میں رکھتے تھے"٭

سقراط نے نیکی اور حیاتِ جاودانی کی نسبت اپنے شاگردوں اور عوام النّاس کو اعلےٰ درجہ کی تعلیم

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

دی تھی - لیکن یہ تعلیم اس زمانہ کے لوگوں
کے خیالات کے خلاف تھی - حکومت نے اسے
متنبہ کیا کہ اس قسم کی تعلیم سے باز آئے۔
سقراط نے انواع و اقسام کی سختیاں جھیلیں۔
لیکن اپنے اصول کی تلقین سے نہ ہٹا - آخر اس
دلیر شخص نے حسب الحکم گورنمنٹ زہر ہلاہل کا
پیالہ پی کر اپنی جان شیریں کو خیر باد کہی۔ لیکن
مرتے دم تک شاگردوں سے اپنے عقیدوں اور
اصولوں کا تذکرہ کرتا رہا - گلیلیو نے جو اطالیہ
کا ایک بلند پایہ منجم گذرا ہے - لوگوں میں عام
طور پر مشتہر کیا تھا کہ زمین سورج کے گرد
گھومتی ہے - ان الفاظ کے عوض جو مظالم اس کو
سہنے پڑے تھے - ان سے وہ قریب قریب نیم
مُردہ ہو گیا تھا - غرض اسی طرح نیوٹن کو بھی
جرِ ثقیل کی دریافت پر کافر قرار دے کر مجرم
تصوّر کیا گیا تھا - حالانکہ نیوٹن صاف دلی اور پاک
باطنی کے لحاظ سے تمام دُنیا میں مشہور ہے -
لیکن غور کرنے کا مقام ہے کہ اگر یہ سائنس
دان سائنس کی معلومات کو اپنے سینوں
میں لئے ہوئے دفن ہو جاتے تو پھر ہمیں
ان نئی معلومات سے محروم ہونا پڑتا - اور

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سائنس کی ایک بڑی شاخ معرضِ ظلمت میں رہ جاتی ہے۔

۵۔ اپنے طریق اور اطوار اور ڈھنگوں کو درست کرنے کے لئے ہمیں اخلاقی جرأت کی سخت ضرورت رہتی ہے۔ نفسانی خواہشیں انسان کی جانی دشمن ہیں۔ مرتے دم تک ہم اپنی خواہشوں کی کشمکش اور الجھنوں میں گرفتار رہتے ہیں۔ اور اگر ہم میں اخلاقی جرأت موجود ہے تو ضرور ان نفسانی خواہشوں کو نیچا دکھاتے ہیں۔ اور اس طرح اپنی زندگی کو اخلاقی عیوب سے مبرّا کر لیتے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ ہم اخلاقی جرأت کو کیونکر حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر نفس کا شیطان تمہیں دھوکا دے کر اپنے دام گلوگیر میں پھنسانا چاہے۔ اور تم اُس کے دھوکے میں نہ آؤ۔ بلکہ "نہیں" کہہ کر اس کا دل جلاؤ۔ تو یہ اخلاقی جرأت کا پہلا کرشمہ ہوگا۔ جو تمہاری جانب سے ظہور میں آئیگا۔ اب جتنی مرتبہ تم نفس کشی سے اپنے فرائض کے سرانجام دینے کی طرف متوجہ ہوگے۔ اُسی قدر اخلاقی جرأت تمہارے دل و دماغ میں طاقت پکڑتی جائیگی۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

لیکن نفس کی شرارتوں کو سہنے سے نتیجہ برعکس پیدا ہوگا ۔

ہر کام کے کرتے وقت اور ہر بات کے کہتے وقت اگر ہر شخص مندرجۂ ذیل نصیحت کو اپنے خیال میں رکھے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ وہ اپنے ارادوں میں کامیاب نہ ہو :-

جوانمرد اور مستقل مزاج بنو اور ہر کام صرف خدا کے ڈر سے کرو ۔ جو کام تم کرو ۔ اور جو بات تم کہو ۔ اُس کے کرتے اور اس کے کہتے وقت اپنے دل سے یہ سوال کرو "کیا جو کچھ میں کرنا چاہتا ہوں ۔ یا کہنا چاہتا ہوں ۔ درست ہے"؟ اگر تمہارا دل جواب میں ہاں کہے ۔ تو پھر باوجود لوگوں کی مخالفت کے وہ کام کر ڈالو ۔ اور وہ بات کہ ڈالو ۔ ممکن ہے کہ تمہارے بعض رفقا تمہارے مخالف ہو جائیں ۔ ممکن ہے کہ لوگ حسب دستور تمہیں عزت کی نگاہ سے نہ دیکھیں ۔ لیکن تم ان سب باتوں کی کچھ پروا نہ کرو ۔ مستقل مزاج رہو ۔ مرد بنو ۔ خدا تمہاری مدد پر ہے ۔ تمہیں اس بات کا ذرا خیال نہ کرنا چاہیئے کہ لوگوں کا تمہاری نسبت کیا گمان ہے ؟ صرف یہ خیال ہمیشہ رکھو

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کہ تمہارا مدعا ایمانداری پر مبنی ہے۔ اور اپنی ضمیر کے احکام کی پابندی کو اپنا فرض سمجھو۔ جو دنیاوی آلائشوں سے پاک ہے وہ جرأت بھی ضرور رکھتا ہوگا۔ کیونکہ پھر اُسے ڈر کس بات کا ہے؟ اخلاقی جرأت سے ایسا طریقہ اختیار کرو۔ کہ زندگی کا دشوار گزار سفر آسان ہو جائے۔

بقول سمائلز بات ساری یہ ہے کہ جوانمرد اور دلیر لوگ ہی خدا کے ایسے بندے ہیں جو انسانی زندگی میں جان ڈال دیتے ہیں۔ اور وہی دنیا کی حکومت اور رہبری کے قابل ہیں۔ مرنے کے بعد کمزوروں اور ڈرپوکوں کا نام و نشان تک باقی نہیں رہتا۔ لیکن ایک راست گفتار سچے اور صاحب جرأت شخص کی زندگی اس کے مرنے کے بعد بھی ایک ایسا روشن رستہ ہے جو دُنیا کے بھولے بھٹکے مسافروں کی رہبری کریگا۔ اور اس دلاور شخص کی سوانح عمری ایک ایسا دلچسپ سبق ہے۔ جس کو دنیا کے سب لوگ شوق سے پڑھینگے۔ اور اس کے خیالات اور اس کے جوش اور ولولے اور اُس کی اخلاقی جرأت اپنے فائدہ بخش اثر سے نسلاً بعد نسل

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

لوگوں کے دلوں کو متاثر کرتی رہیگی۔ ؎

زندہ است نام فرخ نوشیرواں بعدل
گرچہ بسے گزشت کہ نوشیرواں نماند

ڈپٹی لال نگم بی۔ اے

سوالات

(۱) اخلاقی جرأت کی تعریف کرو ٭
(۲) اخلاقی جرأت کی چند مثالیں بیان کرو ٭
(۳) اخلاقی کم ہمتی کسے کہتے ہیں؟ تمثیل دے کر صراحت کرو ٭
(۴) سقراط پر ایک مختصر نوٹ لکھو ٭
(۵) اخلاقی جرأت ہم کس طرح حاصل کر سکتے ہیں؟
(۶) یہ شعر کس کا ہے:۔ ؎

زندہ است نام فرخ نوشیرواں بعدل
گرچہ بسے گزشت کہ نوشیرواں نماند

اس شعر کی ترکیب نحوی کرو ٭

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

مرزا محمد رفیع سودا

سودا تخلّص - مرزا محمد رفیع نام - شہر دہلی کو ان کے کمال سے فخر ہے - باپ مرزا محمد شفیع میر زایانِ کابل سے تھے - بزرگوں کا پیشہ سپہ گری تھا - مرزا شفیع بطریق تجارت وارد ہندوستان ہوئے - ہند کی خاکِ دامنگیر نے ایسے قدم پکڑے کہ یہیں کے ہو رہے - بعض کا قول ہے کہ باپ کی سوداگری سودا کے لئے وجہ تخلّص ہوئی - لیکن بات یہ ہے - کہ ایشیا کے شاعر ہر ملک میں عشق کا دم بھرتے ہیں - اور سودا اور دیوانگی عشق کے ہمزاد ہیں - اس لئے وہ بھی ان لوگوں کے لئے باعثِ فخر ہے - چنانچہ اس لحاظ سے سودا تخلص کیا - اور سوداگری کی بدولت ایہام کی صنعت رو کُن میں آئی +

سودا ۱۱۲۵ھ ہجری میں پیدا ہوئے - دہلی میں پرورش اور تربیت پائی - کابلی دروازہ کے علاقہ میں ان کا گھر تھا - ایک بڑے پھاٹک میں نشست رہتی تھی - وہ دروازہ تباہیٔ دہلی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

میں تباہ ہؤا شیخ ابراہیم ذوق علیہ الرّحمۃ اکثر
ادھر ٹہلتے ہوئے جا نکلتے تھے - میں ہمرکاب
ہوتا تھا - مرزا کے وقت کے حالات اور مقالات
کا ذکر کرکے قدرتِ خدا کو یاد کیا کرتے
تھے +

سودا بموجب رسم زمانہ کے اوّل سلیمان
قلیخاں وداد کے پھر شاہ حاتم کے شاگرد
ہوئے - شاہ موصوف نے بھی اپنے دیوان کے
دیباچہ میں جو شاگردوں کی فہرست لکھی ہے
اس میں مرزا کا نام اس طرح لکھا ہے جس
سے فخر کی خوشبو آتی ہے - خوشا نصیب اس
استاد کے جس کی گود میں ایسا شاگرد پل
کر بڑا ہؤا - خان آرزو کے شاگرد نہ تھے -
مگر اُن کی صحبت سے فائدے بہت حاصل
کیئے - چنانچہ پہلے فارسی شعر کہا کرتے تھے
خان آرزو نے کہا کہ "مرزا! فارسی تمہاری
زبان مادری نہیں - اس میں ایسے نہیں ہو
سکتے کہ تمہارا کلام اہلِ زبان کے مقابل میں
قابلِ تعریف ہو - طبع موزون ہے - شعر سے
نہایت مناسبت رکھتی ہے - تم اُردو میں کہا کرو
تو یکتائے زمانہ ہو جاؤگے مرزا بھی سمجھ گئے -

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اور دیرینہ سال استاد کی نصیحت پر عمل کیا۔ غرض طبیعت کی مناسبت اور مشق کی کثرت سے دلی جیسے شہر میں ان کی استادی نے خاص و عام سے اقرار لیا۔ کہ ان کے سامنے ہی ان کی غزلیں گھر گھر اور کوچہ و بازار میں خاص و عام کی زبانوں پر جاری تھیں +

جب کلام کا شہرہ عالمگیر ہؤا تو شاہ عالم بادشاہ اپنا کلام اصلاح کے لئے دینے لگے۔ مگر ایک دن ناراض ہو کر گھر چلے آئے۔ بادشاہ نے پھر کئی دفعہ بلا بھیجا۔ اور کہا کہ ہماری غزلیں بناؤ۔ ہم تمہیں ملک الشعرا کر دینگے۔ یہ نہ گئے اور کہا کہ حضور کی ملک الشعرائی سے کیا ہوتا ہے؟ کریگا تو میرا کلام ملک الشعرا کریگا +

مرزا دل شکستہ ہو کر گھر بیٹھ رہے۔ قدر دان موجود تھے۔ کچھ پرواہ نہ ہوئی۔ ان میں اکثر رؤسا و امرا خصوصاً مہربان خان اور بسنت خاں خواجہ سرا تھے۔ چنانچہ وہی بسنت خاں ہیں جن کی تعریف میں قصیدہ کہا ہے ؏

کل حرص نام شخصے سودا پہ مہرباں ہو
بولا نصیب تیرے سب دولتِ جہاں ہو

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

حرص کی زبانی دنیا کی دولت اور نعمتوں کا ذکر کرکے کہتے ہیں کہ اے حرص ؎

جو کچھ کہا ہے تو نے یہ تجھ کو سب مبارک
میں اور میرے سر پر میرا بسنت خاں ہو

ان لوگوں کی بدولت ایسی فارغ البالی سے گزرتی تھی کہ ان کے کلام کا شہرہ جب نواب شجاع الدولہ نے لکھنؤ میں سنا تو کمال اشتیاق سے برادر من! مشفق مہربان من! لکھ کر خط مع خرچ سفر بھیجا اور طلب کیا۔ انہیں دلّی کا چھوڑنا گوارا نہ ہؤا۔ جواب میں فقط اس رباعی پر حسن معذرت کو ختم کیا۔ ؎

سودا پئے دُنیا تو بہر سو کب تک؟
آوارہ ازیں کوچہ بآں کو کب تک؟
حاصل یہی اس سے کہ نہ دنیا ہوئے
بالفرض ہؤا یوں بھی تو پھر تو کب تک؟

کئی برس کے بعد وہ قدر دان مر گئے۔ زمانے بدل گئے۔ سودا بہت گھبرائے۔ اس عہد میں ایسے تباہی زدوں کے دو ٹھکانے تھے۔ لکھنؤ یا حیدر آباد۔ لکھنؤ پاس تھا۔ اور فیض و سخاوت کی گنگا بہہ رہی تھی۔ اس لئے جو دلّی سے نکلتا تھا۔ اُدھر ہی رُخ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کرتا تھا۔ اور اتنا کچھ پاتا تھا کہ پھر دوسری طرف خیال نہ کرتا تھا۔ اس وقت حاکم بلکہ محکوم بھی۔ جویاے کمال تھے۔ نکتہ کو کتاب کے مولوں خریدتے تھے۔

غرض ۶۰ یا ۶۶ برس کی عمر میں دلّی سے نکل کر چند روز فرّخ آباد میں نواب بنگش کے پاس رہے۔ اس کی تعریف میں کئی قصیدے موجود ہیں۔ وہاں سے ۱۱۸۵ھ ہجری میں لکھنؤ پہنچے۔ نواب شجاع الدّولہ کی ملازمت حاصل کی۔ وہ بہت اعزاز سے ملے۔ اور ان کے آنے پر کمال خورسندی ظاہر کی۔ لیکن یا تو بےتکلّفی سے یا طنز سے اتنا کہا کہ مرزا! وہ رباعی تمہاری اب تک میرے دل پر نقش ہے۔ اور اُسی کو مکرّر پڑھا۔ انہیں اپنے حال پر بڑا رنج ہوُا۔ اور بپاس وضعداری پھر دوبارہ نہ گئے۔ یہاں تک کہ شجاع الدّولہ مر گئے۔ اور آصف الدّولہ نواب ہوئے۔

لکھنؤ میں مرزا فاخر مکیں زبانِ فارسی کے مشہور شاعر تھے۔ ان سے اور مرزا رفیع سے بگڑی۔ اور جھگڑے نے ایسا طول کھینچا۔ کہ نواب آصف الدّولہ کے دربار تک نوبت پہنچی۔

CCQ, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

انجام یہ ہوا کہ علاوہ انعام و اکرام کے چھ ہزار روپیہ سالانہ وظیفہ ہو گیا۔ اور نواب نہایت شفقت کی نظر فرمانے لگے۔ اکثر حرم سرا میں خاصہ پر بیٹھے ہوتے مرزا کی اطلاع ہوتی تو فوراً باہر نکل آتے تھے۔ شعر سن کر خوش ہوتے اور انہیں انعام سے خوش کرتے تھے ✤

جب تک مرزا زندہ رہے۔ نواب مغفرت مآب اور اہلِ لکھنؤ کی قدر دانی سے ہر طرح فارغ البال رہے۔ تقریباً ستر برس کی عمر میں ۱۱۹۵ھ ہجری میں وہیں دنیا سے انتقال کیا۔ شاہ حاتم زندہ تھے۔ سُن کر بہت روئے۔ اور کہا کہ افسوس! ہمارا پہلوانِ سخن مر گیا ✤

گرمئ کلام کے ساتھ ظرافت جو اُن کی زبان سے ٹپکتی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ بڑھاپے تک شوخئ طفلانہ ان کے مزاج میں امنگ دکھاتی تھی۔ مگر ہجوؤں کا مجموعہ جو کلیات میں ہے۔ اس کا ورق ورق ہنسنے والوں کے لئے زعفران زار کشمیر کی کیاریاں ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طبیعت کی شگفتگی اور زندہ دلی کسی طرح کے فکر و تردّد کو پاس

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

آنے دیتی تھی ۔ گرمی اور مزاج کی تیزی بجلی
کا حکم رکھتی تھی ۔ اور اس شدت کے ساتھ
کہ نہ کوئی انعام اسے بجھا سکتا تھا ۔ نہ کوئی
قطرہ اسے دبا سکتا تھا ۔ نتیجہ اس کا یہ تھا
کہ ذرا سی ناراضی میں بے اختیار ہو جاتے
تھے ۔ کچھ اور بس نہ چلتا تھا ۔ جھٹ ایک
ہجو کا طومار تیار کر دیتے تھے ۔ غنچہ نام ان
کا ایک غلام تھا ۔ ہر وقت خدمت میں رہتا تھا
اور ساتھ قلمدان لئے پھرتا تھا ۔ جب کسی سے
بگڑتے تو فوراً پکارتے ۔ ارے غنچہ! لا تو قلمدان
ذرا میں اس کی خبر تو لوں ۔ یہ مجھے سمجھا کیا
ہے ۔ پھر شرم کی آنکھیں بند اور بے حیائی
کا منہ کھول کر وہ وہ بے نقط سناتے تھے ۔
کہ شیطان بھی امان مانگے ۔

ایک ولائتی نے کہ زمرۂ اہل سیف میں
ملازم تھا ۔ عجب تماشہ کیا ۔ یعنے سودا نے اس
کی ہجو کہی ۔ اور ایک محفل میں اس کے سامنے
ہی پڑھنی شروع کی ۔ ولائتی بیٹھا سنا کیا ۔
جب ہجو ختم ہوئی ۔ اٹھ کر سامنے آ بیٹھا ۔
اور ان کی کمر پکڑ کر مسلسل اور متواتر گالیوں
کا جھاڑ باندھ دیا ۔ انہیں بھی ایسا اتفاق آج

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

تک نہ ہوُا تھا - حیران ہو کر کہا کہ خیر باشد!
خیر باشد! جناب آغا! انسام این مقالات شایانِ
شان شما نیست - ولایتی نے پیش قبض کمر
سے کھینچ کر ان کے پیٹ پر رکھ دی اور
کہا - نظم خودت گفتی - حالا ایں نثر را گوش کن
ہر چہ تو گفتی نظم بود - نظم از ما نمے آید -
ما بہ نثر ادا کردیم ؞

ایک دن سودا مشاعرہ میں بیٹھے تھے - لوگ
اپنی اپنی غزلیں پڑھ رہے تھے - ایک شریف
زادے کی ۱۲ - ۱۳ برس کی عمر - اس نے غزل
پڑھی - مطلع تھا ؎

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

گرمئ کلام پر سودا بھی چونک پڑے -
پوچھا یہ مطلع کس نے پڑھا؟ لوگوں نے کہا
حضرت! یہ صاحبزادہ ہے - سودا نے بہت تعریف
کی - کئی مرتبہ پڑھوایا اور کہا کہ میاں لڑکے!
جوان تو ہوتے نظر نہیں آتے - خدا کی قدرت
انہیں دنوں میں لڑکا جل کر مر گیا ؞

جبکہ فخر شعرائے ایران زمین شیخ علی حزین
وارد ہندوستان ہوئے - پوچھا کہ شعرائے ہند میں

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

آج کل کوئی صاحب کمال ہے؟ لوگوں نے سودا کا نام لیا۔ اور سودا خود ملاقات کو گئے۔ شیخ کی عالی دماغی اور نازک مزاجی شہرۂ آفاق ہے۔ نام و نشان پوچھ کر کہا کہ کچھ اپنا کلام سناؤ۔ سودا نے کہا ؎

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہے مرغِ قبلہ نما آشیانے میں

شیخ نے کہا۔ تڑپے چہ معنے دارد؟ سودا نے کہا۔ اہل ہند طپیدن را تڑپنا مے گویند۔ شیخ نے پھر شعر پڑھا۔ اور زانو پر ہاتھ مار کر کہا۔ کہ مرزا رفیع! قیامت کردی۔ یک مرغ قبلہ نما باقی بود۔ آں را ہم نگذاشتی۔ یہ کہہ کر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور بغل گیر ہو کر پاس بٹھایا۔ مگر بعض اشخاص کی روایت ہے۔ کہ شیخ نے کہا۔ "در پوچ گویانِ ہند بد نیستی"۔

شمس العلما مولوی محمد حسین آزاد

سوالات

(۱) تخلّص سے کیا مراد ہے؟ سودا کے تخلّص میں کیا رعایت ہے؟

(۲) ملک الشعرا کا کیا مطلب ہے؟ کیا ہندوستان میں

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کوئی ملک الشعرا ہے ؟

(۳) ذیل کے الفاظ کی تشریح کرو :-

حسنِ معذرت - رباعی - وضعداری - مغفرت مآب - گرمئے کلام - ہجو - زعفران زار - بے نقط - پیش قبض - مطلع ۔

(۴) اس شعر کا مطلب بیان کرو ؎

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

(۵) سودا کے متعلق کوئی لطیفہ لکھو ۔

علّامہ فیضی

فیضی ایک قدیم اور بزرگ خاندان کا نونہال تھا - اس کے آبا و اجداد یمن کے رہنے والے تھے - دسویں صدی ہجری میں ہندوستان آئے - اور آگرہ میں سکونت اختیار کی - اس کا باپ شیخ مبارک صوفی منش اور بڑا عالم تھا - فیضی کا بھائی ابوالفضل لکھتا ہے کہ زیادہ تر ہم دونو بھائیوں نے اپنے باپ ہی سے علوم میں استفادہ حاصل کیا - بعض مورّخوں نے فیضی کو

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

شیعہ لکھا ہے۔ مگر ابو الفضل کا قول ہے۔ کہ
ہمارا خاندان حنفی تھا۔ ۹۵۴ھ ہجری مطابق ۱۵۴۷ء
میں فیضی پیدا ہوُا۔ اور ابو الفضل ۶۔ محرم ۹۵۸ھ
مطابق ۱۵۵۱ء میں۔ دونو بیٹوں کی تعلیم و تربیت
میں شیخ مبارک نے نہایت کوشش کی۔ آوارہ
لڑکوں اور بُری صحبتوں سے ہمیشہ بچاتے رہے۔
باپ کی غور و پرداخت اور باقاعدہ تعلیم کے
سبب سے فیضی ۱۹۔ برس اور ابوالفضل ۱۵۔ برس
کی عمر میں فارغ التحصیل ہو گئے۔ لیاقت کی خبر
اکبری دربار میں پہنچی۔ وہاں سے طلبی کا حکم
ہوُا۔ دشمنوں نے شیخ مبارک کو اُس کے اُلٹے معنے
سمجھا دئے۔ کہا کہ فیضی کی جان کی خیر نہیں۔
اکبری حکم ملک الموت کا تازیانہ ہے۔ آخر فیضی
کسی نہ کسی طرح دربار میں جا پہنچے۔ دشمن یہاں
بھی کب چین لینے دیتے تھے۔ کہاں کھڑا کیا۔
جس جگہ شہنشاہ جلوہ افروز تھا۔ اُس کے گرد
جالی کا کٹھرا تھا۔ وہاں جگہ دی۔ انہیں خیال
تھا کہ یہاں سے کیا کلام کا مزہ آئیگا۔ مگر
قدرتی معاملات کی خبر نہ تھی۔ قضا و قدر کا
قلم مہربانی کی روشنائی سے قسمت میں قدردانی
لکھ چکا تھا۔ اسی وقت فیضی نے یہ قطعہ پڑھا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

۵

بادشاہا برونِ پنجرہ ام از سرِ لطف خود مرا جا دہ
زانکہ من طوطیٔ شکر خایم جائے طوطی درونِ پنجرہ بہ
اکبر بہت خوش ہؤا۔ اور اندر آنے کی اجازت
دی +

۱۵۷۱ء میں شہنشاہ اکبر نے فیضی کو دربار میں داخل کیا۔ اس نے لٹریچر اور شاعری اور انتظامِ مملکت میں جو اصلاحیں کیں۔ انہوں نے اکبر کے دل پر اس کا سکّہ بٹھا دیا۔ اور علاوہ کار منصبی کے یہ عزّت حاصل ہوئی کہ جو شاہزادہ قابلِ تعلیم ہوتا وہ فیضی کے سپرد کیا جاتا۔ چنانچہ شہزادہ سلیم۔ شاہزادہ مراد۔ شہزادہ دانیال سب اس کے شاگرد تھے۔ اس کے کتب خانہ میں چھیالیس ہزار جلدیں تھیں۔ اس زمانہ میں جبکہ چھاپہ کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ اس قدر کتابوں کا فراہم کر لینا بڑا مشکل کام تھا۔ یہ کتابیں چار قسم کے کتب خانوں میں تھیں +

۱۔ تاریخ۔ علم اللّسان۔ طب۔ انشا۔ علمِ ادب +
۲۔ نظم۔ موسیقی۔ علم الاخلاق +
۳۔ فلسفہ۔ تصوّف۔ ریاضی۔ نجوم +

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

۴۔ تفسیر۔ فقہ۔ حدیث۔ اصول ؎

سلاطین کی بارگاہ سے اس وقت تک کسی کو ملک الشعرا کا خطاب نہیں ملا تھا۔ اکبر اعظم نے یہ عزت فیضی کو دی۔ اکبر نامہ میں ابوالفضل لکھتا ہے کہ ۹۹۶ھ ہجری میں یہ خطاب دیا گیا۔ شہنشاہ کے حسب ارشاد راجہ علی خاں حاکم خاندیس کے پاس سفیر ہو کر گئے۔ ۱۰۰۳ھ ہجری میں طبیعت بہت خراب ہوئی۔ مرض ضیق النفس تنگ کرنے لگا۔ یکے بعد دیگرے کئی مرض جمع ہو گئے۔ طبیعت بے انتہا پریشان ہوئی۔ اکبر خود مزاج پرسی کو آئے۔ اس وقت حالت بہت ردی تھی۔ پکارا۔ آنکھ کھولی۔ لیکن بولا نہ گیا۔ افسوس کیا ہو سکتا تھا۔ مشیتِ ایزدی کے سامنے نہ کسی کا زور چل سکتا ہے اور نہ حکم۔ علم و لیاقت کا نیّر تاباں ۱۰۔ صفر ۱۰۰۴ھ کو غروب ہو گیا۔ بیماری کی حالت میں یہ شعر وردِ زباں رہا کرتا تھا۔ ؎

گر ہمہ عالم بہم آید بہ جنگ
بہ نشود پائے یکے مور لنگ

آپ کے غزلیات کے دیوان کا نام تباشیر الصبح ہے۔ سبحان اللہ! کیا پاکیزہ کلام

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہے - نہایت سلیس و شستہ زبان ہے - آپ
کوثر سے دھوئی ہے ⁂

فیضی نے کالیداس کی نظم نلدمن کا جو
سنسکرت میں ہے - فارسی میں ترجمہ کیا تھا -
اس کی سنسکرت دانی کی نسبت روز گارڈن
آف پرشیا میں ایک عجیب قصہ لکھا ہے -
جس کی صحت میں شک ہوتا ہے - لکھا ہے
کہ فیضی برہمن کا بھیس بدل کر کاشی جی گیا -
اور ایک فاضل پنڈت سے سنسکرت تحصیل کی -
کچھ عرصہ بعد یہ دھوکا کھل گیا - اور فیضی کے
استاد نے غم اور غصہ سے خود کشی کا ارادہ
کیا - فیضی نے بمشکل برہمن کو باز رکھا - مگر
فاضل استاد نے شاگرد سے قسم لے لی - کہ
سوائے ہندوؤں کے وید متقدس کے اور سب
سنسکرت کتابوں کا جی چاہے تو فارسی میں ترجمہ
کر دے - بہر حال فیضی سنسکرت جانتا تھا - کیونکہ
اس نے نلدمن کے علاوہ لیلاوتی اور بھاگوت
بھی سنسکرت سے ترجمہ کی ⁂

شاہ عباس صفوی کی طرف سے ایران کے
جید عالم ملا طاہر وحید نے شہنشاہ اکبر کی خدمت
میں ایک رباعی بھیجی - ملا صاحب کو اس رباعی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کے صلہ میں شاہ نے بڑا انعام دیا۔ مگر تیسرے مصرعہ میں اکبر پر چوٹ تھی ۔ وہ رباعی یہ ہے ؎

زنگی بہ سپاہ و قتل و لشکر نازد
رومی بہ سنان و تیغ و خنجر نازد
اکبر بہ خزینۂ پر از زر نازد
عباس بہ ذوالفقار حیدر نازد

فیضی نے اسی وقت یہ رباعی فی البدیہ کہی۔ اور قاصد کے ہاتھ ایران بھیج دی ؎

فردوس بہ سلسبیل و کوثر نازد
دریا بہ گہر فلک بہ اختر نازد
عباس بہ ذوالفقار حیدر نازد
کونین بہ ذاتِ پاکِ اکبر نازد

اکبر بہت خوش ہؤا۔ اور ہفت ہزاری منصب پر سرفراز کر دیا۔ فیضی کی اکثر تصانیف کا انگریزی زبان میں بھی ترجمہ ہو گیا ہے *

محمد شفیع الدین خاں

سوالات

(۱) تعریف کرو :-
تاریخ علم اللسان - طب - انشا - علم ادب *

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

(۲) موسیقی کسے کہتے ہیں؟ علم الاخلاق سے کیا مراد ہے؟

(۳) فلسفہ - تصوّف - ریاضی اور نجوم کی توضیح کرو۔

(۴) تفسیر - فقہ - حدیث اور اصول کونسے علوم ہیں؟

(۵) ضیق النفس کسے کہتے ہیں؟

(٦) ملّا طاہر نے کیا رباعی لکھی؟ اور اُس کا جواب فیضی نے کیا دیا؟ دونو رباعیوں کا مطلب بیان کرو۔

نینی تال

عجب جانفزا اور نزہت افزا مقام ہے - تم دیکھ کر بہت خوش ہوتے - اور دل پر ایک کیفیت لے کر جاتے - بہر حال جب کبھی آؤگے تو یہاں کے مناظرِ زیبا تم کو مست و مخمور کر دینگے - نیلا آسمان - ہوائے جاں پرور کے سرد جھونکے - برگ ہائے نوخیز کی ٹھنڈی و فرحت ناک سبزی - پھولوں کی نازک و رنگین پتیاں - سایہ دار کنجوں کی تخیّل پرور تنہائی - فاختۂ دردمند کی دلدوز آواز تمہیں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

دارفتہ و مدہوش کر دیگی - چونکہ فضا عموماً گرد سے صاف رہتی ہے - اس لئے چاندنی اتنی اُجلی - مؤثر و توبہ شکن ہوتی ہے - کہ تم دیوانہ وار گھر سے باہر نکل پڑوگے - نظر اُٹھا اُٹھا کر کبھی تاروں کو دیکھوگے - کبھی ماہِ تاباں کو - کبھی بیٹھ جاؤگے - کبھی کھڑے رہ جاؤگے - یہاں تک کہ اسی طرح ساری رات آنکھوں میں کٹ جائیگی ٭

نسیمِ سحری طلوع آفتاب سے بہت پہلے تمہاری خوابگاہ میں آکر تمہیں جگائیگی کہ آس پاس کے درخت کی چڑیاں نغمہ سنجیاں کر رہی ہیں - شبنم آلود گھاس پر موتیوں کا انبار پڑا ہے - اُفق مشرق میں دولتِ ضیا لُٹ رہی ہے - گلہائے نازک و رنگین بے پردہ کھڑے ہیں - اور تم سو رہے ہو! یہاں تک کہ ہوائے شوق تمہیں دُور دُور لے جائیگی - ناہموار بلندیوں پر چڑھا کر دامنِ صحرا کا لطف دکھلائیگی - کمرِ کوہ پر پُر خم اور پُر پیچ راستے بتائیگی - صاف سرد پانی کے جھرنے دیکھوگے - جگہ جگہ پر چھوٹی چھوٹی کھیتیاں نظر آئینگی - چڑیوں کی میٹھی اور رسیلی آواز

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سنوگے۔ اِدھر اُدھر گلہائے خوش رنگ تمہیں آگے بڑھنے سے روکیں گے۔ ان کو دیکھو گے مسرّت سے مسکراؤ گے۔ ان کی نزاکت مانع ہوگی مگر تم سے صبر نہ ہو سکیگا۔ تم انہیں توڑو گے۔ سونگھو گے اور بدمست ہو کر بیٹھے رہو گے۔

دوپہر اور جگہوں کی طرح یہاں کی بھی کسی قدر افسردہ اور سنسان معلوم ہوگی۔ مگر یہاں اس وقت بھی ایک عالم ہوتا ہے۔ مناظرِ قدرت کا دلدادہ کسی بلند سایہ دار اور ٹھنڈے کنج میں نرم گھاسوں پر پڑا ہؤا ہے اور تخیّل کی باگ چھوڑ دی ہے۔ کسی پاس کے پتھر سے پانی کے رسنے اور گرنے کی نرم آواز کانوں میں پڑ رہی ہے۔ اور ہوائے خوش گوار کے خواب آور جھونکے اس کے سر کے بالوں کو اُلجھا رہے ہیں۔ کہ دفعتاً کسانوں اور گلّہ بانوں کی تندرست لڑکیوں کی بشاشت آمیز صدا کانوں میں پڑتی ہے۔ وہ اُٹھ بیٹھتا ہے۔ اور دیر تک محوِ نظارہ رہتا ہے۔ وہ عموماً خوبصورت اور خوش گلو ہوتی ہیں۔ گو اُن کا لباس بدقطع ہے۔ وہ عموماً بکریاں چراتی ہوتی ہیں۔ درختوں کے نیچے بیٹھ کر کپڑے سیتی ہیں۔ بے باکانہ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

چمکتی ہیں۔ کودتی ہیں۔ اور پھر غائب ہو جاتی ہیں +

پہاڑی عورتوں کی بولیاں تمہاری سمجھ میں نہیں آئینگی۔ مگر اُن کے پہاڑی گیت میں تم سادگی۔ گھلاوٹ اور درد پاؤگے۔ جس کے اثر سے تمہارا دل بھی محفوظ نہیں رہیگا۔ وہ سناٹے کے عالم میں جس وقت اونچی اور ولولہ انگیز لَے سے گاتی ہیں۔ تو اُن کی آوازیں چٹانوں سے اُچٹ اُچٹ کر دلوں سے ٹکراتی ہیں۔ اور دیر تک ریشہ ہائے دل کانپتے رہتے ہیں +

ان وقتوں میں ہمارے پر دار دوستوں کی آوازیں بھی کچھ کم دلفریب نہیں ہوتیں۔ حریص اور بلا نوش گدھ اونچی اور بھیلی چٹانوں پر بیٹھے ہوئے کسی جاں بلب جانور کی موت کا انتظار کر رہے ہیں۔ بدنیّت اور دھوکا باز کوّا اس طرح گردن موڑے بیٹھا ہے۔ جیسے کچھ نہیں جانتا۔ مگر حقیقت میں اس تاک میں ہے کہ چیل نے جو شکار کیا ہے۔ اُسے کھسکا لے۔ گلہری اکڑوں بیٹھی ہوئی اخروٹ کے چھلکے کتر رہی ہے۔ پہاڑی مینا کسی شاخ پر بیٹھی زبان ہائے مختلف کی مشق کر رہی ہے۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اور ادھر چند نفاست پسند طیور ٹھنڈے پانی میں غسل کر رہے ہیں *

انہیں تماشوں میں تمہیں شام ہو جائیگی - اور غروب آفتاب کا عالم دیکھ کر پھر تم سر دھننے لگوگے - کیونکہ یہ وقت بھی یہاں نہایت ہی نشاط انگیز ہوتا ہے - ادھر آفتاب سر کوہ کی طرف جھکا - اور افق مغرب میں آگ لگی - لٹکتی ہوئی سنہری کرنوں سے تمام جنگل گلزار اور روشن ہوگیا - تیتریاں اُڑنے لگیں - ہوائے سرد کے جھونکے چلنے لگے - بلند نشیں و تنہائی پسند طیور آشیانوں کے قریب آ بیٹھے - شفق پھولنی شروع ہوئی - ابابیلیں اُڑنے لگیں - اور آفتاب غروب ہوگیا - اب گھاس نم ہونے لگی - پھول سرنگوں ہو گئے - تاریکی پھیلنے لگی - چڑیاں چپ ہوگئیں - اور چاروں طرف اندھیرا اور سناٹا ہو گیا - گہرے گہرے غار تاریک ہو گئے - اور ویران بلندیوں پر ہولناک سکوت چھا گیا *

یہ نہ سمجھنا کہ فرصت ہو گئی - ابھی سر پر تاروں بھری رات بیچین کرنے کو کھڑی ہے - مدت کے بعد جذبات خفتہ جاگ اٹھیں گے - حسرت دامنگیر ہو جائیگی - ہزاروں آرزوؤں اور

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

تمنّاؤں کا ہجوم ہو جائیگا - اور خدا جانے تمہارا
دل کیا کیا چاہنے لگیگا +
مگر تم کہوگے کہ ابھی تک مجھے شہر نہیں
دکھایا - میں نے اس لئے نہیں دکھایا کہ وہاں
کچھ دیکھنے کے لائق نہیں - بازاروں کے مکانات
عموماً پست - تاریک اور بے فضا ہیں - جن
میں کم پایہ اور ملازم پیشہ لوگ گرمیوں بھر
خانہ گیر رہتے ہیں - تم اکثر کسی ضرورت سے
ان مکانات میں جاؤگے - تو کئی بار تمہارے
سر میں چوٹ لگے گی - اکثر سیڑھیوں پر سے
پیر پھسلیں گے - اور تھوڑی دیر کہیں بیٹھنے
نہیں پاؤگے - کہ دھوئیں سے گھبرا کر اُٹھ
کھڑے ہوگے - وجہ یہ ہے کہ جگہ کی قلّت
کے سبب باورچی خانہ قریب ہے - اور نہ صرف
باورچی خانہ - نعمت خانہ - غسل خانہ -
صحت خانہ سب ایک جگہ پر ہے - اور اس
روش کے مکانات اس قدر کثیف اور گھناونے
ہیں کہ دیکھ کر دم گھٹنے لگتا ہے - مگر غربت
و افلاس نے صفائی و نفاست پسندی کے احساس
کو اتنا کند کر دیا ہے کہ اس طرح کا بھی
کوئی مکان خالی نہیں - البتّہ انگریزوں کی

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کوٹھیاں اور با مذاق اہلِ وطن کے بنگلے جو
بازاروں سے دُور ایک دوسرے سے الگ
الگ بلندیوں پر واقع ہیں - وہ حقیقت میں
عیش و راحت کے ایوان ہیں - جن میں ہر
وقت ایک کیفیت رہتی ہے - رات کے وقت
ان مکانات کی روشنیوں سے پہاڑوں پر
چراغاں ہو جاتا ہے - کسی بنگلے سے پیانو
کی آواز آ رہی ہے - کہیں بادہ پرست لوگوں
کے گلاس اور بوتل ٹکرا رہے ہیں - روشن و
آراستہ کمروں میں لیڈیاں محوِ آرائش ہیں -
ایک طرف افسرانِ اعلےٰ اور جلیل القدر حکام
سگار کشی و اخبار بینی میں مصروف ہیں - دوسری
طرف سائبانوں میں فراغت پسند انگریز آرام
کرسیوں پر لیٹے ہوئے قہقہے لگا رہے ہیں -
انہیں بنگلوں کے قریب اور پہاڑوں کی گود
میں وہ بڑا اور خوشنما تالاب یا "تال" ہے -
جس میں رات کے وقت تارے نہاتے اور
ماہتاب مُنہ دیکھتا ہے - اس کے چاروں
طرف ایک سڑک گھوم گئی ہے - جس پر
سایہ دار درخت لگے ہوئے ہیں - جن میں ارباب
محبت شکایت ہائے رنگین کے لئے آ بیٹھتے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہیں - شام کے وقت سطح آب پر چھوٹی چھوٹی کشتیاں دوڑتی پھرتی ہیں - اور ان میں تیار تفریح کا وقت گذارتے ہیں +

آج تمام دن مناظر پرستی میں مصروف رہے - کل کچھ احباب تمہیں محفل رقص و سرود میں شریک کرینگے - مگر یہاں تمہیں گانے کا کچھ بہت زیادہ لطف نہیں آئیگا - کیونکہ زبان و لہجہ کی ناقص واقفیت کے سبب اکثر ہمارے گیت اور غزلوں کا خون ہو جاتا ہے +

مسٹر علی محمود

سوالات

(۱) ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ :-
کیفیت - فرحناک - وارفتہ - بشاشت - صبر آزما - گھلاوٹ - گھنونے +

(۲) ذیل کے محاورات کی تشریح کرو - اور اپنے فقروں میں استعمال کرو :-
(الف) - شفق پھولنی شروع ہوئی +
(ب) ساری رات آنکھوں میں کٹ جائیگی +
(ج) گیت اور غزلوں کا خون ہو جاتا ہے +

(۳) نینی تال کے بازار کا نقشہ اپنی عبارت میں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بیان کرو؟

(۴) نینی تال کس جگہ اور کس صوبہ میں واقع ہے؟

لکھنؤ کا چہلم

میاں آزاد نور کے تڑکے جو اُٹھتے ہیں۔ تو گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہُوا۔ ہر سمت تیرہ و تار ظلمات کی سی کیفیت نمودار کوئی شے نظر ہی نہیں آتی۔ نور کافور سرا کے باہر آئے۔ تو چوطرفہ دل بادل۔ قبلہ کی طرف سے جھومتی ہوئی گھٹا اُٹھی۔ کالی گھٹا۔ متوالی گھٹا۔ گھنگھور گھٹا۔ گھنیری گھٹا۔ ابر اٹھکھیلیوں پر ہے۔ شاخیں مستوں کی طرح جھوم رہی ہیں۔ ہوا اس زناٹے سے چل رہی ہے۔ کہ کلیجہ لرز جاتا ہے۔ مرغان خوش نوا گھونسلوں میں دبکے بیٹھے ہیں۔ پرندہ پر نہیں مارتا۔ ایک دفعہ ہی بجلی چمکی اور رعد نے گرجنا شروع کیا۔ پھر تاریکی نے وہ زور باندھا۔ کہ کالے کوسوں تک کالی گھٹا ہی گھٹا نظر آتی تھی۔ اور ہوائے سرد سن سن کرتی جاتی تھی سے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

آتش گل کا دھواں بام فلک تک پہنچا
جم گیا منزلِ خورشید کی چھت میں کاجل
جوگیا بھیس کئے چرخ لگائے ہے بھبھوت
یا کہ بیراگی ہے بربت پہ بچھائے کمبل
ابر بھی چل نہیں سکتا وہ اندھیرا گھُپ ہے
برق سے رعد یہ کہتا ہے کہ لانا مشعل
جس طرف سے گئی بجلی پھر اُدھر آ نہ سکی
قلعۂ چرخ پہ ہے بھول بھلیاں بادل
کبھی ڈوبی کبھی اُچھلی مہِ نو کی کشتی
بحرِ اخضر میں تلاطم سے پڑی ہے ہلچل

ایک دفعہ پھر دامنی دمکی اور بجلی چمکی ۔ تو اندھیری رات میں بس یہ ہی معلوم ہوُا ۔ کہ سونا کسوٹی پر کسا گیا ۔ چشم زدن میں برق چشمک زن الوپ انجن تھی ۔ اتنے میں ننھی ننھی بوندیں پڑنے لگیں ۔ مگر ہوا نے پھر وہ زور باندھا کہ بادل اُسپر ہی اوپر اڑنچھو ہو گئے ۔ میاں آزاد تو لکھنؤ کے محرّم الحرام اور مجالس عزّا کی دھوم دھام میں لٹّو ہو گئے تھے ۔ ٹھان لی کہ چہلم کی چہل پہل بھی دیکھیں گے ۔ اور ضرور دیکھیں گے ۔ ریل پر سوار ہو کر لکھنؤ داخل ہو گئے ۔ اور وہاں

تانکٹورے کی کربلا پہنچے - اللہ اللہ جہاں تک
پیک نظر کی رسائی ہے - بگھیوں اور اکوں اور
گھوڑوں اور ہاتھیوں اور رتھوں اور بہلیوں اور
ڈولیوں اور فنسوں کا تانتا لگا ہے - جدھر
جاؤ دھوم جدھر دیکھو ہجوم - بانکے - ترچھے -
تیکھے - توڑے - گنڈے - لقے - لقندرے - دو
انگل کی نکے دار ٹوپیاں ایبین سے مسنگ گاہ
پر جمائے - انکھڑیوں میں سرمہ لگائے - بررتے
اینڈتے - تنتے - اینٹھتے - شربتی کی نین کرتوئی
اور اونچی چولی کے انگرکھے بھڑکانتے پرے
جمائے جا رہے ہیں - جو ہے اونچی بنا - ڈنڈ
پیل جو بل کرتا ہے - صوفیان صافی طینت میں
ہُو حق کی صدا بلند ہے - مگر افشائے راز میں
زبان بند ہے - خوش باش بھی پلہ قدمے جاتے
ہیں - اِدھر اُدھر دل بہلاتے ہیں - چانڈو باز
بڑھ بڑھ کے دم لگاتے ہیں - جب گرماتے ہیں -
تو دھوئیں کے بھبے اڑاتے ہیں - میاں آزاد
گھبرائے کہ ایں یہاں بھی چانڈو خانہ - بھلا
چانڈو اور بانو کا یہاں کیا کام ہے - واللہ
کتنا اژدحام ہے ! امرا - رؤسا - عمائد شہر
چھولداریوں - میانوں - خس کے بنگلوں اور

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

جموں میں تین دن سے مقیم تھے - اُمراء کی شان ہی اور تھی - رؤسا کی آن بان ہی اور تھی - کشمیر جنت نظیر کے شالبافوں کا بارِ منّت سب کی گردن پر تھا - دوشالہ زیب دوش - کوئی چاندی کی گڑگڑی گڑگڑاتا ہے - کوئی مشکبو دھواں دھار پیچوان پیتا ہے - اتنے میں باجے کی آواز کان میں آئی - لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ جناب ممتاز الدّولہ بہادر کا تعزیہ آتا ہے - بڑے دھوم دھڑکے سے اٹھا ہے - میاں آزاد ایک اونچے ٹیکرے پر کھڑے ہو گئے - کہ کل کیفیت دیکھیں - اللہ اللہ! کوسوں تک جلوس ہے - بینتالیس ہاتھی دنتیلے ایک دنتے مست دم کٹے - کوئی زنجیر کو سونڈ سے اچھالتا ہے - کوئی جھومتا ہوا آتا ہے - کوئی سر پر خاک ڈالتا ہے - مستیوں کی دھت - گھوڑے چابکی کی لت - اونٹ بلبلاتے ہیں - شتر غمزے کرتے جاتے ہیں - لاحول ولا قوۃ! کیا کاراک کھڈ بھیانک جانور ہے - ماشاء اللہ! یہ گردن ہے یا شیطان کی آنت - باجے والے وردیاں ڈانٹے گھوڑوں پر اکڑے بیٹھے ہیں - دماغ عرش بریں پر ہے - نیچے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

زمین - آسمان بالائے سر ہے - خاکی پلٹن کے
چار سو تلنگے رپ رپ کرتے جا رہے ہیں -
برچھی برداروں کی لال لال وردی سے گل
لالہ کھلا تھا - سرخا سرخ بیر بہوٹی بنے ہوئے
بان برداریاں چمکاتے - پھریرے اڑاتے بڑے
دھڑلے سے ساتھ ہیں - باد بہاری شہید کربلا
کی سواری - طنبورے جھڑ رہے ہیں - باجے
نے رنگ جمایا کہ راگ اور راگنی نے مرحبا
کا طنطنہ بلند فرمایا - نشان کی وہ آن بان
کہ

عجب تیری قدرت عجب تیری شان

کشتیوں کی قطار اور ان پر گلاب پاش - عنبر
بار گنگا جمنی پر بہار - انگیٹھیوں میں مشک ازفر
و عنبر - چوبدار عصائے نقرئی و طلائی لئے
جلوس کا زیب و زین ہے - کسی سمت آہ و
بکا اور صدائے بین ہے - چپڑاسی لال لال
پگیاں جمائے ہدہد کی طرح صورت بنائے ہاتھ
میں خوشنما لکڑیاں اور ان میں پیتل کی پھلیاں
پھکیت گتکہ لئے اکڑ رہے ہیں - گھائی اور
چھوٹ لڑ رہے ہیں - طمانچہ دکھایا اور ہاتھ
گھمایا - باہرہ دیا اور ہتھ کٹی کا ہاتھ لگایا -

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

گتنگہ سو قدم پر اُچھل گیا۔ ہاتھوں ہاتھ سیر
بھر حلوا سوہن لیا۔ پہ چمکایا وُہ کرارک کر
پالٹ کا بھرپور ہاتھ لگایا۔ واہ اُستاد! اِس
صفائی کے قربان کیوں نہ ہو واہ پہلوان۔
پھر ایک دفعہ ہی تین کی دوہری صاف
کی۔ تو پرے کے پرے صاف تھے۔ بیچ
کھیت کہار لڑتے ہیں۔ گتکے پر گتکے پڑتے
ہیں۔ اب ماتم داروں کا نام لیا تو کرّوبیوں
نے عرشِ بریں کو تھام لیا۔ زمین کا گہوارہ
ڈانواں ڈول تھا۔ ہزاروں کا غول تھا۔ اور
حسنؑ حسینؑ کی صدا نہ کرسئے آسمان تک
بلند تھی۔ گریہ و زاری۔ بکا و اشک باری
اور برسوں سے دو چند تھی۔ ہزارہا عزا دار
شریکِ ماتم۔ سینہ مجروح۔ آنکھیں پُر نم۔
مرثیہ خواں خوش الحان۔ گریہ کناں چھماں
چھماں جا رہے ہیں ؎

وا حسرتا کہ ماہِ محرم گذر گیا
اور چہلمِ امامِ دو عالم گذر گیا
(تیسرا مصرعہ غُل ہیں سُن نہ سکے
ماتم رہا یہ موسمِ ماتم گذر گیا

؎ اک دن اسی طرح سے یہ دُنیا تمام ہے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

پر شاہِ کربلا کی عزا نا تمام ہے

اتنے میں ریلا آیا - تو ٹیپ کا شعر سُننا محال ہو گیا - اس کے بعد کوئی پینتیس تعزئے آئے - ایک سے ایک خوشنما - ہر ایک ضریح مبارک قابل دید بلکہ دید نہ شنید تھی - چوطرفہ علم اور سونے کے پنجے اور سہرے اور ان میں گوہر شاہوار لٹکتے اور دُرِ یتیم و آب دار جھلکتے - پھولوں کی بو باس سے دماغ طبلۂ عطار بن گیا - دُلدل سُبحان اللہ! سبحان اللہ! اشہب آہو شکار - تند خو راہوار - سمند دغا پسند - کرنگ نقرہ خنگ - جو پائے جنگ - کمیت اور سُرنگ - سونے کی دُمچی - گنگا جمنی لٹو - ڈھال نڈھال اس کے برابر - شمشیر خارا شگاف و خوش غلاف - لٹکتی ہوئی چادر میں خون کے ایسے دھبّے جس نے عزّاداروں کو خون رُلایا - ہر مومن پاک آنسو بھر لایا پس یہ ہی معلوم ہوتا تھا کہ دُلدل سوار نے ابھی زخم کھایا ہے - اور فرس سلیقہ شعار اس سانحۂ ہوشربا کی خبر لایا ہے اور میدان کارزار سے سیدھا چلا آیا ہے - باگ ایک طرف سے کسی ہوئی - ہائے یہ واقعہ بھی کیسا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

جگر خراش ہے؟ ہے ہے سینہ پاش پاش ہے - اِدھر تیر اُدھر کمان - ادھر داستانہ ادھر عمامہ - حضرت فردوس آشیاں - فخر زمین و زماں پل پر مجمع خاص و عام تھا خاتونانِ بلقیس منزلت اور بیگمات لکھنؤ کا بند گاڑیوں میں اژدحام تھا - لوگ پلے پڑتے تھے - چپّے چپّے پر لڑتے تھے - ساقیوں کی دوکان دھواں دھار ایک دم میں نو آسمان کے پار ✣

میاں آزاد یہاں سے بھاگے تو افتاں و خیزاں کربلا میں دم لیا - کیوں میاں یہ قبر کس کی ہے؟ ایک جوان طنّاز با سینۂ بریاں و دیدۂ گریاں بول اُٹھا کر یہ مقامِ فشار ہے - تیر غم جگر کے پار ہے - ارے ناداں! یہ جسّو جان کا مزار ہے - ہے ہے دلفگار ہے - چشم اشکبار ہے - ادھر ادھر گلاس اور ہانڈیوں کی قطار - بیچ میں رونگوں کی بہار - قبر پر زربفت کی چادر اور مقیش کی جھالر چوطرفہ کرن - قبر ہے یا دُلہن - مسہری میں موتیوں کی زمرد گوں گھنڈیاں لگی ہیں - ان سب پر زربفت کا

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

تمگیرا ستم ڈھاتا ہے - دل ہے کہ اُمڈا آتا ہے - اچھے اچھے وضع دار اِرد گرد کھڑے آٹھ آٹھ آنسو روتے ہیں - ایک جلسۂ یاران سرپل کی طرف سے گزر ہوُا تو عجیب گفتگو سننے میں آئی - ایک صاحب نے اپنی بیتی واردات یوں سنائی - بھئی قسم ہے خدا کی جیسے ہی جنگل میں پہنچا ہوں عجیب تماشہ دیکھا - واللہ باللہ! تم باللہ دیکھتا کیا ہوں کہ ایک شیر ببر دُم پھیلاتا درخت کے سائے میں کھڑا ڈکار رہا ہے - اور ابّا جان کی قسم یہ دیکھئے - واللہ کہ مجھ سے اور اُس سے کوئی چار پانچ ہی قدم کا فاصلہ ہوگا - حضرت میری اُٹھتی جوانی اور گینڈا بنا ہُوا اور بھئی اللہ گواہ ہے - کہ میں اپنی طاقت آزمائی بھی کر چکا تھا - ایک دفعہ مکنا ہاتھی کو بڑھ کر طپانچہ مارتا ہوں - تو دُم دبا کر بھاگا وہ بھاگا - پھر میرا زعم لے جا تو تھا نہیں - میں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ - بس شیر کو ایک دفعہ ہی ڈپٹ دیا - بھالا لے آگے قدم بڑھایا اور میں نے بھرپور ہاتھ جمایا - تب تو

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

شیر اور بھی غرّایا - اس پر مجھے بھی غصّہ آ گیا - پھر تو حضرت قسم ہے جناب باری کی - بندۂ درگاہ بھی جم گئے اور زناٹے سے بدن تول کر ولایتی کا ہاتھ جو چھوڑا - تو شیر نے تیورا کر منہ موڑا - میں نے کہا - او گیدی نا معقول تو شیر ہے - یا بھیڑ ہے - یہ کہ کر میں جھپٹ پڑا - اور جھپٹتے ہی میاں کی دُم جو دبائی - تو ہاتھ میں تھی - پھر بھاگا - میں نے غل مچایا - کہ ابے او لنڈورے (سوچنے لگے) واللہ ہے بڑھ کر ایک ہاتھ ولایتی کا دیا - کاسۂ سر کاٹتی ہوئی پیر کے بر تک پہنچ گئی اتنے میں مجھے خیال آیا کہ ایں یار خدایا! میں مسلّح وہ نہتّا - یہ تمغائے شجاعت نہیں تھا - خدا گواہ ہے - تلوار پھینک کر چمٹ گیا - (پھر سوچنے لگے) ہاتھوں ہاتھ دستی کھینچی اور کولے پر لاد کر دھم سے زمین پر دے پٹکا - چاروں شانے چت وہ پچھاڑا - تین دفعہ تال ٹھونک یا علی کہ کر اُٹھا - مگر اپنی جان کی قسم اس وقت داد دینے والا کوئی نہیں - اِدھر اُدھر دیکھا سناٹا - اتنے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

میں جنگل کے بھورے ریچھ نے آ کر ڈنڈ
پل دئے۔
میاں آزاد چپکے چپکے بیٹھے سُن رہے
تھے۔ جب داستان ختم ہوئی تو ان کی گپ
پر دل ہی دل میں ہنستے ہوئے چلے
کہ اتنا جھُوٹ! ریچھ کا ڈنڈ ملنا کیا معنے!
ریچھ بھی ان کا کوئی چچا تھا اور ماشاء اللہ
ایسے کرارے ہیں کہ شیر ببر سے مقابلہ
کیا۔ اس پر بات بات میں قسم کھانا۔
اور جناب باری کو درمیان میں لانا۔ لاحول
ولا قوۃ۔
(فسانہ آزاد) رتن ناتھ سرشار

سوالات

(۱) گھٹا ٹوپ اندھیرا کسے کہتے ہیں۔ اور کب
ہوتا ہے؟
(۲) مصنف نے گھٹا کے متعلق کیا کیا الفاظ
استعمال کئے ہیں؟ ان کی تشریح کرو۔
(۳) ذیل کے محاورات کی توضیح کرو۔ اور محل
استعمال بتاؤ:۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

(الف) کلیجہ لرز جاتا ہے ۔
(ب) دبکے بیٹھے ہیں ۔
(ج) پرندہ پر نہیں مارتا ۔
(د) کالے کوسوں تک ۔
(ہ) سونا کسوٹی پر کسا گیا ۔
(ز) اینڈتے تنتے ۔
(ح) جب گرماتے ہیں۔ تو دھوئیں کے بخیے اُڑاتے ہیں ۔
(ط) شیطان کی آنت ۔
(ی) کروبیوں نے عرش بریں کو تھام لیا ۔
(۴) ٹیپ کا شعر کسے کہتے ہیں۔ مثال دو ۔
(۵) ضریح مبارک اور دلدل سے کیا مراد ہے؟
(۶) ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ :-
آہ و بکا - علم - خارا شگاف - عزا دار - بلقیس منزلت - نمگیرا - تکنا ہاتھی - دستی - مستک گاہ ۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

فرہنگ

صفحہ	الفاظ و معانی
	خُدا کے جلوے
۱	مہرِ منوّر - چمکتا ہوا سورج +
	انجم تاباں - چمکتے ہوئے ستارے +
	شعور - سلیقہ - عقل +
	سرور - خوشی +
	فلسفی - حکیم - دانا - دانشمند - منسوب بہ فلسفہ +
	رعد - بجلی کی کڑک نام فرشتہ ابر +
	جنگل میں منگل ہونا - ویرانے میں سامان عیش و عشرت مہیا ہونا محاورہ ہے +
	نکہتِ تر - تازہ پھولوں کی خوشبو +
	آنچل - دامن +
	برملا - علانیہ - رو در رو +
۲	شرر - چنگاری +
	شمیم گل - پھولوں کی خوشبو +
	نسیم مُسرّت افزا - خوشی بڑھانے والی صبح کی ہوا +
	برق سینا - کوہ طور کی بجلی - سینا ایک پہاڑ کا نام ہے جس پر حضرت موسےؑ نے خدا کا نور دیکھا +
	چشم بینا - دیکھنے والی

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صفحہ	الفاظ و معانی
	آنکھ +
	مرزا کا سپنا
۳	قلۂ کوہ - پہاڑ کی چوٹی +
	ہستیٔ ناپائدار - فنا ہونے والی زندگی - چند روزہ زندگی +
	سراب - ریت جو دور سے پانی دکھائی دیتی ہے +
	نقش بر آب - ناپائیدار +
۴	نے نواز - بانسری بجانے والا +
	دریائے ذخار - دریا جو بہت وسیع ہو - اور لہریں مارتا ہو +
	وادیٔ مصائب - مصیبتوں کی بستی +
	ابدی - ہمیشہ رہنے

صفحہ	الفاظ و معانی
	والی +
	قلزم اعظم - سب سے بڑا سمندر +
	جزو - حصہ - منطق کی اصطلاح ہے +
۵	خستہ حالت - بری حالت +
	بالفعل - سردست - فی الحال +
۶	محیط - گھیرے ہوئے - سمندر کو بھی کہتے ہیں +
	افتان و خیزاں - گرتا پڑتا +
۷	رقص - ناچنا +
	سراسیمہ - پریشان +
	طعمۂ نہنگ اجل - موت کے مگرمچھ کا لقمہ +
۸	حسد - عداوت - دشمنی

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
	کینہ +		درد - اندرونی تکلیف +
	اوہام پرستی - وہمی باتوں پر اعتقاد کرنا +		بزم سلطانی - بادشاہی محفل +
	سحر - جادو +		فغفور - چین کے بادشاہ کا لقب ہے پور ایک لڑکا - ایک بادشاہ چین کا نام ہے - جس کو اس کے باپ نے بت کی نذر کر دیا تھا +
	پنجے جھاڑ کر پیچھے پڑنا - بڑی طرح پیچھا کرنا - محاورہ ہے - کسی سے دشمنی کرنا +		خاقان - بادشاہ چین کا خطاب ہے +
۹	تیرہ - چندھیا جانا +		جام جمشید - جمشید بادشاہ ایران کا تھا اور اس کے پاس ایک پیالہ تھا - جس سے وہ دنیا کا حال معلوم کیا کرتا تھا +
	بار آور - کامیاب ہونا +		راح ریحانی - ایک قسم کی شراب جو
	مغنی - گویا +		
	مرغان خوش الحان میٹھی آواز والے پرندے +		
۱۰	مسکن - رہنے کی جگہ +		
	بے ثباتیٔ دنیا		
۱۱	درد پنہانی - پوشیدہ		

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
	پھولوں سے بنائی جاتی ہے +		**سولیزیشن یا تہذیب**
	لحنِ داؤدی - حضرت داؤدؑ جیسا گلا یعنی شیریں آواز - گلا +	۱۳	فیلسوف - حکیم - عقلمند - دانا +
	حُسنِ کنعانی - کنعان کا حسن - یعنی حضرت یوسف +		تصفیہ - فیصلہ +
۱۲	خاتمِ سلیمانی - حضرت سلیمانؑ کی انگوٹھی +	۱۴	فطری - خلقی - پیدائشی قدرتی +
	جنسِ کاسد - کھوٹی جنس +	۱۷	پوتھول - جھوٹے موتی +
	سنائی - ایک شاعر کا نام ہے +	۱۸	گھونسے - سرکیوں سے بنائی ہوئی جھونپڑیاں +
	عرفی - ایک فارسی شاعر کا تخلص ہے +	۱۹	اُپج - کود - پھاند +
	طالب - امل کے ایک مشہور شاعر کا تخلص ہے +		فنِ خنیاگری - راگ کا علم +
			کوہِ منصوری
		۲۰	بارک اللہ - خدا تجھے برکت دے +
			رعنائیاں - خوبصورتیاں
			برقِ تبسّم - چمکتی

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صفحہ	الفاظ و معانی
	ہوئی بجلی مسکراہٹ کی +
	وجدان - جاننا - دریافت کرنا - حاصل کرنا - پانا کھوئی ہوئی چیز کا +
	ارباب ہمم - سخی +
	تعقل - سمجھنا - جاننا فکر کرنا +
۲۲	ناطقہ سر در گریباں ہونا - ناطقہ بمعنی بولنے کی طاقت یعنی طاقت گویائی کا حیران ہونا +
	زبان خامہ لال ہونا لال بمعنی گونگا - قلم کی زبان گونگی ہونا +
	معمور - بھرا ہوا +
۲۳	ہیجان - تلاطم - امنگ - جوش +
	عشاق - جمع عاشق +
	بالیدگی - بڑھنا +
۲۴	کہکشاں - آسمان پر ستاروں کی جو

صفحہ	الفاظ و معانی
	سڑک سی دکھائی دیتی ہے +
	مسیحا - حضرت عیسےٰ کو کہتے ہیں +
	مداوا - علاج +
	حُبِ وطن
۲۵	اطلاق - کہنا - چھوڑ دینا +
	فنا فی القوم افراد - قوم پر مر مٹنے والے شخص - قوم پر فنا ہونے والے شخص +
۲۶	میزنی - اٹلی کے ایک ماہر سیاست دان کا نام ہے +
	ایں خیال است و محال است و جنوں یہ خیال ہے مشکل ہے اور دیوانہ پن ہے +
	آشوب زمانہ - زمانے کا فتنہ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
	راجح الوقت - اپنے وقت میں جاری +		فراست - عقلمندی +
	فصیح البیان - وہ ہے جو بات کو خوبی سے بیان کرتا ہو +		مستفیض - فیض پانے والے +
	تخصیص - فرق +		کڑی سہ کر - سختیاں سہ کر +
	تفوق - فوقیت - شرف +		شہرت لایزال - کبھی نہ گھٹنے والی شہرت +
	پیٹریٹ - محب وطن +		عقب - پیچھے +
	شعبہ - شاخ +		عاری - ننگی - خالی +
	وسائل - جمع وسیلہ +	٣٠	بیخ کنی - جڑ سے اکھاڑنا +
	ذرائع - جمع ذریعہ +		ترمیم و تنسیخ - بنانا اور ایک صورت سے دوسری صورت میں کرنا - اصلاح کرنا +
٢٨	شہرۂ آفاق - زمانے میں مشہور - دنیا میں مشہور +	٣١	خیال خام - کچا خیال +
	تعصب - مذہبی رعایت +		حریت - آزادی +
	صعوبتوں - مصیبتوں +		میجک لینٹرن - ایک لال ٹین جس کے ذریعہ تصاویر دکھائی جاتی
	تعدی - ظلم +		

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
	ہیں ✦		گمنام
۳۰۳	محنتِ شاقہ - سخت محنت ✦ اعمال - جمع عمل کی - کام ✦ اکتساب - حاصل کرنا ✦ سعی - کوشش وافر - زیادتی ✦ استیصال - جڑ سے اُکھیڑنا ✦ انارکزم - بغاوت ✦ یقین واثق - پورا یا پکا یقین ✦	۳۳۳	عبرت - کسی چیز کی حالت کو دیکھ کر نصیحت پکڑنا ✦ لولوئے شہوار - بڑا آبدار موتی ✦
۳۳۲	آستانۂ مرام - مراد کی چوکھٹ - مطلب کی دہلیز ✦ اسقام - جمع سقم کی بُرائیاں - عیب ✦ تنفر - نفرت کرنا ✦	۳۳۴	قعر - گہرائی ✦ نیرنگ گلزار ہستی - دنیا کے باغ کے عجائب یعنی افسوں ✦ طرہ - کلغی ✦ شمیم - خوشبو ✦ بادِ صرصر - تند ہوا - تیز ہوا - آندھی ✦ عنادل - جمع عندلیب بلبلیں ✦ نواسنجی - گانا ✦ خوش گو - اچھی طرح کہنے والا - خوش بیان ✦

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
	فردوسی - ایک شاعر کا نام ہے - جس نے شاہنامہ لکھا تھا +		دخل - ملاوٹ +
	عنصری - ایک شاعر کا نام ہے +		سفلہ پن - کمینہ پن +
۳۵	لحد - قبر +	۳۹	نفرین - لعنت ملامت +
	قریوں - گاؤں - قصبہ - شہر +		ہیکڑپنی - زبردستی +
	سبق چھترواں		پیشکار - چپڑاسی - اردلی +
۳۶	مخلوق - پیدائش +		کنایتہً - اشارے سے +
	لمبی - گذشتہ کی - ماس کا +		ہمہ گیر اور ہمہ کن - پورے اختیار والے - مکمل اختیار والے - خود مختار +
	جرم - کیڑا +	۴۰	مربیانہ - دوستانہ +
۳۷	جانفشانی - محنت +	۴۱	زچ - مات - شکست +
	خودداری - اپنی عزت آپ کرنا - کسی کے سامنے وقت ضرورت ہاتھ نہ پھیلانا +		گرویدہ - عاشق - دلدادہ +
			زکی - تیز فہم +
			نکتہ سنج - نکتہ سمجھنے والا +
۳۸	شائبہ - آمیزش -		بندہ بے درم ہونا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صفحہ	الفاظ و معانی
	مفت کا غلام ہونا +
۴۳	دستبرد - پنجہ +
۴۴	خم - ٹیڑھا ہونا +
	طالب علم کی اُمّید
۴۴	مدرسۂ دہر - دنیا کا مدرسہ +
	لبریز - بھرا ہوا +
۴۵	ذوق - شوق +
	شاہد مقصود - شاہد بمعنی معشوق - مقصود بمعنی قصد کیا گیا - مطلب - کامیابی +
	عمر دوامی - ہمیشہ کی عمر - ہمیشگی +
	مدامی - ہمیشگی +
	فسردہ - رنجیدہ +
	وصلی - گتا +
	بادۂ شوق - شوق کی شراب +
	ریڈیم اور رانجن شعاعیں
۴۶	رسا - پہنچنے والی +
۴۷	گہوارۂ شہود - گہوارا بمعنی ہنڈولہ - شہود بمعنی حاضر ہوا مجازی معنی پیدا ہوتے ہیں +
	ادراک کی صلب - عقلمندی کی پیٹھ - مراد عقل +
	عقل کی بطن - عقلمندی کا پیٹ - مراد عقل +
	اکتشافات - معلومات +
	ودیعت - سپرد +
	ابد الآباد - ہمیشہ ٭
	منبع - نکلنے کی جگہ +
۴۸	عدیم النظیر - جس کی کوئی مثال نہ ملے +

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
	نادر الوجود - نہ ملنے والی +		منقل - انگیٹھی +
	آغاز آفرینش - پیدا ہونے کے شروع سے +		فسوں پرواز - جادو ڈالنے والی +
	التہاب - روشنی - نور +		مضطر - بیتاب +
	علت - وجہ +		خون کشتگان ناز - اداؤں کے مارے ہوؤں کا خون +
۴۹	ازالہ - کھونا - دور کرنا +		صہبائے احمر - سرخ شراب +
	سرطان - ایک جڑوں والا سخت قسم کا پھوڑا +		تنویر - نخچیر +
۵۰	بمنزلہ - طرح +		نیرنگ فسوں - جادو کی نقش و نگاریاں +
	مجروح - زخمی +		تکمہ - گھنڈی (گریبان کی) +
	پیوست - ملنا +		محضر - اقرار نامہ - کاغذ +
	بیر بھوٹی		عنوان - سرنامہ +
۵۱	نازش صحرا - صحرا کے فخر کا باعث +		پیکان - تیر +
	تحیر زا - حیرانی بڑھانے والی +		اشک گلگوں - سرخ رنگ کے آنسو +
			دل آویزی - دل

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صفحہ	الفاظ و معانی
	اُبھانا +
	ناظورہ - معشوقہ - محبوبہ +
	فندق - ایک میوہ سُرخ برابر بیر کا نام ہے - شاعر کی مراد - یہاں پاؤں کی مہندی لگی انگلیوں سے ہے) +
	شرابِ آتشیں - تیز شراب +
	بادۂ گلگوں - سُرخ رنگ کی شراب +
۵۳	عالمِ نیرنگِ افسوں جادو کی طرح طرح کی رنگینیاں +
	مجمرِ سوزاں - جلتی ہوئی انگیٹھی +
	عُریاں - ننگا +
	مرجان - مونگا +
۵۳	گلگوں قبا - سُرخ رنگ کی قبا +
	دوشیزہ - کنواری +
	دوش - کندھا +
	عروسِ سیم بر - خوبصورت دُلہن یعنی چاندی کے رنگ جیسی دُلہن +
	غازہ - گلال - پوڈر +
	بسمل - نیم جان - آدھا مرا ہُوا +
	مینائے بہار - بہار کا پیالہ +
	آغشتہ - لت پت - بھرا ہُوا +
	سویدائے بہار - بہار کا داغ +
	سبزۂ کوہسار نے یا لعل اُگلا ہے کوئی یعنی بیر بہوٹی اس کثرت سے ہریاول پر پھر رہی ہے - کہ معلوم

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صفحہ	الفاظ و معانی
	ہوتا ہے پہاڑ کے سبزے سے لعل اگلا ہے۔ لطف اس شعر میں یہ ہے کہ لعل کا رنگ بھی سرخ ہوتا ہے اور بیر بہوٹی کا رنگ بھی سرخ ہی ہوتا ہے۔ اسی واسطے شاعر لکھتا ہے۔ کہ بیر بہوٹی سبزے پر ایسی معلوم ہوتی ہے۔ جیسے جابجا لعل بکھرے ہیں +
	میاں آزاد اور لکھنؤ کے بانکے
۵۴	ڈھاٹے - پگڑی +
۵۵	قرابینچہ - ایک ہتھیار کا نام ہے +
	پیش قبض - ایک

صفحہ	الفاظ و معانی
	ہتھیار کا نام ہے +
	کٹار - سروہی - ایک ہتھیار کا نام ہے +
	شیر بچہ - ایک ہتھیار کا نام ہے - جس کی شکل شیر کے بچے کی سی ہوتی ہے +
	طپنچہ داغ دینا - طپنچہ مار دینا +
	جواب دنداں شکن - ایسا جواب دینا کہ دوسرا آدمی کچھ نہ کہ سکے +
	دانت کھٹے ہونا - شکست دینا +
	گرو گھنٹال - پیر مثال - جگت استاد +
	تنبولی - پانفروش +
۵۶	ٹیٹوا لینا - گردن دبانا +
	منہ لال چقندر

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صفحہ	الفاظ و معانی
	ہو جانا - چقندر ایک قسم کی ترکاری سُرخ رنگ کی ہوتی ہے - غصّے سے سُرخ چہرہ ہو جانا +
۵۷	ابلے او ہولا خبط - گاؤدی +
	پینترا بدل کر - آسن بدل کر - وطیرہ بدل کر +
	خر نا مشخّص - مشخّص بمعنی تشخیص کیا گیا تجویز کیا گیا - یعنی او گدھے - گدھا +
	لباس انسان +
۵۸	لیپڑی - پگڑی +
	چیت گاہ - سر +
	چھکے چھڑا دینا - حوصلے پست کرنا +
	حظ - مزا +
۵۹	روزِ مُعیّنہ - مقرّرہ
	شعبدہ - جادو کے کھیل +
	پھکیت - لکڑی چلانے والا +
	سیار - سیر کرنے والا +
۶۰	گوسکھے - بے وقوف +
	بُردبار - برداشت کرنے والا - حلیم +
	شیر ہونا - رُعب جمانا +
۶۱	ڈھوکا ڈھوہ - قد آور +
	قہر درویش برجان درویش - فقیر کا غصّہ اپنی جان پر ہوتا ہے - فقیر کا غصّہ اپنے آپ کو ہی کھاتا ہے +
	پِتّھا جانا - مارا جانا پیٹا جانا +
	شورہ پشت - بہ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صفحہ	الفاظ و معانی
	معاش +
٦٢	تن و توش - بدن - قد و قامت +
	چھٹی کا دودھ یاد آنا - بڑی تکلیف اٹھانا محاورہ ہے +
	پہلوان اب تک کورا تھا - کبھی پیٹھ نہ کھائی تھی +
	بُلبُلِ شیدا
٦٤	عندلیب - بلبل +
	گُل چین - پھول چُننے والے - مجازی صیاد +
	نغمۂ مرچنگ قال راگ گانا +
	خال - داغ +
	چشمِ غزال - ہرن کی آنکھ +
	طائرِ باغ خیال - پرند باغ خیال یعنی میرا اُڑتا ہوا خیال ہے +
	اضطراب - بے چینی +
	چہرے پہ گلاب کے چھینٹے دینا - جب کوئی آدمی بیہوش ہو جاتا ہے - تو چہرے پر گلاب کے عرق کے چھینٹے دے کر ہوش میں لایا جاتا ہے +
	سیماب - پارہ +
	ماہیٔ بے آب - مچھلی بغیر پانی کے - بے قرار +
	ہر اشک رشک قطرۂ تیزاب بن گیا - میرا ہر ایک آنسو ایسے جلتا ہے جیسے تیزاب کا قطرہ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صفحہ	الفاظ و معانی
	یعنی گرم آنسو نکلتے ہیں ✤
	کانٹوں کا فرش بستر کمخواب بن گیا - کمخواب کا بستر یعنی گرم بستر کانٹوں کا فرش بن گیا ✤
۶۵	درد آشنا - درد کے پہچاننے والے - درد سے واقف ✤
	فغاں - فریاد ✤
	دُرِ مقصد - مطلب کا موتی ✤
	فتنۂ محشر - قیامت کا ہنگامہ ✤
	قتیلِ خنجرِ حسرت وہ شخص جس کی اُمیدیں خاک میں مل گئی ہوں - یعنی حسرت کے خنجر کا قتل کیا ہُوا ✤

صفحہ	الفاظ و معانی
	شور و دنگا - غُل غپاڑہ ✤
۶۶	پاسبان - چوکیدار ✤
	لیلےٰ - ایک عورت کا نام ہے - جو کالے رنگ کی تھی اور مجنون اُس پر عاشق تھا ✤
	قیس - ایک آدمی کا نام ہے - جو لیلےٰ پر عاشق تھا - اُسی نے عشق میں مجنوں کہلایا ✤
	ساربان - وہ شخص جو اونٹ کی نکیل پکڑ کر آگے آگے چلے ✤
	رُخ پر ہوائیاں اُڑنا - ہوش و حواس جاتے رہنا - محاورہ ہے ✤

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
	کج ادائیاں - بے وفائیاں		**قانون ساز مجالس**
	بے اعتنائیاں - بے پرواہیاں ✦	۶۹	اقتصادی - سیدھے رستے چلنا ✦
	قفس - پنجرہ ✦		مجاز - اختیار والا - اجازت دیا گیا ✦
	اسیر - گرفتار ✦		
۶۶	پر قینچ کرنا - پر کاٹنا ✦	۷۰	واضعان آئین و قوانین - قانون بنانے والے ✦
	اے روشنئ طبع تو برمن بلا شدی - اے میری روشن خیالی تو میرے واسطے بلا ہوئی ✦	۷۶	حفظ امن - امن کی حفاظت ✦
			مفاد - فائدے ✦
			اہل الرائے - عقلمند مدبر ✦
	مثل خاک دامن عزت سے جھاڑنا - عزت کو ایسے مٹا دینا جیسے کپڑے سے خاک جھاڑ دیتے ہیں ✦	۷۷	دست بردار ہونا - کسی کام کو چھوڑ دینا ہاتھ اٹھا لینا ✦
			گورنریاں
	شیدا - عاشق - دلدادہ ✦	۷۸	یاس و حسرت - ناامیدی ✦

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صفحہ	الفاظ و معانی
۷۹	زینت - خوبصورتی +
	تربت - قبر +
	مرقد - قبر +
	مونس - غمخوار +
	مطرب - گویا +
	روائے گل - پھولوں کی چادر +
	سنگِ لحد - قبر کا پتھر +
۸۰	کنجِ عزلت - تنہائی کا کونہ +
	بے ثباتی - ناپائیداری +

خاقانئے ہند

صفحہ	الفاظ و معانی
۸۱	عالم ارواح - عدم +
	کشور اجسام - وجود کا ملک +
	فصاحت - مطلب کو خوش بیانی سے ادا کرنا +
	باغِ قدس - پاک باغ +
	بقائے دوام - ہمیشہ کی زندگی
	طُغرائے شاہی - شاہی خط - طغرائے ایک قسم کا خط ہوتا ہے +
	قادر الکلام - پوری دستگاہ رکھنے والا کلام پر +
	ہم عصر - ساتھی +
۸۲	اختراع - نئی بات نکالنا +
	مغفور - مغفرت کیا گیا - خدا اُن کو بخشے +
	عصر - تھوڑا سا دن رہے کی نماز کا وقت +
۸۴	فی البدیہہ - فوراً موقع پہ شعر کہہ دینا +

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صفحہ	الفاظ و معانی
۸۵	آب دیدہ - آنکھوں میں آنسو بھرے +
	کنارِ راوی
۸۶	سوادِ حرم - خانہ کعبہ کے گرد کی دیوار - سیاہ دیوار +
	زیر و بم - اونچی نیچی آواز +
۸۷	پیرِ فلک - آسمان - چونکہ آسمان کو بنے ہوئے لاکھوں - کروڑوں برس ہو گئے - اس لئے اس کو بڈھا آسمان بھی کہتے ہیں +
	دستِ رعشہ دار - کانپتا ہوا ہاتھ +
	شہسوارِ چغتائی - چغتائی نسل کا پکا سوار +
	پا بہ گِل - پاؤں کیچڑ میں +
	گرمِ ستیز - لڑائی میں مصروف +
	سفینہ تیز - تیز کشتی +
	سبک روی - تیز رفتاری +
	کلیم اور میرزا ظاہر دار بیگ
۸۹	رشوت ستانی - رشوت لینا +
	اعتداد - شمار +
	حسبۃً للہ - خدا واسطے +
	تکفّل - ذمہ واری +
	بے اعتنائی - بے پرواہی +
	ادعائی - مفت کے +
۹۱	ساق - پنڈلی +
	حریر - ریشم +

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صفحہ	الفاظ و معانی
	ہیئت کذائی۔ بری صورت ایسی صورت بنائے جس کو دیکھ کر ڈر لگے ٭
	تعارف ۔ جان پہچان ٭
۹۴	مسجدِ ضرار۔ کہنہ مسجد غیر آباد مسجد ٭
۹۵	اختلاجِ قلب ۔ دل کا دھڑکنا ٭
	استراحت ۔ آرام ٭
	استبداد ۔ زور ۔ زیادتی ٭
۹۶	متعرض۔ اعتراض کرنے والا ۔ عرض کرنا ٭
	انتڑیوں کا قل ہو اللہ پڑھنا۔ بہت بھوک لگنا۔ محاورہ ہے ٭
۹۷	دیوِ اشتہا۔ بھوک کا دیو ٭

صفحہ	الفاظ و معانی
۹۸	چشم زدن میں ۔ تھوڑی دیر میں ٭
۹۹	میکائیل ۔ ایک فرشتے کا نام ہے۔ جس کے ذمے رزق بانٹنے کی خدمت ہے ٭
	ارزاقِ عباد۔ بندوں کو رزق بانٹنا ٭
	تبر ستم۔ ظلم کا کلہاڑا ٭
	قطع برید ۔ کانٹ چھانٹ ٭
۱۰۰	دندانِ آز۔ طمع کے دانت ٭
۱۰۱	استغفار ۔ توبہ ٭
	گجر دم ۔ علی الصباح
۱۰۲	ضماد ۔ پنجابی لیپ ٭
	سڑی ۔ پاگل ٭
	قلب ماہیت۔ ہیئت تبدیل کرنا ٭
۱۰۳	تامل۔ جیسے کسی کام میں تامل یعنی سوچ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ
مصر کے اہرام		ہو ÷	
آثارِ قدیمہ - پرانے زمانے کی یادگاریں و نشانات ÷		مردوا - مرد کو حقارت کے طور پہ بولتے ہیں ÷	۱۰۴
ہمسری - برابری ÷	۱۰۷	حقوقِ معرفت - جاننے کے حق - جان پہچان ÷	
قدامت - پرانا پن - دیرینہ ہونا ÷		زبردست کا ٹھینگا سر پر - زبردست کی ہر طرح چلتی ہے محاورہ ہے ÷	
خشت ریزے - ٹھیکریوں کے ٹکڑے ÷		**گلِ سرخ**	
سوادِ شہر - شہر کا گرد و نواح ÷			
اطلاق - کہنا ÷			
بتدریج - درجہ بدرجہ ÷	۱۰۸	شگفتہ - کھلا ہوا ÷	۱۰۵
وصل - جوڑنا ÷		قلب - دل ÷	
استحکام - مضبوطی ÷		ہم زبان - اکٹھا بولنے والے - یکساں بولی بولنے والے ÷	
جرِ ثقیل - بھاری چیزیں - اوپر چڑھانے کی مشینیں ÷	۱۰۹	حیف - افسوس ÷	
اعتراف - مان لینا -		مآل - آخر - انجام ÷	۱۰۶

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صفحہ	الفاظ و معانی
	نقب زنی - چوری کے لئے دیوار پھاڑنے والے +
	کلامِ امیر
۱۱۱	ریاضِ دہر - دُنیا کا باغ +
	قصرِ سلیمان - حضرت سلیمان کا محل +
	دُرِ یگانہ - قیمتی اور نایاب موتی +
۱۱۲	تغافل - غفلت +
	ہزار حیف - سخت افسوس +
	خوابِ گراں - ایسی نیند جس سے آدمی مشکل سے چونکے +
	جبین - پیشانی +
	توسنِ عمرِ رواں - گزرتی ہوئی عمر کا گھوڑا - عمر کو بھاگے

صفحہ	الفاظ و معانی
	ہوئے گھوڑے سے تشبیہ دی ہے +
	چاہِ عدم - عدم کا کنواں یعنی دوسری دُنیا +
	تان سین
۱۱۶	مروّج - رواج پائے ہوئے +
۱۱۷	عالمِ محویّت - کسی کام میں بالکل توجّہ سے لگ جانے کی حالت +
	دُنیا و ما فیہا - دُنیا اور اس کی چیزیں +
۱۱۸	احترام - عزّت +
	کُونج کی جدائی
	پرواز - اُڑنا +
۱۱۹	عصمت - پاک دامنی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صفحہ	الفاظ و معانی
	یعنی عزت +
	بے خانماں - برباد جس کا گھر در کچھ نہ ہو +
	جانم فدا - میری جان قربان ہو +
۱۲۰	فرقت - جدائی +
۱۲۳	مانی - ایک چینی مصور کا نام ہے +
	دلبر - دوست - مشفق +
	طائر - پرندہ +
	خستہ تن - زخمی اور کمزور جسم والا +
	اُردوے معلّٰے
۱۲۴	مخدوم - عزت کیا گیا +
	ابلاغ - پہنچانا +
	سلام مسنون الاسلام اسلامی سلام +
	ارادت - سچی محبت +

صفحہ	الفاظ و معانی
۱۲۵	سعادت - نیکی +
	معہذا - اُس کے ساتھ ہی +
	بین الافراد - دو شخصوں کے درمیان کی جگہ +
	بین المصرعین - مصرعوں کے درمیان +
	بین السطور - سطروں کے درمیان کا فاصلہ +
	مفقود - غائب +
	معدوم - گم +
۱۲۶	دوام - ہمیشہ +
۱۲۷	عشائر - تعلقدار +
	پوسٹ پیڈ - جس چٹھی پہ ٹکٹ لگایا گیا ہو +
	یکتا - لاثانی +
۱۲۸	عاطر - خوشبودار +

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صفحہ	الفاظ و معانی
۱۲۸	تمسخر ۔ ٹھٹھا
۱۲۹	استفادہ ۔ فائدہ +
	التفات ۔ توجہ +
	تلمذ ۔ شاگردی +
	منقول عنہ ۔ لکھا ہوا +
	ایامِ طفلی
۱۳۱	عصیان ۔ گناہ +
	لوث ۔ آلودگی +
	لیل و نہار ۔ رات دن +
	چشمِ اشکبار ۔ روتی ہوئی آنکھ +
	معصوم ۔ بے گناہ +
۱۳۲	خودسری ۔ غرور ۔ تکبر +
	کذب ۔ دروغ ۔ جھوٹ +
	خود ستائی ۔ اپنی تعریف آپ کرنا +
	غمگسار ۔ غم بٹانے والا ۔ دردمند +
	لاریب ۔ بے شک +
	حیاتِ مستعار ۔ مانگی ہوئی زندگی ۔ مجازی زندگی +
۱۳۳	انظار چشم ۔ آنکھ کی نظریں +
	نخچیر جور روزگار ۔ زمانہ کے ظلم کا شکار +
	انتشار ۔ پریشانی +
	دور ترحم ۔ رحم کا زمانہ +
	انتقاش ۔ نقش کیا گیا ۔ بار بار یاد آنے والا +
۱۳۴	**براڈکاسٹنگ**
۱۳۸	سنان ۔ بھالا ۔ نیزہ +

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
۱۳۸	محو طعام - کھانے میں مصروف +		**باغِ دل**
	رقاصہ - ناچنے والی عورت +	۱۴۳	بحرِ عرفان - خدا کی پہچان کا سمندر +
۱۳۹	ماورا اس کے - سوائے اس کے +		برقِ خرمن - ڈھیر کی بجلی +
	سامعین - سننے والے +		بصیرت - دیکھنا +
			بازیچہ - کھیل +
۱۴۰	نقش کالحجر - پتھر کی لکیر +		چشمِ نرگس - نرگس ایک قسم کا پھول ہوتا ہے - شکل اس کی آنکھ کی سی ہوتی ہے - یعنی نرگس کی آنکھ +
	ریاضت - محنت +		
	متنفر - نفرت کرنے والے +		
۱۴۲	نعمت غیر مترقبہ - بے حد نعمت +		انانیت - غرور -
	حرمانِ نصیب - بدنصیب +		تکبر - اپنے جیسا کسی کو نہ سمجھنا +
	بہر کیف - خواہ کچھ بھی ہو +		مفروض - قرض کیا گیا +
	متموّل - مالدار +		

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صفحہ	الفاظ و معانی
	نفس کی قوتیں
۱۴۵	جان کاہ - جان گھٹانے والی +
	محقق - تحقیقات کرنے والا +
۱۴۶	اخلاط - مواد - مادہ - خلط کی جمع +
۱۴۷	حرکات قبیحہ - بُرے کام +
	جذبات رذیلہ - بُری خواہشیں +
	تلطف - مہربانی +
	عفو - مہربانی +
۱۴۸	ہشاش - خوش +
	ازلی - جو ہمیشہ سے ہو +
	بربط - سارنگی +
	سب جج
۱۴۹	نمرود مزاج - نمرود ایک بادشاہ کا نام ہے - جس نے خدائی دعوےٰ کیا تھا - اور حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈلوا دیا تھا کہ وہ گلزار ہو گئی تھی - مجازی نمرود کے مزاج والا +
	شداد سرشت - شداد ایک بادشاہ کا نام ہے کہ جس نے بہشت بنوایا تھا - اور خدائی کا دعوےٰ کرتا تھا - مجازی شداد کی عادتوں والا +
	فرعون طبیعت - فرعون ایک بادشاہ کا نام

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صفحہ	الفاظ و معانی
	تھا - جو حضرت موسےٰ کے زمانے میں تھا۔ اور خدائی کا دعوےٰ کرتا تھا۔ مجازی فرعون کی طبیعت والا +
	ضحاک خصال - ضحاک ایران کا ظالم بادشاہ تھا - مجازی ضحاک کی عادت والا +
١٥٠	چیں بر جبیں - غصے ہونا +
	مقتل - قتل ہونے کی جگہ +
١٥١	اقتضائے - تقاضا کرنا +
	آفتاب نصف النہار - دوپہر کا سورج +
١٥٢	چھلاوے - بھتنے +
	طاق نسیاں - بھول کے طاق پر رکھ دیا۔ یعنی کبھی بھولے سے
	بھی کتابوں کو یاد نہ کیا +
	مطبخ ذوق - شوق کا باورچی خانہ یعنی شوق کا سامان - مطبخ بمعنی باورچیخانہ +
	عوام الناس - عام لوگ +
	بے نوا - مفلس +
١٥٤	چڈا گلخیرو - ایرے غیرے بچکلیاں +
	مال مسروقہ - چوری کا مال +
	کفش کاری - جوتیاں مارنا +
١٥٥	لگد - لات +
	خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم - ہم نے جو کچھ کہ سمجھا ہم خود غلطی پر تھے +
١٥٦	مورد و ملخ

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صفحہ	الفاظ و معانی
	اور ٹڈ بیول +
۱۵۷	بیر بہولٹی - ایک جانور کا نام ہے - جس کا رنگ سُرخ خون کی طرح ہوتا ہے +
	کشتنی - سوختنی و گردن زدنی - مارے جانے اور قتل کرنے کے لائق +
۱۵۸	مکافات عمل - کاموں کا بدلہ +
	سزائے تازیانہ - چابکوں کی سزا +
	اب پچھتائے کیا ہووے جب چڑیاں چگ گئیں کھیت جب وقت جاتا رہتا ہے - تو پچھتانے سے کچھ نہیں ہوتا - محاورہ ہے +
۱۵۹	گوش در - کانوں کو

صفحہ	الفاظ و معانی
	پھاڑ دینے والی +
	گرخت - سخت +
۱۵۹	شعبدۂ تصور - خیالات کا جادو یا کرشمہ +
	کرشمۂ تخیل - خیالات کا کرشمہ +
۱۶۰	زمین آسمان کے قلابے ملانا - کسی بات میں حد سے زیادہ مبالغہ کرنا +
	مدیون - مقروض +
	شہاب ثاقب
۱۶۱	سماوی - آسمانی +
	مبتدی - شروع کرنے والا +
۱۶۴	بلائے بے درماں - وہ بلا یا تکلیف جس کا کوئی علاج نہ ہو +
	اہلیت - قابلیت +

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صفحہ	الفاظ و معانی
	عرض حال
١٦٦	کلفت - تکلیف +
	نشاط انگیز - خوشی بڑھانے والی +
	مار و کژدم - سانپ اور بچھو +
١٦٧	قیس - لیلےٰ کے عاشق کا نام +
	فرہاد - شیریں کے عاشق کا نام +
	ربع مسکوں - دنیا +
	کروبیوں - فرشتوں +
	پیراہن - لباس +
١٦٨	مانوس - محبت کرنے والا +
	قشقہ - ٹیکا +
	اعجازِ مسیحی - حضرت عیسےٰ کے معجزے +
	حسنِ یوسف - حضرت یوسف کا حسن +

صفحہ	الفاظ و معانی
	بادخوانوں - جھوٹی تعریفیں کرنے والے قصیدہ کہنے والے +
	عصائے موسوی - حضرت موسےٰ کا عصا جس کو زمین پر ڈالنے سے اژدہا بن جاتا تھا +
	ابراہیم خلیل - حضرت ابراہیم خدا کے دوست +
١٧٠	راہ نورد - راہ چلنے والا +
	قدم راسخ - پکا قدم +
١٧١	تراوش - کاٹ کر نکل جانا +
	باسی کڑھی میں اُبال آنا - دل میں اُمنگوں کا اُٹھنا - محاورہ ہے +
	تلاطم - لہر +

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
	مسدّس - وہ نظم جس میں ہر دو شعروں کے بعد ایک تیسرا نئی طرز کا شعر آ جائے +		سقر - دوزخ +
			دیارِ فنا - فنا کی بستی یعنی موت +
	تلوار	١٧٤	برقِ ذوالفقار - تلوار کی بجلی - ذوالفقار حضرت علی کی تلوار کا نام +
١٧٢	نہنگ - گھڑیال +		جزر و مد - اُتار چڑھاؤ - جوار بھاٹا +
	بے درنگ - بے خوف +	١٧٥	ہما کی طرح استخوان کو کھاتی تھی - یعنی ہڈی میں گھس جاتی تھی - جیسے ہما ہڈی کھا کر گزارہ کرتا ہے - اسی طرح تلوار بھی ہڈی سے بسر اوقات کرتی تھی +
١٧٣	صور اسرافیل - حضرت اسرافیل کا نرسنگھا جو کہ وہ قیامت والے دن بجائینگے - اور تمام دُنیا اُسی کی آواز سے دہشت کھا کر فنا ہو جائیگی +		
	عیادت پہ جبرئیل حضرت جبرائیل کے پر کی طرح +		**سر فیروزشاہ مہتہ**
		١٧٦	ذہانت و ذکاوت

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صفحہ	الفاظ و معانی
	یاد رکھنے کی قوت اور سمجھ +
	سرخروئی - عزت +
١٧٧	گلیڈ سٹون - ایک انگلستان کے وزیر اعظم اور مدبر کا نام ہے +
	عرق ریزی - محنت +
١٧٩	مسلمہ - مانا ہُوا +
	کما حقہٗ - جیسا کہ حق ہے +
١٨٠	رائے صائب - ٹھیک تجویز +
	لغزش - لڑکھڑاہٹ +
١٨١	مشیت ایزدی - خدا کی مرضی +
	ماتم کدہ - ماتم کا گھر +
	راہگرائے عالم جاودانی دوسری دنیا کو سفر کرنے والا +

صفحہ	الفاظ و معانی
	تلوار
١٨٢	اُفتاد - مصیبت +
	مے کشوں - شراب پینے والوں +
	پردۂ ظلمات - تاریکی کا پردہ +
	صبح اور شام
١٨٤	کوس و دہل - نقارہ اور ڈھول +
١٨٥	مغبچوں - شرابیوں +
	رفت و روب - صفائی جھاڑو پھیرنا +
	پیر مغ - ساقی +
	مؤذن - اذان دینے والا +
	عابد - عبادت کرنے والا +
	سجادہ - مصلّے +
	ناقوس - گھنٹے +

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
۱۸۶	بیت الصنم - بتخانہ + مجھ سے نہ ہٹے - شام با دلِ ناخواستہ - جس کام کے کرنے کو دل تو نہ چاہتا ہو - لیکن مجبوراً کرنا پڑے + لیلائے لیل - اندھیری رات - لیلیٰ کالی تھی اس لئے اندھیری رات کو لیلیٰ سے تشبیہ دی + زندان خانہ - قید خانہ +	۱۸۷	طیور - جمع طائر - بمعنی پرندہ + آسمان پر ستاروں نے چراغاں کر دیا - آسمان پر ستارے ایسے معلوم ہوتے ہیں - جیسے بہت سے چراغ جل رہے ہوں + شامِ غربت - مسافرت کی شام + **خطِ تقدیر**
		۱۸۸	وِدّیا وان - عالم +
۱۸۹	قدح نے ماہ تمام کا کام کیا - قدح بمعنی پیالہ - کیونکہ پیالہ پورے چاند کی طرح ہوتا ہے - اسی لئے پیالے سے چاند کا مقابلہ کیا +	۱۸۹	پُر اسرار - بھیدوں سے بھرا ہوا + کتے کی موت مرنا - بُری طرح مرنا + وحشت زا - پریشانی بڑھانے والی +
		۱۹۰	استخوانِ بوسیدہ -

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صفحہ	الفاظ و معانی
۱۹۳	متبسّم - ہنستی ہوئی +
۱۹۴	کریا کرم - ہندوؤں میں مُردے جلانے کو کہتے ہیں +
	نہنگ کا طعمہ نگرمچھ کی خوراک +
	مصمّم - پکّا +
	اتالیق - معلم
۱۹۵	کھسیانہ ہو کر - شرمندہ +
۱۹۶	مثمّن برج - برجوں کی مثمن +
	نمود شام
	ساکنان - رہنے والے +
	خلد بریں - بلند بہشت +
۱۹۸	شبستان - خلوت خانہ +
	محمل راحت -

صفحہ	الفاظ و معانی
	آرام کی جگہ +
	بیشۂ وحشت - وحشت کا جنگل +
	بقعہ امید - امید کی جگہ +
	کلبۂ احزان ہیم - کلبہ یعنی مکان۔ احزان یعنی غم جمع حزن کی - غم اور خوف کا مکان +
	منقل عشرت - غریبی کی انگیٹھی +
	خار مغیلاں - کیکر کے کانٹے +
	تخم رحیل - کوچ کا تخم +
۱۹۹	مرغزاروں - چراگاہوں +
	مشاہدہ
۲۰۰	بے نواؤں - غریبوں +
	پارس - ایک قسم کا

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صفحہ	الفاظ و معانی
	پتھر ہے ۔ مشہور ہے ۔ کہ جس دھات کو لگ جائے ۔ سونا ہو جاتی ہے +
۲۰۱	منعم ۔ امیر +
	نا مختناہی ۔ کبھی ختم نہ ہونے والا +
۲۰۲	البیلی ۔ انوکھی +
	لب جو ۔ ندی کا کنارہ +
۲۰۳	گھنے گھنیرے ۔ جھنڈ دار +
	نیم بازانہ ۔ آدھی کھلی ہوئی +
	آنکھوں پہ ٹھیکری رکھ لینا ۔ جان بوجھ کر نہ دیکھنا ۔ یا خیال کرنا +
	خون آشام ۔ خون پینے والی +
	گنجینے ۔ خزانے +

صفحہ	الفاظ و معانی
۲۰۴	ملہم غیبی ۔ غیب کا فرشتہ +
	شراب خانہ خراب
۲۰۵	کیف ۔ لطف ۔ مزا +
	توبہ شکن ۔ توبہ توڑنے والی +
	جام صہبا ۔ شراب کا پیالہ +
	خمیازہ ۔ کسی بڑے کام کے نتیجہ کی تکلیف +
۲۰۶	فشار قبر ۔ بھینچنا قبر کا +
	کامگار ۔ کامیاب +
	خم صہبا ۔ شراب کا مٹکا +
	رذالی ۔ ذلیل +
۲۰۷	رستگار ۔ چھوٹا ہوا ۔ آزاد +

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صفحہ	الفاظ و معانی
	بنڈل کمرہ
٢٠٨	عروق - جمع عرق کی ۔
	علیٰ قدر جسامت و نفاست - قد اور خوبی کے مطابق ۔
٢٠٩	منفرداً - تنہا ۔
	بستر بیمار
٢١٦	لاغری - دُبلا پن ۔
	تنِ محزون - غمگین بدن ۔
	قلب مضطر - بیقرار دل ۔
	چشم اشکبار - روتی ہوئی آنکھ ۔
	اضطرار - بیچینی ۔
٢١٧	تخیل - فکر - سوچ - خیال ۔
	کش مکش - لڑائی جھگڑا ۔
	غمگسار - ہمدرد ۔

صفحہ	الفاظ و معانی
	اعمالِ قبیح - بُرے کام ۔
	حیاتِ مستعار - چند روزہ زندگی - یعنی مانگی ہوئی زندگی ۔
	مستغنیِ عالم - دنیا سے بے پروا ۔
	مقتضا ہے - تقاضا کرنے والی ۔
	حزین - غمگین ۔
	انوکھی ستی
٢١٩	مسدود - بند ۔
	بتِ سیمیں - خوبصورت چاندی کا بت ۔
٢٢٠	بیساختہ - بے اختیار ۔
٢٢١	کفِ افسوس ملنا - ہاتھوں کو افسوس سے ملنا ۔
	باعصمت - نیک چلن ۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صفحہ	الفاظ و معانی
٢٢٢	زندہ در گور۔ مرنے سے بدتر ہونا ۔
٢٢٣	مفقود۔ غائب۔ گم ۔
	جواب نہیں رکھتی اپنی جیسی کوئی نہیں رکھتی ۔
	پان
٢٢٤	نو رتن سے مراد نو عالموں۔ فاضلوں مدبروں سے ہے۔ جو کہ اکبر بادشاہ کے ندیم تھے۔ اُن کے نام یہ ہیں:-
	(١) بیربل
	(٢) ملّا دو پیازہ
	(٣) راجہ مان سنگھ
	(٤) راجہ ٹوڈر مل
	(٥) حکیم ہمام
	(٦) فیضی
	(٧) ابوالفضل
	(٨) مرزا کوکلتاش
	(٩) نواب خانخاناں
	کیوان جاہ۔ بلند مرتبہ والا ۔
	بذلہ سنج۔ لطیفے کہنے والا ۔
	نکتہ داں۔ عقلمند۔ باریکی جاننے والا ۔
٢٢٥	ہدیۂ منعم۔ امیر کا نذرانہ ۔
	مُفرّح۔ خوشی دینے والا ۔
	مسکّن۔ آرام دینے والا ۔
	گلوری۔ پان کا بیڑا ۔
	قطب نما
٢٢٦	مشتمل۔ شامل ۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صفحہ	الفاظ و معانی
۲۲۷	خضر رہنما۔ حضرت خضر کی طرح رہنمائی کرنے والا ✣
	ہاتف غیب۔ غیب کا فرشتہ ✣
۲۲۸	نقطۂ اِتصال۔ ملنے کا نقطہ ✣
	مُنکشف۔ ظاہر ہونا ✣
۲۲۹	شاہد۔ گواہ ✣
۲۳۰	بُعد المشرقین۔ مشرق اور مغرب کا فاصلہ ✣
	بیّن ثبوت۔ ظاہر ثبوت ✣
	محتشم بالشان۔ بڑی شان والا ✣
	صعُوبتیں۔ تکلیفیں ✣
۲۳۱	مُوجد و مخترع۔ نئی چیز بنانے والا۔ اختراع کرنے والا ✣
۲۳۲	زیبِ صدر۔ چھاتی کی سجاوٹ ✣

صفحہ	الفاظ و معانی
	تصویر درد
۲۳۳	مِنّت کش۔ احسان اُٹھانے والا ✣
	شنیدن۔ سننا ✣
	حیات جاوداں۔ ہمیشہ کی زندگی ✣
	مرگ ناگہاں۔ اچانک موت ✣
	عقل حیوانی
۲۳۵	ادراک۔ سمجھ ✣
۲۳۶	واسطہ۔ تعلّق ✣
۲۳۷	مقدّم۔ پہلی ✣
۲۳۸	بچہ کش۔ بچے پیدا کرنے والی۔ جننے والی ✣
	جگنو
۲۴۰	مطلع تاباں۔ چمکتا ✣

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صفحہ	الفاظ و معانی
	ہٹا آسمان ۔
	بقعۂ نور ۔ نور کا گھر ۔
	گلبن ۔ پھول کا پودا ۔
	مضراب ۔ ستار بجانے کا آلہ ۔
	رباب ۔ ایک باجے کا نام ہے ۔
	عرفان ۔ معرفت ۔ خدا کی پہچان ۔
۲۴۱	سماع طیور ۔ جانوروں کی آوازوں کا سننا ۔
	دشت و جبل ۔ پہاڑ اور جنگل ۔
	سیماب ۔ پارہ ۔
	قلۂ کوہ ۔ پہاڑ کی چوٹی ۔
	پنکھ پکھیرو ۔ اُڑنے والا پرندہ ۔
۲۴۲	نگری ۔ بستی ۔

صفحہ	الفاظ و معانی
	ساجن ۔ خدا ۔ مجازی دوست ۔
	پریتم ۔ دوست ۔
	وجہ اللہ ۔ اللہ کا چہرہ
	تربت ۔ پہاڑ ۔
	نگر ۔ بستی ۔
	ساگر ۔ سمندر ۔
	جوت ۔ روشنی ۔
	پریم ۔ محبت ۔
۲۴۳	دوارے ۔ دروازے ۔
	آکاس ۔ آسمان ۔
	سکھی ۔ خدا سے مراد ہے ۔
	رام کہانی ۔ چند روزہ ۔

امیرزادوں کو نوکری کی تلاش

صفحہ	الفاظ و معانی
۲۴۴	تاروں کی چھاؤں

صفحہ	الفاظ و معانی
	منہ اندھیرے ۔
	بستر استراحت ۔ آرام کے بستر سے اُٹھے ۔
۲۴۵	مندیلیں ۔ پگڑیاں ۔
	فوق البھڑک ۔ زرق برق ۔
	مستغیث ۔ دعوے کرنے والا ۔
	فرط ابتہاج ۔ خوشی کی زیادتی ۔
۲۴۶	آٹھوں گانٹھ کمیت ۔ چوکس ۔
۲۴۷	بقراط ۔ ایک حکیم کا نام ہے ۔
	عاق ۔ بے دخل ۔
۲۴۹	ادبار پیر دال ہے ۔ زوال کی دلیل ہے ۔
	پیرزال ۔ بوڑھی عورت ۔
	بدیع الخیال ۔ اچھے خیال والی ۔
	جھنجھٹ ۔ جھگڑا ۔ فساد
۲۵۰	ذوی الاحترام ۔ عزت کے قابل ۔ صاحب عزت ۔
	یک قلم الغلط کرنا ۔ فوراً چھوڑ دینا ۔
	فضلا ۔ جمع فاضل ۔ لائق لوگ ۔
	کملا ۔ جمع کامل ۔ بزرگ لوگ ۔
	زندگی
۲۵۲	خفتہ بخت ۔ جس کے نصیب سوئے ہوئے ہوں ۔ مراد بدنصیب ۔
۲۵۳	دہل ۔ ڈھول ۔
	بہائم ۔ چار پائے ۔
	سلام بھیجنا ۔ لعنت بھیجنا ۔
۲۵۴	مستہام ۔ سرگشتہ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
	حیران ٭		**افلاطون**
	مرام - مقصد - مراد ٭	۲۶۴	جلالت - بزرگی ٭
۲۵۵	**کلیسم اور روما کے تماشے**		حکمت آفرینی - حکمت کو ترقی دینا ٭
۲۵۷	راہب عورتیں - پادری عورتیں ٭		مادر گیتی - دنیا کی ماں یعنی زمین ٭
۲۵۸	محافوں - ڈولیوں ٭		بصیرت - عقلمندی - دانائی ٭
۲۶۰	مہیب - ڈراؤنے ٭	۲۶۵	مولد - پیدا ٭
۲۶۲	ہم آہنگ - ایک آواز ہو کر ٭		سوانح زندگی - زندگی کے حالات ٭
	تحقیر - حقارت ٭		اُستاد الاساتذہ - اُستادوں کا اُستاد ٭
	سنگ دل - ظالم - بے رحم ٭		مولد - پیدا ہونے کی جگہ ٭
	معصومانہ - بیگناہوں کی طرح ٭		دلدادگان - شیدا ٭
	حالت نزع - جانکنی کی حالت ٭		کم سنی - کم عمری ٭
			صاحب فراش - جو موت کے بستر پر پڑا ہو ٭

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صفحہ	الفاظ و معانی
	وصایا - جمع وصیت جو نصیحت مرنے کے وقت کی جاتی ہے ۔
۲۶۸	مکالمات - باتیں ۔
۲۶۹	فاخرانہ - فخر کے طور پر ۔
	اکتساب فیض - فیض حاصل کرنا ۔
	ناعاقبت اندیش کم عقل - بے وقوف ۔
	شایان - لائق ۔
۲۷۰	سلک - لڑی ۔
۲۷۱	رموز - رمزیں اشارے ۔
	فرعون
۲۷۳	علم اللسان - زبانوں کا علم ۔
	وساطت وسیلہ ۔
	مرور زمانہ - زمانہ کا گزرنا ۔
	فراعنہ - جمع فرعون ۔
۲۷۵	محاربات - لڑائیاں ۔
۲۷۶	باجبروت - رعب داب والی ۔
۲۷۷	کتابی چہرہ - گول چہرہ کتاب کی شکل کا ۔
	گرد پس کارواں قافلوں کے پیچھے کی شکل ۔
	معدوم - غائب ۔
	انجماد - جمنا ۔
	فلسفہ
	علم لاہوتی - علم ذات الٰہی کا جس میں سالک کو مقام فنا فی اللہ حاصل ہوتا ہے ۔
	علل - جمع علت کی علت - بمعنی سبب ۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صفحہ	الفاظ و معانی
	ایران
۲۸۱	**ہویدا** - ظاہر ÷
	انبساط - خوشی ÷
	منقاروں - چونچوں ÷
۲۸۲	**مشرکانہ** - مشرکوں جیسی کافروں جیسی ÷
۲۸۳	**من حیث القوم** بحیثیت قوم ÷
	مفلوج - وہ شخص جو فالج کا بیمار ہو ÷
	سینہ کوبی - سینہ پٹنا ماتم کرنا ÷
	مزید - زیادہ ÷
	کفش دوز - موچی ÷
	نداف - دُھنیا ÷
	قناد - حلوائی ÷
۲۸۴	**سراج** - کاٹھی بنانے والا
	طباخ - باورچی ÷
	قصاب - قصائی ÷

صفحہ	الفاظ و معانی
	معیار شرافت شرافت کی کسوٹی ÷
	عقد دائم - ہمیشہ کا نکاح ÷
	منقطع - کاٹنا ÷
	اخلاقی جرأت
۲۸۷	**محترز** - پرہیز کرنے والا ÷
	باطل - جھوٹ ÷
	باحسن وجوہ - اچھی طرح سے ÷
	راہ مستقیم - سیدھا راستہ ÷
	راہرو - رستہ چلنے والا مسافر ÷
	حجاب - پردہ ÷
	بریں عقل و دانش بباید گریست - اس عقل اور عقلمندی پر رونا چاہیئے ÷

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صفحہ	الفاظ و معانی
	حماقت - بے وقوفی ÷
	ریفارمروں - اصلاح کرنے والوں ÷
۲۹۰	ابدالآباد - ہمیشہ تک ÷
۲۹۱	حیات جاودانی - ہمیشہ کی زندگی ÷
۲۹۲	تلقین - نصیحت کرنا ÷
	منجم - ستاروں کا علم جاننے والا - نجومی ÷
۲۹۳	مبرّا پاک ÷
″	گلوگیر - گلا پکڑنے والا ÷
۲۹۵	دنیاوی آلائشوں - دنیا کی آلودگیوں ÷
۲۹۶	زندہ است نام فرخ نوشیرواں بہ عدل - نوشیرواں کا مبارک نام اب تک زندہ ہے ÷

صفحہ	الفاظ و معانی
	گرچہ بسے گزشت کہ نوشیرواں نماند - اگرچہ بہت زمانہ گزرا کہ نوشیرواں نہیں رہا ÷

مرزا محمد رفیع سودا

صفحہ	الفاظ و معانی
۲۹۷	دامنگیر - دامن پکڑنے والا ÷
	ایہام - غلطی میں ڈالنا ÷
	رکن آئی - پنجابی رونگا ÷
	اشتیاق - شوق ÷
۳۰۱	حسن معذرت - عذرخواہی کی خوبی ÷
۳۰۱	جویاے کمال - کمال کو ڈھونڈھنے والا ÷
۳۰۲	حرم سرائے - زنان خانہ ÷

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صفحہ	الفاظ و معانی
	زعفران زار - کیسر کا کھیت ۔
۳۰۲	زمرۂ اہلِ سیف - تلوار چلانے والوں کا گروہ یعنی خوبیوں کا گروہ ۔
۳۰۵	شہرۂ آفاق - زمانہ میں مشہور ۔
	علّامہ فیضی
۳۰۶	آباو اجداد - باپ دادے ۔
۳۰۷	فارغ التحصیل - علم حاصل کرنے سے فارغ ہو کر ۔
	ملک الموت - موت کا فرشتہ ۔
	تازیانہ - کوڑا ۔
۳۰۹	ضیق النفس - دمہ کی بیماری جس میں دم مشکل سے آتا ہے ۔
	نیّرِ تاباں - چمکتا ہوا سورج ۔
	مشیّتِ ایزدی - خدا کی مرضی ۔
	گر ہمہ عالم بہم آید بہ جنگ - اگر تمام دنیا لڑائی کے لئے جمع ہو جائے - تو ۔
	سپہ نشکند پائے یکے مور لنگ - ایک لنگڑی چیونٹی کا پاؤں اچھا نہیں ہو سکتا ۔
	نینی تال
۳۱۲	نزہت افزا - پاکیزگی بڑھانے والی ۔
	فی البدیہہ - بلا سوچے فوراً موقعے پر شعر کہہ دینا ۔
۳۱۳	مناظرِ زیبا - اچھے اچھے نظارے ۔
	مخمور - نشے میں چور ۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صفحہ	الفاظ و معانی
	برگ ہائے نوخیز نئے اُگے ہوئے پتے
	دلدوز آواز - دل میں اثر کرنے والی آواز
	ہوائے جاں پرور جان کی پالنے والی ہوا
	وارفتہ - بیہوش
	انبار - ڈھیر
۳۱۴	**افسردہ** - رنجیدہ
	مناظرِ قدرت - قدرت کے نظارے
۳۱۵	**ولولہ انگیز** - جوش پیدا کرنے والی
۳۱۹	**رقص و سرود** - ناچ اور گانا
	لکھنؤ کا چہلم
۳۲۰	**گھٹا ٹوپ** - بالکل اندھیرا
	مرغانِ خوش نوا اچھی آواز والے
	پرندے
	لونکی - چمکی
	رعد - فرشتہ ابر کا نام ہے یعنی گرج
	کالے کوسوں - بہت دور - محاورہ ہے
۳۲۱	**خورشید** - سورج
	کاجل - سرمہ
	بھول بھلیاں - راستہ بھلا دینے والا
	انوپ - انوکھی
	اڑنچھو - غائب
	تلاطم - لہر
	چشمک زدن - آنکھ کا جھپکنا - یعنی بہت جلدی
	مجالسِ عزا - ماتم کی مجلسیں
۳۲۲	**پیک** - قاصد
	لُچّے - شریر
	لفنڈرے - بدمعاش

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
٣٢٣	اژدہام - ہجوم ÷ شتر غمزے کرتے چلتے ہیں - اونٹ کے سے ناز و ادا کرتے جاتے ہیں ÷ بھیانک - ڈراونا ÷ عرش بریں - بلند عرش ÷		چاندی کے سر شہیدان کربلا کے نشان کے طور پر لے جاتے ہیں ÷ اشہب - گھوڑا ÷ سمندِ دغا - لڑائی کا گھوڑا ÷ کرنگ نقرہ خنگ گھوڑے کی ایک قسم ہے ÷ فرس - گھوڑا ÷ سانحہ ہوش رُبا - ہوش بھلا دینے والا واقعہ ÷ بلقیس منزلت بلقیس کے درجہ والی بلقیس حضرت سلیمان کی ملکہ کا نام ÷
٣٢٤	طنبورے - ایک قسم کا باجہ ÷ طنطنہ - غل - شور ÷ مشکِ اذفر - ایک قسم کا مشک ÷ عصائے نقرئی و طلائی - چاندی سونے کے سونٹے ÷		
٣٢٥	گہوارہ - جھولا ÷ سینۂ مجروح - سینہ زخمی ÷		
٣٢٦	ضریح - محرم کے جلوس میں لکڑیوں کے اوپر	٣٣٠	کرارے - مضبوط ÷

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

زمین کی فرسودگی یعنی "ڈھا" اور اُس کی روک تھام

ا۔ "ڈھا" کیا ہے ؟ اس کے معنی ہیں "آہستہ آہستہ کٹنا یا گھسنا" زمین کے ڈھا سے مراد ہے کسی قدرتی طریقہ سے سطحی مٹی کا اپنی جگہ سے ہٹ جانا۔ زمین کی سطح کی مٹی کو بارش بہا لے جاتی ہے۔ اور آندھی اُڑا دیتی ہے۔ برف کے تودے جو پہاڑوں سے لڑھکتے ہیں۔ اور یخ کے انبار جن کا کام کچلنا اور پیس ڈالنا ہے۔ سمندر کی لہروں کا زور جو ساحل سے ٹکراتی ہیں اور پانی جو شکم دریا سے کٹتا ہے۔ گہری مٹی تو کیا چٹانوں تک کا یہ ہی حال کر دیتے ہیں۔ در اصل یہ قدرت کی حکمت ہے۔ جس سے پہاڑ رفتہ رفتہ گھس رہے ہیں۔ اور مٹی کے ریزوں کو بہا کر سمندر میں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ڈال رہے ہیں - تاکہ زمین کی بناوٹ کی نئی دریائی تہیں سمندر کے اندر تیار ہوں ÷

۲ - زمین کی فرسودگی یعنی ڈھا کی رفتار ہماری آنکھیں دیکھ نہیں سکتیں - اس کی رفتار نہایت دھیمی ہے - اس کا اثر پودوں پر جو زمین کی سطح کو ڈھانپے ہوئے ہیں بالکل نہیں ہوتا - اور قدرت کے انتظام میں فرق نہیں آتا - جب حضرت انسان کھیتوں میں ہل چلا کر - جنگلوں اور گھاس کو آگ لگا کر یا ڈھور ڈانگر کثرت سے رکھ کر قدرت کے انتظام میں دخل دیتا ہے تو پودوں کا غلاف بے بس ہو کر زمین کی حفاظت کے قابل نہیں رہتا - اور مٹی بہت جلد بہ جاتی ہے پس زمین کے معمولی ڈھا میں جو بے معلوم طرح پر نہایت آہستگی سے ہوتا ہے - اور تیز ڈھا میں بہت فرق ہے - اس وقت ہم تیز رو ڈھا پر بحث کرینگے اور یہ مضمون اہل پنجاب کے لئے نہایت ضروری ہے ÷

۳ - اگر پودے اس قدر ہیں کہ وہ زمین کو بالکل ڈھانپ لیں - تو وہ نہ صرف بارش کے پانی کو جو سیلاب بن کر پہاڑوں سے گرے روک سکتے ہیں بلکہ ان کے پتے اور جڑیں گل اور سڑ کر نئی

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

تہ زمین پر بناتے ہیں - کاشتکار کے لئے یہ نہایت
مفید زمین کا وہ بالائی چند انچ حصّہ ہے - جو
کچھ تو پودوں کے گل سڑ جانے سے ان کے
اجزا سے یا پتھروں کے ریزوں یا کنکروں سے
بنا ہے - بیشک کئی سال درکار ہیں تاکہ قدرت
جنگلوں کے پودوں کے گلے سڑے اجزا اور سبزہ زار
سے زرخیز زمین تیار کرے - زمین کی نچلی تہ میں
پودوں کا سامان پتھروں کے درمیان نہیں ہوتا -
اس لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ جہاں کہیں
کاشت یا چراگاہ کے لئے زمین درکار ہے - وہاں
اوپر کے چند انچ حصہ کی بہت حفاظت کی جائے
تاکہ بارش کا پانی اُسے بُرد نہ کر دے *

۴ - کھیتوں کی زمین دو طرح سے کمزور یا
بے جان ہو جاتی ہے - یعنی ایک تو کیمیاوی نمک
کے خرچ ہو جانے سے - یہ نمک ہر فصل کے پکنے
کے لئے اس کی خوراک ہے - دوسرے اوپر کی
مٹی کے بُرد ہو جانے سے - جب اوپر کی مٹی بہ
جاتی ہے تو صرف نیچے کی تہ رہ جاتی ہے اور
چنداں زرخیز نہیں ہوتی - پہلی قسم کے نقصان
کی تلافی کھاد کے بکثرت استعمال سے اور اجناس
کی قسموں کو بدل بدل کر بونے سے ہو سکتی ہے -

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اگر ایک قسم کی جنس کے کاٹنے کے بعد دوسری قسم کی جنس بوئی جائے تو زمین کو آرام مل جاتا ہے - لیکن بالائی تہ کے بڑہ ہو جانے سے جو دوسری قسم کا نقصان ہوتا ہے - اس کی کمی پوری نہیں ہو سکتی - اس لئے لازم ہے کہ جب یہ حالت دیکھی جائے تو فوراً اس کا انسداد ان چند طریقوں سے کیا جائے - جن پر پارا نمبر۱ میں بحث کی گئی ہے *

۵ - چراگاہوں اور ایسے کھیتوں میں جو زیر کاشت نہیں ہیں - ہل نہیں چلایا جاتا - اس لئے کیا تم امید کر سکتے ہو کہ ان کو ڈھا سے نقصان نہیں پہنچے گا - بدقسمتی سے چراگاہ کی زمین کو مال مویشی کے لئے اپنی قابلیّت سے زیادہ چارہ مہیّا کرنا پڑتا ہے - اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خشک سالی میں مویشی بھوکے رہتے ہیں - اور بھوک سے مجبور ہو کر جہاں کہیں پودا دکھائی دیتا ہے - اُسے توڑ مروڑ کر صفایا کر دیتے ہیں - اور وقت پر قدرتی پودے کمزور ہو کر زمین کی حفاظت نہیں کر سکتے *

زمین جب اس طرح پر برہنہ ہو جاتی ہے - یعنی خالی ہو جاتی ہے تو اوپر کی نشیبوں کا پانی

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کسی طرح نہیں رُکتا۔ اور بارش کے پانی میں بڑی مقدار میں مٹی کے ذرّے شامل ہو جاتے ہیں اور پودوں کے نہ ہونے کی وجہ سے پانی کی روک تھام نہیں ہو سکتی۔ اور بارش کا پانی بے شمار چھوٹے چھوٹے نالے ریتلے کاغذ کی طرح کھُرچ کر صاف کر دیتا ہے۔ اس مرحلہ کو چادری ڈھا کہتے ہیں۔ کیونکہ تمام سطح کو یکساں نقصان پہنچتا ہے۔ ہل چلائے ہوئے کھیتوں میں یہ نالے ہل سے ہموار ہو جاتے ہیں۔ لیکن چراگاہوں میں وہ گہری کاٹ کرتے ہیں۔ اور پھر چھوٹے چھوٹے نالے فوراً مل کر بڑے نالے بن جاتے اور زمین کے نیچے چٹان تک جا پہنچتے ہیں۔ اس قسم کی فرسودگی کو نالا ڈھا کہتے ہیں ؛

۲۔ چراگاہوں اور افتادہ کھیتوں میں ایک اور ذریعہ نقصان کا یہ ہے کہ چادری ڈھا سب سے پہلے وہ ذرّے ہلاتا ہے جو بہت زیادہ ہلکے ہیں پھر جب یہ اکٹھے ہو کر چکنی باریک مٹی بن جاتے ہیں تو یہ مٹی ایک قسم کی کھال زمین پر بن جاتی ہے۔ جس کے اندر پانی نہیں جا سکتا۔ تاکہ زمین کی تہ کو سیراب کرے۔ یہ بالکل وہی صورت ہوتی ہے کہ جب ہمارے بدن کی جلد پر مٹی جم جائے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

تو مسام بند ہو جاتے ہیں - اگر زمین اپنی طبعی حالت
میں ہو اور اس پہ عمدہ جنگل اور گھاس کا پردہ ہو
تو وہ اسفنج کی طرح بہت سا پانی جذب کر لیتی ہے
اور یہ پانی آخرکار زمین کی تہ میں پہنچ کر پانی کے
اُن گہرے ذخیروں میں جا ملتا ہے جن کی بدولت
ہمارے بہترین چشمے سال بھر جاری رہتے ہیں - لیکن
جب ایک بار ڈھالا تیزی کے ساتھ شروع ہو
جائے تو بہت تھوڑا پانی زمین کے نیچے جاتا ہے
کیونکہ وہ خالی نشیبوں سے بڑی تیزی کے ساتھ
بہ نکلتا ہے - اور ساتھ ہی ذرّے زمین کے قدرتی
مسام بند کر دیتے ہیں ؀

۷ - شاید تمہارا یہ خیال ہو کہ ڈھا سے بہت
بڑا نقصان ڈھالو زمین اور نشیبوں پر ہوتا ہے -
لیکن یہ ضروری نہیں کہ ایسا ہو - نشیب کے
مقابلہ میں پودے کے پردہ کا اثر زیادہ ہوتا ہے -
مثلاً اگر ڈھالو زمین پر عمدہ گھاس اور گھنا جنگل
ہے تو اس سے زمین بالکل محفوظ رہے گی -
اور اگر چراگاہ یا ہل چلائی ہوئی زمین میں معمولی نشیب
کی موجودگی بھی ہو تو بہت سی مٹی ضائع ہو جائیگی
البتہ گہری ڈھلوانوں میں بہ نسبت کم ڈھلوانوں کے
زیادہ نقصان ہوگا - اگر ایک سی قسم کا پردہ پودوں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کا دونوں پر ہے - ریتلی مٹی کا عموماً چکنی مٹی سے زیادہ نقصان ہوتا ہے - لیکن کاشت کے لئے زمین کی تیاری یعنی تردّد کے طریقہ کا بہت زیادہ اثر ہوتا ہے - مثلاً اگر کلبہ رانی کے وقت ہل کی لکیروں کا رخ پہاڑ کے نشیب کی طرف ہو اور ساتھ ساتھ نہ ہو - تو بارش کے پانی کا بہاؤ زیادہ تیز ہوگا - اور پانی بہت سی مٹی لے جائیگا ❖

۸ - ڈھا کا عمل صرف چراگاہوں اور کھیتوں کی مٹی ہٹانے تک محدود نہیں ہے - اس سے کئی اور باتیں بھی ظہور میں آتی ہیں :-

(الف) زمین کی نچلی تہ میں نیز چٹان تک پانی جانا رُک جاتا ہے اور چشمے تک خشک ہونے لگتے ہیں - اس سے نشیبی چراگاہوں کی زمین کو خصوصاً زیادہ نقصان پہنچتا ہے - کیونکہ طوفانِ باراں جو گھنی گھاس سے زمین کے نیچے تک رطوبت لے جا سکتا ہے - ایسی زمین کے جو مویشی چرنے سے سخت ہو گئی ہے - صرف بالائی دو تین انچ حصّہ کو تر کر سکے گا ❖

(ب) پودوں کی جڑیں زمین کے نمک جو حل ہو سکتے ہیں - خوراک کی طرح چوس لیتی ہیں -

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

لیکن جب یہ نمک ڈھا کی وجہ سے بُردہ ہو جاتے ہیں تو اس کے یہ معنی ہیں کہ پودوں کی خوراک چوری ہو گئی - پس اس خوراک کو ضائع ہونے سے روکنا بہتر ہے - بہ نسبت اس کے کہ اُس کے ضائع ہو جانے سے جو کمی ہو گئی ہے - اس کو کھاد ڈال کر پُورا کیا جائے ؛

(ج) زمین کی سطح کے اوپر کے چند انچوں میں بہ نسبت نچلی تہوں کے زیادہ بیش قیمت غذا پودوں کے لئے موجود ہوتی ہے - اور اگر یہ بالائی تہ فرسودگی سے ضائع ہو جائے - تو چاہے کھیت میں کتنا ہی کھاد ڈالو - وہ اصلی حالت پر کبھی نہیں آئے گا ؛

(د) جہاں نہایت باریک مٹی جمع ہو جائے - وہاں کھو کھلے مقامات گہرے نالے بن جاتے ہیں - اور اس طرح سے بڑے کھیت چھوٹے چھوٹے حِصّوں میں منقسم ہو جاتے ہیں - اور اُن میں ہل چلانا مشکل ہو جاتا ہے - ان گہرے نالوں کے آس پاس کی زمین اونچی اور خشک اور استادہ فصل گئی گذری ہو جاتی ہے ؛

(ھ) ڈھا کے مقام سے جب پانی تیزی سے بہتا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہے تو نیچے کے چشموں اور دریاؤں میں سیلاب یعنی طغیانی آ جاتی ہے - اور خواہ وہ مقام پہاڑوں سے سو میل کے فاصلہ پر ہو آس پاس کی فصلیں برباد ہو جاتی ہیں - مکان گر پڑتے ہیں - راستے بند - ریل کی سڑک مسدود ہو جاتی ہے - اور انسان اور مویشی ڈوب مرتے ہیں ؛

(د) ڈھا سے جو مٹی گرد ہوتی ہے - اُسے کہیں نہ کہیں سمانا ہوتا ہے - پھر بڑے بڑے دریاؤں میں جن میں جہاز چلتے ہیں - یہ ریت سے بنے ہوئے نئے کنارے جہازوں کے لئے خطرہ کا سامان اور تباہی کا سبب بن جاتے ہیں - بلکہ اس مٹی اور ریت سے بندرگاہیں تک ناقابل استعمال ہو جاتی ہیں - ساتھ ہی نہروں کے ناکوں کو بھی نقصان پہنچ سکتا ہے ؛

۹ - سوال یہ ہے کہ اس سبق میں جنگلوں کو کیوں لیا جائے - جبکہ زیادہ تر اس کا تعلق اراضی زیر کاشت اور چراگاہوں سے ہے ؟

اس کا جواب یہ ہے کہ صرف اس وجہ سے کہ جنگل بہترین قدرتی غلاف زمین کی حفاظت کے لئے ہیں - اگر تمہاری سمجھ میں یہ آ جائے کہ قدرت

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

زمین کی فرسودگی کو کس طرح روکتی ہے تو تم کھیتوں کی زمین کی ضروریات بہتر سمجھ سکو گے۔ سب سے زیادہ ضروری بات یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے۔زمین میں جذب کرنے کی قوّت بر قرار رہے۔ اور یہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ زمین پر پودوں کا پردہ اُگتا رہے۔ اور کھیتوں کی اچھی طرح دیکھ بھال ہوُا کرے ×

۱۰۔ کاشت رانی کا التوا ناممکن ہے۔ اگر ہل نہ چلایا جائے تو غلہ کیسے ہو اور لوگ کیا کھائیں؟ اس لئے کھیتوں کو دھان کے کھیتوں کی طرح چپٹا رکھنا چاہئے۔ اور درست طور پر چبوترے بنانے چاہئیں۔ ڈھالو زمین میں پتھروں کے چبوترے بن سکتے ہیں۔ یا زمین کو کھرچ کر اُس میں دٹ بندی ہو سکتی ہے۔ سخت اور ڈھالو زمین میں جس میں دٹ بندی نہ ہو سکے۔ہل کبھی نہ چلاؤ۔بعض قسم کے پودے مثلاً دال۔ ماش۔ سن پٹوا وغیرہ جو مٹروں کے خاندان سے ہیں اُس قابل ہیں۔ کہ زمین میں نائٹروجن کی مقدار بڑھا کر فصل کی قیمت بڑھا دیں۔اس قسم کے پودوں کو جہاں تک ہو سکے۔ زیادہ قیمتی فصلوں مثلاً گیہوں مکئی۔کپاس۔ آلو وغیرہ کے درمیان باری باری

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سے بونا چاہیئے - اس قسم کی کاشت کو کسان
فصل کی باقاعدہ باری کہتے ہیں - اس کام کے
لئے یا تو سالم کھیت ایک ہی وقت میں بونا
چاہیئے - یا کھیت کو پٹیوں میں تقسیم کر کے ان
میں دیگر اجناس کے درمیان زمین کی حیثیت
بڑھانے والے پودے اُگانے چاہئیں - گھنی پیداوار
کی یہ پٹیاں موسلا دھار بارش میں پانی کے بہاؤ کی
تیزی کو روکتی ہیں ❊

۱۱- تمام چراگاہوں میں خواہ اِن میں بہت کم
نشیب ہو - زمین کا ڈھا جب تک مویشی کی
تعداد جو وہاں چرتے ہیں کم نہ کی جائے بڑھتا
رہتا ہے - بارہا ایسا ہوا ہے کہ گوجر اور گاڑی
باہر کی بھینسیں اور گلے لا کر وہ چارہ جو صرف
لوگوں کے اپنے مقامی مویشیوں کے لئے رہنا چاہیئے
ان کو چراتے ہیں - ڈھا جو چرائی کی وجہ سے
ہو - اس کا علاج صرف یہ ہے کہ یا تو مویشی
کی تعداد کم کر کے حد سے زیادہ اور متواتر چرائی
روکی جائے - یا چند مہینے چراگاہ بند کر کے زمین
کو آرام دیا جائے - اچھے بیل جو ہل چلاتے ہیں
اور دودھ دینے والی گائیں مستحق ہیں کہ ان کو
زیادہ گھاس کاٹ کر دی جائے - اور ایسے مویشی

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

جو بے کار ہیں - یا تو فروخت کر دیئے جائیں - یا اُن سے چھٹکارا پا لیا جائے - اگر کچھ حصہ زمین کا گھاس کاٹنے کے لئے چھوڑا جائے تو اس سے بجائے اس کے کہ اس پر مویشی چرائے جائیں بہتر چارہ مہیّا ہو سکیگا - اور گھاس کا غلاف زمین کی زیادہ اچھی حفاظت کریگا - اس سے بھی بہتر یہ ہے کہ چرائی بالکل موقوف کر دی جائے - اور مویشی کو کٹی ہوئی گھاس کا چارہ دیا جائے - بہت سا نقصان بکریاں کرتی ہیں - وہ نہ صرف ہر قسم کے پودوں کو ٹکڑے ٹکڑے اور فنا کر دیتی ہیں - بلکہ بڑے بڑے درختوں کو بھی تباہ کر دیتی ہیں - بہت سے ملکوں میں بکریاں رکھنا اگر اُن کو ہاتھ سے چارہ نہ دیا جائے خلافِ قانون ہے ؛

بعض اوقات چرائی کی زمین کی ترقئ حیثیت اس طرح ہو سکتی ہے - کہ اسے دو یا تین حصّوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے - جن کا نصف یا دو تہائی حصہ بند اور باقی کھلا رہتا ہے - کھلا حِصّہ ہر سال بدل دیا جاتا ہے - تا کہ باری باری ہر حصہ بند رہے - اور اس میں گھاس اُگنے کا موقع ملے - کئی مقام موسمی ہواؤں کے ایّام میں بند کر دیئے جاتے ہیں - اور ایسے پودوں کو اصلی طاقت حاصل

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کرنے اور تندرست ہو جانے کا موقع مل جاتا ہے۔
لیکن جب بعد ازاں بہت سے مویشی چرائے جائیں۔
تو نو عمر پودے جو اُگ رہے ہوں ضائع ہو جاتے
ہیں۔ اور ڈھا پھر شروع ہو جاتا ہے +

۱۲۔ جہاں کہیں نالیاں بن جائیں۔ ان کو گہرا
کاٹنے سے روکا جا سکتا ہے۔ سب سے اچھا طریقہ
یہ ہے کہ بڑے بڑے پتھر اینٹیں یا ٹہنیوں کے
گٹھے استعمال کئے جائیں۔ یا چھوٹے چھوٹے بند
نلے کی تہ کے ساتھ باندھ دئے جائیں۔ یہ بند
اونچے نہ ہوں۔ کیونکہ ان کا مطلب یہ نہیں ہے۔
کہ بہت سا پانی روکا جائے یا پیچھے کی طرف ہٹا
دیا جائے۔ بلکہ یہ مطلب ہے کہ پانی کے بہاؤ کی
تیزی جاتی رہے۔ تاکہ نقصان کم ہو۔ بندوں کے
کنارے پانی کو چپٹے یا ہموار چونتروں پر پھیلا دینگے
اور اس سے V شکل کی گلی یا نالی میں گہرا
کٹاؤ نہ ہوگا۔ اس کے ساتھ چراگاہ کے رقبہ
میں اگر مویشی چرتے ہیں۔ تو ان کا چرنا بند
کر دینا چاہئے۔ اور ہر ممکن کوشش ہونی چاہئے
تاکہ تمام گرد و نواح کی زمین پر بہتر غلاف پودوں
کا اُگایا جائے اور یہ یہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ
درخت لگائے جائیں اور گھاس اور جھاڑیوں کے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بیج بوئے جائیں ؛

۱۳- بہتر تو یہ ہے کہ ہر گاؤں میں کچھ زمین ذخیرے کے لئے مخصوص کی جائے - جس میں ایسے درخت ہوں کہ ان سے عمارتی اور جلانے کی لکڑی اور مویشی کے لئے پتّے اور چارہ میسر ہو جائے اگر کہیں ایسی ایسی گہری ڈھلوانیں ہیں کہ جہاں مویشی چرانے سے بڑے قسم کا ڈھا واقع ہوتا ہے - تو بیشک ان میں درخت لگا دو - تا کہ ڈھا کی پریشانی اور اس میں چٹانوں کے گرنے اور سیلاب کا خطرہ جاتا رہے - اور وہ واقعی مفید بن کر گاؤں کی باقی زمین کو محفوظ رکھیں - جہاں زمین بہت ڈھالو ہے - وہاں جنگل کا ذخیرہ پناہ کے لئے اور طوفان کے خشک کر دینے والے اثر کو زائل کرنے کے لئے بہت مفید ہے - کئی قسم کے درخت مثلاً کہرک توت - اور ارجن جو میدانوں میں ہوتے ہیں - اور بن اور دراوی جو پہاڑوں میں ملتے ہیں بیش بہا چارہ مہیّا کرتے ہیں - اور ان کے پتّے جب گھاس کا کال ہو - کاٹ کر مویشی کو کھلائے جاتے ہیں ؛

باہتمام لالہ موتی رام مینجر [illegible] واقع چیٹرجی روڈ لاہور میں چھپی اور رائے صاحب لالہ سوہن لعل ایم-ایل-اے پروپرائٹران فرم منشی گلاب سنگھ اینڈ سنز لاہور نے شائع کی ؛